

# تعلیماتِ رضا

(۱)

درمختار کے حاشیہ طحاوی پر روشنی

افادات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ

ترجمہ و تحقیق

مولانا محمد صدیق ہزاروی

مرکزی مجلسِ رضا • لاہور



سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۴۲)

کتاب \_\_\_\_\_ تعلیقات رضا  
حاشیۃ الطحاوی پر حواشی  
مصنف \_\_\_\_\_ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ  
ترجمہ و تحقیق \_\_\_\_\_ مولانا محمد صدیق ہزاروی  
بار اول \_\_\_\_\_ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۲ھ مارچ ۱۹۸۲ء  
خطاط سرورق \_\_\_\_\_ صوفی خورشید مخمور  
مطبع \_\_\_\_\_ حمایت اسلام پریس لاہور  
ناشر \_\_\_\_\_ مرکزی مجلس رضا لاہور  
تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار  
قیمت \_\_\_\_\_ دعائے خیر بحق معاونین مجلس رضا

**رضا اکیڈمی**

**مسجد رضا محبوب روڈ**

**چاہ میراں لاہور نمبر 39**

ملنے کا پتہ

۱۔ مرکزی مجلس رضا، نوری مسجد بالمقابل ریلوے سٹیشن لاہور

۲۔ مسجد رضا محمدی سٹریٹ محبوب روڈ چاہ میراں۔ لاہور



## فہرست

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵	خطاب کرنا	۱۵	تاثرات
۲۶	الف اشباعی کا مسئلہ	۱۶	"
	امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے متعلق	۱۷	تعارف (امام احمد رضا بریلوی)
	من گھڑت واقعہ نقل کرنے پر خطیب	۲۰	" (امام سید احمد طحطاوی)
	بغدادی اور امام طحطاوی پر اعلیٰ حضرت	۲۱	لفظ اسم کے اشتقاق پر بحث
۲۷	کی گرفت	"	بسم اللہ کا متعلق کیا ہونا چاہیے
۲۸	مجتہد کون ہو سکتا ہے؟		صفت رحیم کے عموم و خصوص پر
	علم حقیقی کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا	۲۲	بحث
۲۹	امام طحطاوی سے اختلاف		صفت رحمن و رحیم میں سے کونسی
"	علم جفر کا بانی کون ہے؟	"	صفت ابلغ ہے
"	علم جفر کا حصول کب ناجائز ہے؟		سورہ برات کے شروع میں
	امام اعظم کے والد ماجد کی حضرت	۲۳	بسم اللہ پڑھی جائے یا نہ؟
۳۰	علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں		چوری کی بکری پر بسم اللہ پڑھی جائے
	حاضری		تو کیا وہ مالک کے لیے بھی حرام ہو
	محدث کامل بننے کے لیے کن کن		جاتی ہے، اعلیٰ حضرت کا امام طحطاوی
۳۱	مراحل سے گزرنا ضروری ہے۔	۲۴	سے علمی اختلاف
	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اجتہاد،		اللہ تعالیٰ کو غائب کے صیغہ سے



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۳	ٹوٹنے کے مسئلہ پر امام زلمی سے اختلاف	۳۳	امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہوگا
۳۴	اعلیٰ حضرت کی وقت نظر	۳۴	ایک غیر معروف کتاب سے امام اعظم سے متعلق غلط واقعہ نقل کرنے
۳۵	کان سے پیپ نکلنے کے مسئلہ پر علمی اختلاف	۳۴	پڑا علی حضرت کی گرفت
۳۶	اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ، امام طحاوی سے ایک علمی اختلاف	۳۶	ایک مسئلہ پر عربی عبارت کی تصحیح
۳۷	مسئلہ اختلام	۳۷	مسئلہ ختم نبوت پر امام طحاوی کی ایک لغزش پر گرفت
۳۸	امام طحاوی سے وجوب غسل پر اختلاف	۳۸	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عدل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق
۳۹	نشہ والے، بہوش اور نیند سے بیدار ہونے والے کے اختلام کا مسئلہ	۳۹	فقہ حنفی کا دوام
۴۰	پانی میں مخلوط، پاک مائع کی اقسام غیر جاری کثر پانی کی مساحت پر اعلیٰ حضرت کی تحقیق	۴۰	مسواک کی مقدار
۴۱	مستعمل پانی کے بارے میں تحقیق	۴۱	اعضاء وضو کو تین بار سے زائد دھونا
۴۲	پاک کب ناپاک ہوتا ہے؟ اختلاف ائمہ	۴۲	بوقت ضرورت، اعضاء وضو کو تین بار سے کم دھونا
۴۳	تیمم کی نیت کس وقت کی جائے؟	۴۳	مسنون تعداد کے اعتقاد کے ساتھ
۴۴	نفل کی حیثیت پر امام طحاوی سے اختلاف	۴۴	تین بار سے کم یا زیادہ دھونا
۴۵	اختلاف	۴۵	ایک مسئلہ میں امام محمد کی ترجیح کی وضاحت
۴۶	درمختار میں تضاد کی وضاحت اور	۴۶	قے ناقص وضو ہے؟
۴۷		۴۷	حالت سجدہ میں سونے سے وضو



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۰	"ملتقی الباکر" کتنی اور کن کن کتب کے متون پر مشتمل ہے	۵۲	دوسرے کو تیمم کرانے کے لیے تین ضرلوں کی توجیہ
"	اذان و اقامت کئے ساتھ تکرار جماعت کے مسئلہ پر اہم طحاوی سے اختلاف	"	سنت موکدہ اور تیمم؟
۴۱	مکبر حی علی الفلاح کے تو کھڑا ہونا چاہیے	۵۵	اسلام لانے کے لیے کیے گئے تیمم سے نماز پڑھنے کے مسئلہ پر اختلاف ائمہ
"	استقبال قبلہ کے ضمن میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق	"	جنبی، حائض، بے وضو اور میت میں سے پانی کا مستحق کون ہے؟
۴۳	جبہ اور جبین کا فرق	۵۶	مباح پانی کی صورت میں جنبی اولیٰ ہے
"	قعدہ اخیرہ کی رکنیت سے امام طحاوی کے انکار پر اعلیٰ حضرت کا علمی و استدلالی محاکمہ	"	مٹی مستعمل نہیں ہوتی، اعلیٰ حضرت کی تحقیق
۴۴	اتباع امام کا مسئلہ	۵۷	جنبی، حدیث اکبر کے ساتھ محدث ہوتا ہے
۴۵	مقتدی کا فعل، فعل امام سے مقارن ہونا ضروری نہیں البتہ تاخیر منع ہے	"	قدرت غیر سے قادر کہلا سکتا ہے؟
۴۶	کسی قدر قراءت کے بعد کوئی اقتداء کرے تو دوبارہ قراءت نہ کی جائے بلکہ اس سے آگے بلند آواز سے پڑھے	۵۸	مدت حصین کا تعین، ساعت فلکی سے ہوگا۔
"	امام کے نزدیک مفسد نماز کا مقتدی کو علم ہو اور امام کو علم نہ ہو تو مقتدی کی نماز کے جواز میں اختلاف	"	ساعت فلکی کی مقدار
۴۷		۵۹	سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا فرض ہے یا واجب؟
		"	ظہر کے وقت میں کراہت نہیں
		"	امام طحاوی کے تضاد کی وضاحت
		"	اذان میں ترجیع نہیں



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۷۸	سواری کی حالت میں نماز باجماعت کا حکم؟	۷۸	اعلیٰ حضرت کا وسیع مطالعہ
۷۹	قنوت اور تشہد میں اتباع امام کا مسئلہ	۷۹	معذور کی اقتدار میں طاہر کی نماز کے مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کی تفصیلی و جامع گفتگو اور امام طحاوی سے اختلاف
۸۰	تہا فرض پڑھنے والے کے لیے تراویح باجماعت پڑھنے کے مسئلہ پر امام طحاوی کا صاحب درنختار پر اعتراض اور علامہ شامی کا جواب	۸۰	بہکلا کی نماز کا مسئلہ
۸۱	دُروں کی جماعت، فرضوں کی جماعت کے تابع ہے علامہ شامی کا امام طحاوی کو جواب	۸۱	”ولا الضالین“ کو طہار کے ساتھ پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے مسئلہ بدل پر امام طحاوی اور علامہ شامی سے اختلاف
۸۲	دُتر، عشر کے تابع ہیں۔ اعلیٰ حضرت کا امام طحاوی کو جواب	۸۲	شافعی مسلک امام کی اقتدار میں دعا و قنوت کا مسئلہ
۸۳	تہا فرض پڑھنے والا، دُتر بھی تہا پڑھے۔	۸۳	امام رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہیے
۸۴	ایک مسئلہ پر بخوبی تصحیح کتب فقہ کے ساتھ اعلیٰ حضرت کا گہرا تعلق	۸۴	اس مسئلہ میں امام زلیعی سے اختلاف
۸۵	مسافت سفر کا مسئلہ	۸۵	قنوت نازلہ تمام جہری نمازوں میں نہیں بلکہ صرف صبح کی نماز میں ہے
۸۶	اعلیٰ حضرت کا فقہی مطالعہ	۸۶	قنوت نازلہ کب پڑھی جائے؟
۸۷	مسافر کے لیے قصر نماز کا مسئلہ	۸۷	اعلیٰ حضرت کی کتب فقہ پر گہری نظر
۸۸	اعلیٰ حضرت کا وسیع مطالعہ	۸۸	قنوت کے ضمن میں اتباع امام کا مسئلہ
۸۹		۸۹	نوافل مندورہ میں قیام کی حیثیت



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۴	کیسا ہے؟ حاکم خود چاند دیکھے تو طریقہ شہادت	۸۳	غلتِ قصر کے ضمن میں ابن ہمام سے اختلاف
۸۵	کیا ہے؟ امام طحاوی سے اختلاف اور قرین قیاس صورت کا بیان	۸۵	نزولِ برکات باعتبار ترتیب صفوف بدھ کو شروع کیا جانے والا کام پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے
۹۰	دورِ تساہل میں عید الفطر کے چاند کا مسئلہ اور مصر میں رونما ہونے والا واقعہ	۸۶	یجز، کونسی کراہت کا متقاضی ہے؟ امام طحاوی سے اختلاف
۹۱	رمضان کا چاند دیکھنے والا، خود روزہ رکھے	۸۶	مسلم وغیر مسلم کا مخلوط اجتماع بلا ضرورت مکروہ ہے
۹۲	ثبوت چاند کا طریقہ تمام مہینوں کے لیے ایک جیسا ہے	۸۷	قرطبی سے نقل کردہ ایک روایت پر اعلیٰ حضرت کی جرح
۹۳	کان میں پانی داخل ہونا مفسد صوم ہے یا نہیں؟	۸۷	قبر کے پاس نماز پڑھنا کیسا ہے؟ شاہد عبدل، حاکم کے پاس چاند کی شہادت دے تو سننے والے کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے
۹۴	اعلیٰ حضرت کی اسرارِ جمال پر گہری نظر روضہ انور کی زیارت مستحب بلکہ طاقت ہو تو واجب ہے	۸۸	نظامِ العدالۃ اور دستور العدالۃ کا فرق ایک آدمی کی دوسرے پر شہادت اعلیٰ حضرت کی وسعت علمی
۹۵	روضہ انور کی نیت سے سفر کرنا چاہیے زیارتِ روضہ رسول کے ضمن میں نجدیوں کا ابطال (حاشیہ)	۸۹	عید الفطر کے چاند کیلئے عللِ مطلع بلسلہ چاند حکمران کی عدم موجودگی میں علماء سے فیصلہ لیا جائے
۹۶	مسجد نبوی کی فضیلت نکاح بالا قرار کے انعقاد سے متعلق تین قول	۹۰	دو عادلوں کی خبر سے افطار کا حکم
۹۶	اعلیٰ حضرت ایک بے مثال فقیہ		



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۰۲	امام طحاوی کے کلام میں تضاد شعر کے آخری لفظ کو وقت کے ساتھ پر پڑھنے اور اس پر تفسیل پیش کرنے کے	۹۶	بالغہ لڑکی کے نکاح سے متعلق امام طحاوی کی عبارت میں تضاد اور اس کی وضاحت
۱۰۳	سلسلہ میں امام طحاوی سے اختلاف عورت خاندان کو جماع سے کب روک سکتی ہے؟	۹۷	کراہت تحریمی اور تنزیہی دونوں کے لیے نہی کا صیغہ ضروری ہے
۱۰۴	بسیب عدم ادائیگی مہر، عورت کو جماع سے روکنے کا حق ہے۔	۹۸	فضا ص و حدر کے علاوہ بیچ، قاضی کے حکم میں ہے
۱۰۵	شرعیت میں عرف کا اعتبار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو یہیں مسلمان تھے	۹۹	وکیل بالنکاح، خود نکاح پڑھائے درجہ نکاح فضولی ہوگا
۱۰۶	ابوطالب کے عذاب میں تخفیف کی وجہ تکریم رسول علیہ السلام تھی نہ کہ اعمال والدین کریمین کے ایمان سے متعلق	۱۰۰	نکاح کر کے دینے والا باپ یا دادا ہو تو صرف خاندان کا ذکر کفایت کرتا ہے درجہ ذکر مہر بھی لازمی ہے۔
۱۰۷	ایک واقعہ	۱۰۱	اعلیٰ حضرت کی بے مثال نقاہت باپ کا غیر کفو میں نکاح کر کے دینا کیسا ہے؟
۱۰۸	محرم سے نکاح اور وارثت کا مسئلہ مدت ایلاء (چار ماہ) سے زیادہ انقطاع جماع نہیں ہونا چاہیے	۱۰۲	باپ اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا غیر کفو میں یا غبن فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دینا
۱۰۹	مدت ایلاء کے ضمن میں امام طحاوی کی تشکیک کا ازالہ	۱۰۳	نکاح فاسد کی تعریف نکاح فاسد سے ثبوت نسب کافر کا مسلمان عورت سے نکاح باطل ہے
۱۱۰	عورت کی نافرمانی کا دہر ہو تو تنبیہ کی صدرتیں اور ان پر بحث۔	۱۰۴	۱۰۴



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۵	تعلیق وقف اور وقف مریض	۱۲۹	گوہانِ رُنا سے قاضی کیا سوال کرے؟
"	بانی کے دربار، غازیوں کو مسجد کی توسیع	"	"کیف ہو" کے سوال پر اعلیٰ حضرت کا اختلاف
"	سے روکنے کا حق نہیں رکھتے بشرطیکہ	"	جنیتوں کے دبر نہیں ہونگے
"	راستہ میں گنجائش ہو اور مسجد کو توسیع	۱۳۰	جنتی عورتوں کی شرمگاہیں بھی نہ ہونگی
"	کی ضرورت ہو	"	اعلیٰ حضرت کا قیاس
"	غیر آباد مسجد کا سامان دوسری مساجد	"	عورت پر جہاد فرض نہیں
"	میں صرف کرنا	"	عورت پر کن کن امور میں خاوند کی
۱۳۶	متولی کا کسی کو وصی یا متولی بنانا	"	اطاعت واجب ہے
"	وقف میں ذمہ دار شخص دوسرے کے لیے	"	واریز کے قیدیوں کی خریداری میں
"	فارغ ہو سکتا ہے یا نہیں؟	"	کیا ترتیب ہے؟
"	وقف کی نگرانی کا مسئلہ	۱۳۱	کفار سے استنانت
"	سلطان کا بیت المال سے زمین کا	۱۳۲	اعلیٰ حضرت ایک عظیم فقیہ
۱۳۷	وقف کرنا	"	انبیاء و قرآن کی توہین کفر ہے اس
"	وقف سلطان کی خریداری	"	میں نیت کا اعتبار نہیں
۱۳۹	جموں کی عبارت پر نحوی بحث	۱۳۳	انبیاء کرام منصوص ہیں
"	مجبور آدمی کی خرید و فروخت	"	عصمت انبیاء کا انکار کفر ہے
"	ادائیگی قرض میں درہم و دنانیر کی	"	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ تخلیق
"	یکسانیت کا مسئلہ	۱۳۴	آدم ہیں
۱۴۰	غضب شدہ کھانے کا خریدنا	"	شخص معین کی لبثت سے انکار کفر
"	غاصب منسوب کا مالک ہے یا نہیں؟	"	ہے یا نہیں؟
۱۴۱	قرض خواہ کا مقروض کے درہم پر چالو پانا	"	مسئلہ شراکت
۱۴۲	بیع سلم کی تعریف و شرائط	"	فقہی مسائل پر اعلیٰ حضرت کی گہری نظر



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	ہوتی ہے، سلطان کی طرف سے ہبہ	۱۴۲	صحت استصناع کا مدار کیا ہے؟
۱۵۰	کے معنی میں ہیں	۱۴۳	بیع وفا کی تعریف
۱۵۱	ہبہ میں شرطِ خیار کا مسئلہ	"	ایک مسئلہ پر اعلیٰ حضرت کا علمی اختلاف
	کسی کو اپنے مال میں کھانے پالین دین	۱۴۴	عطیہ اور رشوت
۱۵۲	کا اختیار دینا	"	معروف مشروط کی طرح ہے
۱۵۳	مشترک چیز کا ہبہ		جس کام کا کرنا اخلاقی فرض ہے اس پر
"	مشترک مال سے قرض دینا	"	کچھ لینا جائز نہیں
	محبوب لہ نہ مشترک چیز کا مالک	"	مصالحت کی تعریف اور حکم
"	ہے نہ تصرف کا اختیار رکھتا ہے	۱۴۵	ہدیہ کی صورتیں
۱۵۴	اولاد کو عطیہ دینے میں تفاوت برتنا	۱۴۶	حیلہ استجار
۱۵۵	کیا تملیک، ہبہ کا غیر ہے؟	"	غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق کیا ہے؟
	امام طحاوی سے اختلاف	۱۴۷	عادل اور جائز کا مفہوم
"	اقسام تملیک	"	صحابہ کرام کا ادب و احترام لازمی ہے
۱۵۹	تملیک فاسد	۱۴۸	اپنے مسلک کے خلاف اجتہاد کا مسئلہ
۱۶۰	خطوط سے متعلق مسئلہ		فرع، اصل کا عدل ثابت کر سکتا ہے
"	اجارہ فاسدہ میں اجر مثل کا وجوب	"	یا نہیں؟
۱۶۱	اعلیٰ حضرت کی وسعت معلومات	۱۴۹	دعویٰ زمین میں حد بندی کی شرط
"	عقد موالات کی تعریف اور مسائل		مالک کی اجازت کے بغیر مضارب
	عقد موالات کے لیے ارث اور دیت	"	کا عمل، غصب شمار ہوگا
۱۶۲	کی شرط		اجارہ فاسدہ میں مضارب کا نفع
۱۶۴	مجبور کا ہبہ	"	میں حصہ نہیں
"	مجبور کا اقرار		بعض الفاظ جن سے عاریت ثابت



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۶۹	ضمانت غضب کی چند مثالیں	۱۶۴	صحت اسلام کے لیے شرط
"	غیر کی زمین میں مکان تعمیر کرنا یا درخت لگانا	"	غلط کاموں میں مال صرف کرنا فسق ہے
"	جہاد کے علاوہ کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے	"	آتش بازی اور پتنگ بازی وغیرہ ممنوع ہیں
۱۷۱	مذکورہ بالا مسئلہ میں علامہ طحاوی کی دو علامہ شامی کی تین اور علامہ حضرت کی پانچ توضیحات	۱۶۵	غضب شدہ دراہم کا واپس کرنا
"	منصوبہ مال کی اجرت کے مسئلہ میں امام طحاوی سے اختلاف	"	بچے سے درہم لے کر خرچ کرنا اور پھر واپس کر دینا
۱۷۲	اہل ہزار اور بدعتی کی تکفیر	"	مال منصوب یا مال ودیعت سے حاصل شدہ نفع کا صدقہ کرنا
۱۷۳	کلام فقہاء کے خلاف، غیر فقہاء کا کلام معتبر نہیں	"	بعض صورتوں میں حکم نفع حکم اصل کے خلاف ہوتا ہے
"	مذکورہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والا ناتمام بچہ نہ کھایا جائے	۱۶۶	غضب شدہ رقم سے کچھ خرید کر کھانا
"	شرم گاہ، کپورے اور مشانہ مکروہ ہیں	"	منصوبہ کپڑے سے خریدی گئی نوٹڈی سے جماع کرنا
"	پتہ مکروہ ہے	۱۶۷	معدن و نقد، دراہم غضب کے ساتھ خریدی گئی چیز کا استعمال
"	خون کا مسئلہ	"	منصوبہ کا غذا پر کچھ لکھنے سے مالک کی ملک منقطع ہو جاتی ہے
۱۷۵	اعلیٰ حضرت کی وسعت مطالعہ	۱۶۸	منصوبہ بکری کو بھونٹنا یا پکانا
"	شراب پی جانے والے جانور کو اسی وقت ذبح کیا جائے تو اس کے گوشت کا حکم	"	منصوبہ چیز کے بدلنے پر اس سے انتفاع کا مسئلہ
"		۱۶۹	اعلیٰ حضرت کی فقہی بصیرت



صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۸۲	وصی کی تقرری اور اختیار کا مسئلہ		کیا عورت 'محبت شوہر کے حصول
"	وصی، میت کا نائب ہے	۱۷۵	کے لیے تعویذ کر سکتی ہے؟
"	محافظ اوقاف، فقراء کا وکیل ہے	"	تعویذ کا جواز
	وصی، یتیم کے مال سے کسی کو قرض	۱۷۶	نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے
۱۸۳	نہیں دے سکتا	"	بازار میں بکنے والی چیز کے منصوبہ ہونے
"	وصی کا کسی کو وصی مقرر کرنا	"	کا گمان ہو تو نہ خریدی جائے
	قاضی، اپنے مقرر کردہ قاضی کو معزول	۱۷۷	منصوبہ چیز کے مسائل
"	کرنے کا اختیار رکھتا ہے؟	"	شراب کے ارادے سے انگور پھوڑنا
	واقف، اپنے مقرر کردہ متولی کو معزول	۱۷۸	منع ہے
۱۸۴	نہیں کر سکتا۔	"	گانے بجانے والوں کو کچھ دینا حرام ہے
	ادائیگی، قرض سے پہلے، ترکہ میں ورثاء	۱۷۹	پسندوں کو خرید کر آزاد کرنا
"	کا تصرف کیسا ہے؟	"	قرض خواہ، قرض دار کا مال بلا اجارت
	عصیات نہ ہونے کی صورت میں بقیہ	"	رہن رکھ سکتا ہے
	ترکہ، اصحاب فروض کی طرف لوٹے گا۔	۱۸۰	راہن کا مرہن کو فروخت کرنا
"	البتہ بیوی یا خاوند کو نہیں ملے گا۔	"	مرہن کے زوائد سے مرہن کا تفع
	ثبوت بالروایت، ثبوت بالدرایت	"	حاصل کرنا
۱۸۵	سے اولیٰ ہے	۱۸۱	آنکھوں کی دیت
		"	بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کے لیے وصیت کرنا



# علامہ غلام رسول سعیدی

## شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ - لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ ونصلیٰ ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے متعدد کتب پر قلمی حواشی موجود ہیں جن میں اکثر ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوتے ہیں، انہیں نایاب اور نادر حواشی میں سے زیر نظر حاشیہ طحاوی علی الدر المختار ہے۔

پہلے یہ رواج عام تھا کہ علما اپنی تصانیف میں متعدد کتابوں کی عبارتیں ذکر کرتے اور جلد یا صفحہ کی نشاندہی نہیں کرتے تھے، حدیث شریف ذکر کر دیتے اور اس کی تخریج نہیں کرتے تھے لیکن اب قارئین کی سہولت کی خاطر عام طور پر یہ طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے کہ جس کتاب کا متن میں ذکر ہو، حاشیہ میں اس کی جلد اور صفحہ اور مصنف کے نام اور سن وفات کی بھی تصریح کر دیجائے۔

مولانا محمد صدیق صاحب کبیراوی (شکرت اللہ سعیم) نے انتہائی عرق ریزی سے اعلیٰ حضرت کے ان حواشی کے مراجع اور مأخذ، اصل کتابوں سے تلاش کئے اور ان کو جلد اور صفحہ کی قید کے ساتھ حاشیہ میں ذکر کیا اور اس کا انتہائی سہل اور دل نشین ترجمہ کیا اللہ تعالیٰ موصوف کی اس محنت کو ثمر اور کرے اور مقبولیت عامہ عطا فرمائے۔

حضرت حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، وہ اعلیٰ حضرت کی علمی شخصیت کو متعارف کرانے کے لئے اور ان کے فیض کو جاری کھوانے کے لئے اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کو سامنے لاتے رہتے ہیں، اس رسالہ کی طباعت بھی انہی کی مساعی کا ثمرہ ہے۔



# علامہ حافظ عبدالحی حشمتی قدس سرہ

سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمد اللہ العلیٰ لعظیم ونصلیٰ ونسلم علیٰ حبیبہ و آلہ وسلم  
 اما بعد عرض اینکہ میرے عزیز مکرم و ہمد محترم مولانا مولوی محمد صدیق صاحب  
 ہزاروی مدرس دارالعلوم جامعہ نظامیہ سیانہ دون لوہاری دروازہ، لاہور و خطیب  
 جامع مسجد فراسیاں، لوہاری منڈی لاہور، جو افاضل روزگار میں سے ہیں،  
 اپنی ہمت عالی کے پیش نظر ایک نایاب علمی خزانہ کو منظر عام پر لانے کی سعی فرمائی  
 مولانا موصوف نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے وہ نادر حواشی جو اعلیٰ حضرت  
 طحاوی شرح اللہ المختار پر اور معالم التنزیل یعنی تفسیرام بغوی پر چڑھاتے ہیں  
 ترجمہ و شرح کے ساتھ مراجع حواشی کے حوالوں کو بھی تلاش کر کے ساتھ کے  
 قلم بند کر دیا ہے، جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزار۔

موصوف نے آج اپنی اس علمی پیداوار کی کتابت شدہ کاپیاں  
 دکھائیں جن کو میں نے مختلف جگہوں سے دیکھا، الحمد للہ! کام بڑی تندہی  
 پوری جدوجہد سے کیا گیا ہے اور جہاں تک میرا اندازہ ہے ہر ذی علم موصوف  
 اس علمی بیش بہا خدمت کو دیکھ کر موصوف کا شکر گزار ہوگا۔

میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ موصوف کی اس دینی اور علمی سعی کو مشکوٰۃ فرمائے اور موصوف  
 ماجور، وما ذالک علی اللہ بعزیز، والسلام ۲۷ اگست ۱۹۸۱ء

حافظ محمد عبدالحی حشمتی تغفرلہ ربّہ

مفتی بہاؤدین و سابق شیخ الحدیث دارالعلوم النظامیہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

۱۷ پانچ جنوری ۱۹۸۲ء کو آپ کا رصال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون  
 ۱۷ تفسیر معالم التنزیل پر حواشی بھی مجلس رضا کی طرف سے چھپ چکے ہیں۔



# تعارف

علم و فضل کے آفتاب درخشاں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ، کا شمار ان نابغہ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے جن پر خود زندگی ناز کرتی ہے۔ آپ ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ / ۱۲ جون ۱۸۵۶ء میں بریلی شریف (بھارت) کے ایک علمی و روحانی خاندان سے پیدا ہوئے۔ والد ماجد مولانا نقی علی خان (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۷ء) اپنے وقت کے جید عالم دین تھے۔

امام احمد رضا بریلوی نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور تیرہ برس کی عمر میں صرف نحو، ادب، حدیث، تفسیر، کلام، فقہ، اصول، معانی و بیان، تاریخ، جغرافیہ، ریاضی، منطق، فلسفہ اور ہیئت وغیرہ تمام علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲ شعبان ۱۲۸۶ھ کو سند فراغت حاصل کی، اور اسی روز مسئلہ رضاعت پر پہلا فتویٰ تحریر فرمایا۔

آپ کو مذکورہ بالا علوم کے علاوہ تاریخ، لغت، ارٹھماطقی، جبر و مقابلہ، حساب سینی، گائیات، توقیت، اکبر، زیجات، مثلث کروی، مثلث سطح، ہیئت جدیدہ، جبر، علم الفرائض، عروض و قوافی، نجوم، نظم و نثر فارسی، نظم و نثر ہندی، خط نسخ، خط نستعلیق وغیرہ میں کمال فن حاصل تھا۔ درس و تدریس، فتاویٰ نویسی، تصنیف و تالیف، احیاء اسلام، رو بدعات و منکرات اور تجدید حق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جیسی اہم مصروفیات سے بھرپور زندگی کے تقریباً اڑسٹھ سال گزارنے کے بعد آپ نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء کو اس دار فانی سے کوچ کر کے ابدی زندگی حاصل کی۔



امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے تقریباً پچاس علوم و فنون پر تقریباً ایک ہزار علمی تحقیقی تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ خصوصاً بڑے سائنس کی بارہ ضخیم مجلدات پر مشتمل فتاویٰ رضویہ، جو علوم و فنون کا مستقل انسائیکلو پیڈیا ہے، آپ کی علمی کاوشوں اور اجتہادی بصیرت کا نادر شاہکار ہے۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور دیگر علوم و فنون کی کم و بیش تمام کتب متداولہ پر حاشی تحریر فرمائے جن میں کچھ چھپ چکے ہیں جبکہ بعض منتظر طبعیت ہیں۔

جناب سید ریاست علی رضوی (مینجریٹیفون انڈسٹریز آف پاکستان کراچی سینٹر ڈیپارٹمنٹ) نے ۱۹۷۹ء میں بریلی شریف میں قیام کے دوران اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کی کتب و رسائل کے بارے مختلف حضرات سے تبادلہ خیال کیا جو سودمند ثابت ہوا اور اس کے نتیجے میں حضرت مولانا خالد علی خان صاحب (نواسہ حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی) نے ان کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے باسٹھ (۶۲) غیر مطبوعہ حواشی اور کچھ مطبوعہ رسائل ہتیا فرمائے۔ اہل سنت و جماعت، ہر وہ حضرات کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے حضرت فاضل بریلوی کی علمی و تحقیقی کاوشوں سے استفادہ کا موقع بہم پہنچایا۔ فخر احم اللہ احسن الجملہ۔

زیر نظر حواشی، ماثیۃ السخطاوی علی الدر المختار پر فاضل بریلوی کی علمی تعلیقات ہیں جن کی تحقیق و ترتیب اور ترجمہ کے ضمن میں راقم نے حتی المقدور سعی کی ہے، تاہم علمی بے بغض امتی کے پیش نظر کوتاہی کا اعتراف ہے اور قارئین سے مفید مشوروں اور اصلاح کی نہ صرف توقع بلکہ اپیل ہے۔

قابل قدر اساتذہ کرام حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی اور حضرت علامہ مولانا محمد عبدالکیم شرف قادری دامت برکاتہم العالیہ نے قدم قدم پر ہدایت فرما کر میرے لیے آسے سہل بتایا اور حضرت علامہ مولانا علی احمد ندوی نے نظر ثانی کے ذریعہ تعاون فرمایا۔ راقم ان حضرات کا تہ دل سے



منون ہے۔

مرکزی مجلس رضا لاہور کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس کی دینی و ملی خدمات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔ حکیم اہل سنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی، اہل سنت و جماعت کے لیے سراپا خدمت، رافت و شفقت اور مشعل راہ ہیں۔ امام احمد رضا بریلوی کی علمی و روحانی شخصیت سے بغض و عناد کی دبیز تہوں کو ہٹا کر طقتِ اسلامیہ کو ان کی شخصیت سے روشناس کرانے میں مرکزی مجلس رضا کا معتد بہ حصہ ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجلس کے تعمیری منصوبوں کو دن و گنی رات چو گنی ترقی عطا فرمائے اور حضرت حکیم محمد موسیٰ سمیت اکابر اہل سنت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

متوطن، چٹھہ ڈاکخانہ چٹہ بٹہ

تحصیل و ضلع مانسہرہ — ہزارہ۔



## علامہ سید احمد طحاوی

(م ۱۲۳۱ھ / ۱۸۱۹ء)

فقہ حنفی کے مفتی شہیر علامہ سید احمد بن محمد بن اسماعیل دوقاطی، طحاوی، سید محمد توقادی، رومی کی اولاد سے تھے۔ آپ کے والد ماجد، اسیوط (مصر) کے قریب، مقام طحا میں سکونت پذیر تھے اور وہیں علامہ طحاوی کی ولادت ہوئی۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ قاہرہ تشریف لے گئے اور مفتی حنفیہ مقرر ہوئے۔ علم فقہ کے حصول کے لیے آپ نے شیخ وقت، شیخ محمد حیری قدس سرہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔

علامہ طحاوی، علم و فضل میں یکتائے روزگار شخصیت کے مالک تھے۔ چار ضخیم جلدوں پر مشتمل درمختار پر حاشیہ، نور الایضاح کی شرح مراقی الفلاح پر حاشیہ اور موزوں پر مسح کے بارے میں رسالہ، آپ کے رشحاتِ قلم سے ہیں۔ تحقیق و تدقیق سے مزین یہ تصانیف شہرت تامہ رکھتی ہیں اور آپ کی فقہی بعیرت کاملہ بولتا ثبوت ہیں۔

مشہور حنفی فقیہ، علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہ نے رد المحتار کی تصنیف میں آپ کے حاشی سے استفادہ کیا۔ ۱۵ رجب المرجب ۱۲۳۱ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

۱	عمر رضا کمالہ	معجم المؤلفین	ج ۲ ص ۸۱
۲	اسماعیل پاشا بغدادی،	ہیتہ العارفین	ج ۱ ص ۱۸۴
۳	فقیر محمد جہلمی	حقائق الحنفیہ	ص ۴۶۸



## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام طحاوی — امام سید احمد طحاوی، بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تشریح میں لفظ اسم کی اصل میں اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یا تو یہ بسمتو سے مشتق ہے یا قِسم سے، اول الذکر بصریوں کا مذہب ہے اور دوسرے قول کے قائل کوئی ہیں۔

علیٰ حضرت — کوئیوں کے نزدیک اسم کا وِسم سے مشتق ہونا باب القلب سے ہے جیسے اذین اصل میں اذون تھا، واو کو مقدم کر کے ہمزہ سے بدل دیا گیا اور اَینق دراصل اَینق تھا۔

امام طحاوی — بسم اللہ میں 'ب' کے ظرف کا ذکر کرتے ہوئے، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جمہور شارحین اور عام مفسرین کے نزدیک حرف جار کا متعلق آخر اُ ہے جو بسم اللہ کے بعد مقدر ہے اور یہاں پانچ امور ہیں، متعلق فعل ہو فعل مضارع ہو، خاص فعل ہو، محذوف ہو اور مؤخر ہو، فعل خاص کے متعلق ہونے پر بطور دلیل علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ شروع کئے جانے والے کام کی مناسبت سے فعل کا مقدر ہونا اولیٰ ہے۔

علیٰ حضرت — جب شروع کئے جانے والے کام پر کوئی قرینہ موجود ہو تو پھر فعل خاص کی تقدیر میں کوئی حرج نہیں (مثلاً کھانا سنانے ہو تو اکل مقدر ہوگا، قلم و دوات اور کاغذ کا ہونا کتابت پر قرینہ ہے لہذا اکتب فعل مقدر کیا جاسکتا ہے و علیٰ ہذا الفکیس)



**طحاوی** — اللہ تعالیٰ کی صفت رحمن اور رحیم کی بحث میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ رحمن کا لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ خاص ہے، بغیر خدا پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا البتہ معنوی اعتبار سے یہ عام ہے کہ مومن اور غیر مومن سب سے متعلق ہو سکتا ہے لیکن رحیم لفظ عام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا ہے (جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وَبِالنَّاسِ حَنِیْنٌ رَّحِیْمٌ فرمایا گیا) لیکن معنوی اعتبار سے صرف مومنین کے ساتھ اور وہ بھی آخرت میں خاص ہے۔

**آنحضرت** — صفت "رحیم" کا مومن کے ساتھ آخرت میں خاص ہونا اور وقت ہے جب کہ اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفت ہو۔

**طحاوی** — دونوں صفتوں میں سے کونسی ابلغ ہے؟ اس اختلاف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعض کے نزدیک "رحمن" ابلغ ہے اور یہی قول زحشری کا مختار ہے اور بعض کے نزدیک "رحیم" ابلغ ہے، قول ثانی کی ترجیح پر بطور دلیل امام طحاوی نے حدیث بیان کی: رحیم الدنیا والآخرۃ۔

**آنحضرت** — امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حدیث پاک کے الفاظ میں رحمن اور رحیم دونوں کو دنیا و آخرت سے متعلق بیان کیا گیا چنانچہ فرمایا گیا رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما لہذا صفت رحیم کو دنیا اور رحمن کو آخرت سے متعلق بیان کرنا الفاظ حدیث میں تبدیلی ہے اور یہ تفنن کی قسم سے ہے ورنہ حدیث پاک کے الفاظ دونوں مذاہب کا رد کرتے ہیں ان کا بھی جو رحمن کو خاص مانتے ہیں اور ان کا بھی جو رحیم کو



خاص مانتے ہیں لہذا بہتر وہی ہے جسے بعد میں علامہ طحاوی نے خود  
بیان کیا وقیل الاظہران جہۃ السبالیۃ فیہا مختلفۃ  
فہی بالغۃ فعلان من حیث الاستیلاج والغلبۃ ومبالغۃ  
فعل من حیث التکرار۔

**طحاوی** بسم اللہ پڑھنے کے احکامات و مقامات کا ذکر کرتے ہوئے اہم طحاوی  
فرماتے ہیں کہ بعض جگہ بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے اور انہی مقامات میں سے ایک  
سورۃ برات سے ابتداء برات ہے لیکن بعض مشائخ نے یہ قید لگائی ہے  
کہ جب سورۃ برات کو سورۃ انفال سے ملا کر پڑھے تو مکروہ ہے ورنہ سورۃ برات  
سے ابتداء ہو تو سنت ہے، اس کے بعد ان مقامات کا ذکر کیا ہے جہاں  
بسم اللہ پڑھنا مباح ہے۔

**الحضرت** — امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہی بات اس  
حدیث پاک سے ثابت ہے جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سورۃ  
براءۃ کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے کی وجہ بیان فرمائی ہے

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سورۃ انفال اور  
سورۃ براءۃ کے درمیان "بسم اللہ الرحمن الرحیم" نہ لکھنے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب کوئی  
آیت نازل ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کاتبین وحی کو بلا کر حکم فرماتے کہ اس آیت کو فلاں سورت میں  
درج کر دو، سورۃ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئے والی ابتدائی سورتوں میں سے ہے جبکہ سورۃ براءۃ  
آخر قرآن سے ہے، ان دونوں کے بیان کی مشابہت کی وجہ سے میں نے ان کو ایک شمار کیا،  
بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور آپ نے ان دونوں سورتوں کے ایک ہونے  
کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا پس میں نے ان دونوں کو بسم اللہ لکھے بغیر ملا دیا (الحديث لم يثبت) (ترمذی شریف ص ۴۴)



۴  
**طحاوی** — اہم طحاوی نے فرمایا کہ بعض جگہ بسم اللہ پڑھنا حرام ہے جس طرح  
 حرام کام کے آغاز کے وقت، بلکہ بعض اوقات قائل کافر ہو جاتا ہے، اس  
 خلاصہ کی عبارت نقل کی کہ اگر شراب پیتے، حرام کھاتے یا زنا کا ارتکاب کرے  
 وقت بسم اللہ پڑھی تو کافر ہو جائے گا، کیونکہ قطعی حرام کو حلال سمجھنا ہے اور  
 بسم اللہ وہاں لائی جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اذن ہو کیونکہ اس کا  
 نام سے برکت یا امداد کا حصول اس کی رضا کے بغیر مقصود نہیں چنانچہ اگر کوئی شخص  
 ایک بکری چوری کر کے اس پر بسم اللہ پڑھ کر دم کرے، پھر وہ مالک کو مل جائے  
 تو کیا وہ اسے کھائے؟ صحیح بات یہ ہے کہ وہ نہ کھائے کیونکہ اس چور نے  
 حرام قطعی پر بسم اللہ پڑھ کر کفر کا ارتکاب کیا ہے اس لئے کہ نہ تو وہ اس بکری کا  
 مالک ہے اور نہ ہی اسے مالک کی اجازت حاصل ہے۔

**علیٰ حضرت** — اعلیٰ حضرت نے علامہ طحاوی کے ساتھ مسئلہ مذکورہ میں اختلاف  
 کرتے ہوئے اسے خلاف معتبر قرار دیا ہے اور فتاویٰ شامی کے حوالہ سے  
 بتایا کہ یہ صحیح نہیں اور یہ بھی بتایا کہ فتاویٰ رضویہ میں خود آپ نے اس مسئلہ کو  
 ذباحہ کی بحث میں بیان فرمایا ہے۔  
 شامی میں ہے :-

وفیه نظر لان السعتمد خلاف بدلیل قولہم  
 بصحة التصحیة بشاة الغصب واختلافهم بشاة الودیعة  
 ولہذا قال السانحانی اقول ہذا ینافی ما تقدم فی الغصب  
 وفی الاصحیة فلا یعول علیہ



خود علامہ طحاوی نے کتاب الاذنیہ میں کہا یصح لو ضعیف بشاة الغضب  
کی تشریح میں لکھا ہے :-

یستفاد من حل الذبیحة بالصمان وعدم الکفر  
بالتسمیة علی لحرام القطعی بل لا یکفر الا بالاستحلال  
پھر حاشیہ طحاوی علی مراقی الفلاح میں ہے :-

وینبغی ان توکل هذه الشاة  
طحاوی — در مختار کے مصنف حضرت علامہ علاؤ الدین حنفی نے کتاب کے  
خطبہ میں اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا یا من شریحت "اے وہ ذات  
جس نے ہمارے سینوں کو کھول دیا" اس پر علامہ طحاوی فرماتے ہیں یا من  
کا مطلب ہے اے وہ ذات جسے پکارا گیا، اور یہ اندازِ مخاطب تعظیمِ خداوندی  
کے پیشِ نظر ہے۔

اعلیٰ حضرت — امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو  
اس طرح مخاطب کرنا مکروہ خیال کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کیونکہ بہت  
سی احادیث میں اس طرح مذکور ہے (پھر اعلیٰ حضرت نے دو حدیثیں ذکر فرمائیں)  
اے وہ ذات جس نے برائی کو چھپایا اور اچھائی کو ظاہر کیا، دوسری حدیث  
میں فرمایا "اے وہ ذات جس نے وعدہ کیا پس پورا کیا اور ڈرایا پھر  
معاف کیا۔

طحاوی — علامہ علاؤ الدین حنفی نے در مختار کے خطبہ میں فرمایا کہ اس کتاب کو



دیکھنے والے سے بچا امید ہے کہ وہ اسے رضا مندی اور غور و فکر کی نگاہ سے دیکھے اور اگر کہیں نقص پائے تو اصلاح کے ساتھ اس کی تلافی کرے  
چنانچہ الفاظ یہ ہیں :-

وما مولى من الناظر فيه ان ينظر بعين الرضا و  
الاستبصار وان يتلافى تلافى بقدر الامكان  
او يصفح الخ

لفظ تلافی پر بحث کرتے ہوئے امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ تلفہ ہے  
ہو سکتا ہے کہ الف اشباعی ہو اور یہ بعض لوگوں کی لغت ہے جس طرح قنیہ  
میں کہا گیا ہے اگرچہ ذیل میں نے اس کو (قواعد کی رو سے) بعید قرار دیا ہے  
اور شعر کے ساتھ مخصوص کر دانا ہے۔

۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰  
۱۰۱  
۱۰۲  
۱۰۳  
۱۰۴  
۱۰۵  
۱۰۶  
۱۰۷  
۱۰۸  
۱۰۹  
۱۱۰  
۱۱۱  
۱۱۲  
۱۱۳  
۱۱۴  
۱۱۵  
۱۱۶  
۱۱۷  
۱۱۸  
۱۱۹  
۱۲۰  
۱۲۱  
۱۲۲  
۱۲۳  
۱۲۴  
۱۲۵  
۱۲۶  
۱۲۷  
۱۲۸  
۱۲۹  
۱۳۰  
۱۳۱  
۱۳۲  
۱۳۳  
۱۳۴  
۱۳۵  
۱۳۶  
۱۳۷  
۱۳۸  
۱۳۹  
۱۴۰  
۱۴۱  
۱۴۲  
۱۴۳  
۱۴۴  
۱۴۵  
۱۴۶  
۱۴۷  
۱۴۸  
۱۴۹  
۱۵۰  
۱۵۱  
۱۵۲  
۱۵۳  
۱۵۴  
۱۵۵  
۱۵۶  
۱۵۷  
۱۵۸  
۱۵۹  
۱۶۰  
۱۶۱  
۱۶۲  
۱۶۳  
۱۶۴  
۱۶۵  
۱۶۶  
۱۶۷  
۱۶۸  
۱۶۹  
۱۷۰  
۱۷۱  
۱۷۲  
۱۷۳  
۱۷۴  
۱۷۵  
۱۷۶  
۱۷۷  
۱۷۸  
۱۷۹  
۱۸۰  
۱۸۱  
۱۸۲  
۱۸۳  
۱۸۴  
۱۸۵  
۱۸۶  
۱۸۷  
۱۸۸  
۱۸۹  
۱۹۰  
۱۹۱  
۱۹۲  
۱۹۳  
۱۹۴  
۱۹۵  
۱۹۶  
۱۹۷  
۱۹۸  
۱۹۹  
۲۰۰  
۲۰۱  
۲۰۲  
۲۰۳  
۲۰۴  
۲۰۵  
۲۰۶  
۲۰۷  
۲۰۸  
۲۰۹  
۲۱۰  
۲۱۱  
۲۱۲  
۲۱۳  
۲۱۴  
۲۱۵  
۲۱۶  
۲۱۷  
۲۱۸  
۲۱۹  
۲۲۰  
۲۲۱  
۲۲۲  
۲۲۳  
۲۲۴  
۲۲۵  
۲۲۶  
۲۲۷  
۲۲۸  
۲۲۹  
۲۳۰  
۲۳۱  
۲۳۲  
۲۳۳  
۲۳۴  
۲۳۵  
۲۳۶  
۲۳۷  
۲۳۸  
۲۳۹  
۲۴۰  
۲۴۱  
۲۴۲  
۲۴۳  
۲۴۴  
۲۴۵  
۲۴۶  
۲۴۷  
۲۴۸  
۲۴۹  
۲۵۰  
۲۵۱  
۲۵۲  
۲۵۳  
۲۵۴  
۲۵۵  
۲۵۶  
۲۵۷  
۲۵۸  
۲۵۹  
۲۶۰  
۲۶۱  
۲۶۲  
۲۶۳  
۲۶۴  
۲۶۵  
۲۶۶  
۲۶۷  
۲۶۸  
۲۶۹  
۲۷۰  
۲۷۱  
۲۷۲  
۲۷۳  
۲۷۴  
۲۷۵  
۲۷۶  
۲۷۷  
۲۷۸  
۲۷۹  
۲۸۰  
۲۸۱  
۲۸۲  
۲۸۳  
۲۸۴  
۲۸۵  
۲۸۶  
۲۸۷  
۲۸۸  
۲۸۹  
۲۹۰  
۲۹۱  
۲۹۲  
۲۹۳  
۲۹۴  
۲۹۵  
۲۹۶  
۲۹۷  
۲۹۸  
۲۹۹  
۳۰۰  
۳۰۱  
۳۰۲  
۳۰۳  
۳۰۴  
۳۰۵  
۳۰۶  
۳۰۷  
۳۰۸  
۳۰۹  
۳۱۰  
۳۱۱  
۳۱۲  
۳۱۳  
۳۱۴  
۳۱۵  
۳۱۶  
۳۱۷  
۳۱۸  
۳۱۹  
۳۲۰  
۳۲۱  
۳۲۲  
۳۲۳  
۳۲۴  
۳۲۵  
۳۲۶  
۳۲۷  
۳۲۸  
۳۲۹  
۳۳۰  
۳۳۱  
۳۳۲  
۳۳۳  
۳۳۴  
۳۳۵  
۳۳۶  
۳۳۷  
۳۳۸  
۳۳۹  
۳۴۰  
۳۴۱  
۳۴۲  
۳۴۳  
۳۴۴  
۳۴۵  
۳۴۶  
۳۴۷  
۳۴۸  
۳۴۹  
۳۵۰  
۳۵۱  
۳۵۲  
۳۵۳  
۳۵۴  
۳۵۵  
۳۵۶  
۳۵۷  
۳۵۸  
۳۵۹  
۳۶۰  
۳۶۱  
۳۶۲  
۳۶۳  
۳۶۴  
۳۶۵  
۳۶۶  
۳۶۷  
۳۶۸  
۳۶۹  
۳۷۰  
۳۷۱  
۳۷۲  
۳۷۳  
۳۷۴  
۳۷۵  
۳۷۶  
۳۷۷  
۳۷۸  
۳۷۹  
۳۸۰  
۳۸۱  
۳۸۲  
۳۸۳  
۳۸۴  
۳۸۵  
۳۸۶  
۳۸۷  
۳۸۸  
۳۸۹  
۳۹۰  
۳۹۱  
۳۹۲  
۳۹۳  
۳۹۴  
۳۹۵  
۳۹۶  
۳۹۷  
۳۹۸  
۳۹۹  
۴۰۰  
۴۰۱  
۴۰۲  
۴۰۳  
۴۰۴  
۴۰۵  
۴۰۶  
۴۰۷  
۴۰۸  
۴۰۹  
۴۱۰  
۴۱۱  
۴۱۲  
۴۱۳  
۴۱۴  
۴۱۵  
۴۱۶  
۴۱۷  
۴۱۸  
۴۱۹  
۴۲۰  
۴۲۱  
۴۲۲  
۴۲۳  
۴۲۴  
۴۲۵  
۴۲۶  
۴۲۷  
۴۲۸  
۴۲۹  
۴۳۰  
۴۳۱  
۴۳۲  
۴۳۳  
۴۳۴  
۴۳۵  
۴۳۶  
۴۳۷  
۴۳۸  
۴۳۹  
۴۴۰  
۴۴۱  
۴۴۲  
۴۴۳  
۴۴۴  
۴۴۵  
۴۴۶  
۴۴۷  
۴۴۸  
۴۴۹  
۴۵۰  
۴۵۱  
۴۵۲  
۴۵۳  
۴۵۴  
۴۵۵  
۴۵۶  
۴۵۷  
۴۵۸  
۴۵۹  
۴۶۰  
۴۶۱  
۴۶۲  
۴۶۳  
۴۶۴  
۴۶۵  
۴۶۶  
۴۶۷  
۴۶۸  
۴۶۹  
۴۷۰  
۴۷۱  
۴۷۲  
۴۷۳  
۴۷۴  
۴۷۵  
۴۷۶  
۴۷۷  
۴۷۸  
۴۷۹  
۴۸۰  
۴۸۱  
۴۸۲  
۴۸۳  
۴۸۴  
۴۸۵  
۴۸۶  
۴۸۷  
۴۸۸  
۴۸۹  
۴۹۰  
۴۹۱  
۴۹۲  
۴۹۳  
۴۹۴  
۴۹۵  
۴۹۶  
۴۹۷  
۴۹۸  
۴۹۹  
۵۰۰  
۵۰۱  
۵۰۲  
۵۰۳  
۵۰۴  
۵۰۵  
۵۰۶  
۵۰۷  
۵۰۸  
۵۰۹  
۵۱۰  
۵۱۱  
۵۱۲  
۵۱۳  
۵۱۴  
۵۱۵  
۵۱۶  
۵۱۷  
۵۱۸  
۵۱۹  
۵۲۰  
۵۲۱  
۵۲۲  
۵۲۳  
۵۲۴  
۵۲۵  
۵۲۶  
۵۲۷  
۵۲۸  
۵۲۹  
۵۳۰  
۵۳۱  
۵۳۲  
۵۳۳  
۵۳۴  
۵۳۵  
۵۳۶  
۵۳۷  
۵۳۸  
۵۳۹  
۵۴۰  
۵۴۱  
۵۴۲  
۵۴۳  
۵۴۴  
۵۴۵  
۵۴۶  
۵۴۷  
۵۴۸  
۵۴۹  
۵۵۰  
۵۵۱  
۵۵۲  
۵۵۳  
۵۵۴  
۵۵۵  
۵۵۶  
۵۵۷  
۵۵۸  
۵۵۹  
۵۶۰  
۵۶۱  
۵۶۲  
۵۶۳  
۵۶۴  
۵۶۵  
۵۶۶  
۵۶۷  
۵۶۸  
۵۶۹  
۵۷۰  
۵۷۱  
۵۷۲  
۵۷۳  
۵۷۴  
۵۷۵  
۵۷۶  
۵۷۷  
۵۷۸  
۵۷۹  
۵۸۰  
۵۸۱  
۵۸۲  
۵۸۳  
۵۸۴  
۵۸۵  
۵۸۶  
۵۸۷  
۵۸۸  
۵۸۹  
۵۹۰  
۵۹۱  
۵۹۲  
۵۹۳  
۵۹۴  
۵۹۵  
۵۹۶  
۵۹۷  
۵۹۸  
۵۹۹  
۶۰۰  
۶۰۱  
۶۰۲  
۶۰۳  
۶۰۴  
۶۰۵  
۶۰۶  
۶۰۷  
۶۰۸  
۶۰۹  
۶۱۰  
۶۱۱  
۶۱۲  
۶۱۳  
۶۱۴  
۶۱۵  
۶۱۶  
۶۱۷  
۶۱۸  
۶۱۹  
۶۲۰  
۶۲۱  
۶۲۲  
۶۲۳  
۶۲۴  
۶۲۵  
۶۲۶  
۶۲۷  
۶۲۸  
۶۲۹  
۶۳۰  
۶۳۱  
۶۳۲  
۶۳۳  
۶۳۴  
۶۳۵  
۶۳۶  
۶۳۷  
۶۳۸  
۶۳۹  
۶۴۰  
۶۴۱  
۶۴۲  
۶۴۳  
۶۴۴  
۶۴۵  
۶۴۶  
۶۴۷  
۶۴۸  
۶۴۹  
۶۵۰  
۶۵۱  
۶۵۲  
۶۵۳  
۶۵۴  
۶۵۵  
۶۵۶  
۶۵۷  
۶۵۸  
۶۵۹  
۶۶۰  
۶۶۱  
۶۶۲  
۶۶۳  
۶۶۴  
۶۶۵  
۶۶۶  
۶۶۷  
۶۶۸  
۶۶۹  
۶۷۰  
۶۷۱  
۶۷۲  
۶۷۳  
۶۷۴  
۶۷۵  
۶۷۶  
۶۷۷  
۶۷۸  
۶۷۹  
۶۸۰  
۶۸۱  
۶۸۲  
۶۸۳  
۶۸۴  
۶۸۵  
۶۸۶  
۶۸۷  
۶۸۸  
۶۸۹  
۶۹۰  
۶۹۱  
۶۹۲  
۶۹۳  
۶۹۴  
۶۹۵  
۶۹۶  
۶۹۷  
۶۹۸  
۶۹۹  
۷۰۰  
۷۰۱  
۷۰۲  
۷۰۳  
۷۰۴  
۷۰۵  
۷۰۶  
۷۰۷  
۷۰۸  
۷۰۹  
۷۱۰  
۷۱۱  
۷۱۲  
۷۱۳  
۷۱۴  
۷۱۵  
۷۱۶  
۷۱۷  
۷۱۸  
۷۱۹  
۷۲۰  
۷۲۱  
۷۲۲  
۷۲۳  
۷۲۴  
۷۲۵  
۷۲۶  
۷۲۷  
۷۲۸  
۷۲۹  
۷۳۰  
۷۳۱  
۷۳۲  
۷۳۳  
۷۳۴  
۷۳۵  
۷۳۶  
۷۳۷  
۷۳۸  
۷۳۹  
۷۴۰  
۷۴۱  
۷۴۲  
۷۴۳  
۷۴۴  
۷۴۵  
۷۴۶  
۷۴۷  
۷۴۸  
۷۴۹  
۷۵۰  
۷۵۱  
۷۵۲  
۷۵۳  
۷۵۴  
۷۵۵  
۷۵۶  
۷۵۷  
۷۵۸  
۷۵۹  
۷۶۰  
۷۶۱  
۷۶۲  
۷۶۳  
۷۶۴  
۷۶۵  
۷۶۶  
۷۶۷  
۷۶۸  
۷۶۹  
۷۷۰  
۷۷۱  
۷۷۲  
۷۷۳  
۷۷۴  
۷۷۵  
۷۷۶  
۷۷۷  
۷۷۸  
۷۷۹  
۷۸۰  
۷۸۱  
۷۸۲  
۷۸۳  
۷۸۴  
۷۸۵  
۷۸۶  
۷۸۷  
۷۸۸  
۷۸۹  
۷۹۰  
۷۹۱  
۷۹۲  
۷۹۳  
۷۹۴  
۷۹۵  
۷۹۶  
۷۹۷  
۷۹۸  
۷۹۹  
۸۰۰  
۸۰۱  
۸۰۲  
۸۰۳  
۸۰۴  
۸۰۵  
۸۰۶  
۸۰۷  
۸۰۸  
۸۰۹  
۸۱۰  
۸۱۱  
۸۱۲  
۸۱۳  
۸۱۴  
۸۱۵  
۸۱۶  
۸۱۷  
۸۱۸  
۸۱۹  
۸۲۰  
۸۲۱  
۸۲۲  
۸۲۳  
۸۲۴  
۸۲۵  
۸۲۶  
۸۲۷  
۸۲۸  
۸۲۹  
۸۳۰  
۸۳۱  
۸۳۲  
۸۳۳  
۸۳۴  
۸۳۵  
۸۳۶  
۸۳۷  
۸۳۸  
۸۳۹  
۸۴۰  
۸۴۱  
۸۴۲  
۸۴۳  
۸۴۴  
۸۴۵  
۸۴۶  
۸۴۷  
۸۴۸  
۸۴۹  
۸۵۰  
۸۵۱  
۸۵۲  
۸۵۳  
۸۵۴  
۸۵۵  
۸۵۶  
۸۵۷  
۸۵۸  
۸۵۹  
۸۶۰  
۸۶۱  
۸۶۲  
۸۶۳  
۸۶۴  
۸۶۵  
۸۶۶  
۸۶۷  
۸۶۸  
۸۶۹  
۸۷۰  
۸۷۱  
۸۷۲  
۸۷۳  
۸۷۴  
۸۷۵  
۸۷۶  
۸۷۷  
۸۷۸  
۸۷۹  
۸۸۰  
۸۸۱  
۸۸۲  
۸۸۳  
۸۸۴  
۸۸۵  
۸۸۶  
۸۸۷  
۸۸۸  
۸۸۹  
۸۹۰  
۸۹۱  
۸۹۲  
۸۹۳  
۸۹۴  
۸۹۵  
۸۹۶  
۸۹۷  
۸۹۸  
۸۹۹  
۹۰۰  
۹۰۱  
۹۰۲  
۹۰۳  
۹۰۴  
۹۰۵  
۹۰۶  
۹۰۷  
۹۰۸  
۹۰۹  
۹۱۰  
۹۱۱  
۹۱۲  
۹۱۳  
۹۱۴  
۹۱۵  
۹۱۶  
۹۱۷  
۹۱۸  
۹۱۹  
۹۲۰  
۹۲۱  
۹۲۲  
۹۲۳  
۹۲۴  
۹۲۵  
۹۲۶  
۹۲۷  
۹۲۸  
۹۲۹  
۹۳۰  
۹۳۱  
۹۳۲  
۹۳۳  
۹۳۴  
۹۳۵  
۹۳۶  
۹۳۷  
۹۳۸  
۹۳۹  
۹۴۰  
۹۴۱  
۹۴۲  
۹۴۳  
۹۴۴  
۹۴۵  
۹۴۶  
۹۴۷  
۹۴۸  
۹۴۹  
۹۵۰  
۹۵۱  
۹۵۲  
۹۵۳  
۹۵۴  
۹۵۵  
۹۵۶  
۹۵۷  
۹۵۸  
۹۵۹  
۹۶۰  
۹۶۱  
۹۶۲  
۹۶۳  
۹۶۴  
۹۶۵  
۹۶۶  
۹۶۷  
۹۶۸  
۹۶۹  
۹۷۰  
۹۷۱  
۹۷۲  
۹۷۳  
۹۷۴  
۹۷۵  
۹۷۶  
۹۷۷  
۹۷۸  
۹۷۹  
۹۸۰  
۹۸۱  
۹۸۲  
۹۸۳  
۹۸۴  
۹۸۵  
۹۸۶  
۹۸۷  
۹۸۸  
۹۸۹  
۹۹۰  
۹۹۱  
۹۹۲  
۹۹۳  
۹۹۴  
۹۹۵  
۹۹۶  
۹۹۷  
۹۹۸  
۹۹۹  
۱۰۰۰

۹  
طحاوی — امام طحاوی نے اپنی کتاب میں تاریخ بغداد کے حوالے سے  
امام عظیم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے طلبِ فتنہ کے بارے میں ایک حکایت نقل  
کی ہے جو بقول خطیب بغدادی امام یوسف علیہ الرحمہ نے روایت کی جس میں



امام صاحب قدس سرہ نے اپنے بچپن کا واقعہ ذکر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب علیہ الرحمۃ طلب علم کے سلسلہ میں ستارہ کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے قرآن سیکھو (آپ فرماتے ہیں) میں پوچھتا ہوں اس کا انجام کیا ہوگا تو جواب ملتا ہے کہ جب تم قرآن حفظ کر کے ایک جگہ بیٹھ جاؤ گے، بچے پڑھنے آئیں گے پھر ان میں سے کوئی تم سے زیادہ لائق ہو جائے گا یا برابر ہوگا تو آپ کی سرکاری ختم ہو جائیگی، اسی طرح علم حدیث کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جب آپ حدیث پڑھیں گے پھر طلباء آپ کے پاس آئیں گے تو کچھ ہی عرصہ بعد آپ غلط بیانی سے محفوظ نہ رہ سکیں گے تو جھوٹ سے متہم ہوں گے تو میں نے کہا اس کی بھی حاجت نہیں، پھر میں نے کہا اگر میں بخوڑ پڑھوں، انجام کار کیا ہوگا؟ تو جواب دیا گیا، تو مدرس بن جائیگا اور پھر تیری آمدنی دو تین دینار سے زیادہ نہیں ہوگی، میں نے کہا اس کا نتیجہ بھی اچھا نہیں۔ پھر میں نے کہا اگر میں شعر کہوں اور مجھ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ ہو، جواب دیا گیا کہ یا تو تو کسی کی مدح کرے یا جو دونوں صورتوں میں کسی نہ کسی لحاظ سے نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا اسی طرح علم کلام کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب ملا کہ اس کا انجام بھی اچھا نہیں کیونکہ تجھے مفاذ اللہ زندیق کہا جائے لگے گا۔ آخری سوال فقہ کے بارے میں کیا تو جواب ملا کہ جب تو فقیہ بن جائے تو لوگ تجھ سے مسائل پوچھیں گے تو فتویٰ دے گا اور تجھے عہدہ قضا کے لئے دعوت دی جائے گی تو میں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کوئی علم نفع بخش نہیں پس میں نے علم فقہ حاصل کیا۔

اعلیٰ حضرت — امام احمد رضا بریلوی اس من گھڑت واقعہ پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے اولاً سب کے لئے مع ام طحاوی کے بخش مانگتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ امام طحاوی نے اپنی کتاب میں امام اعظم قدس سرہ کے مناقب اور خرابیوں کو جمع کیا



تعریف کرنے والوں اور طعن کرنے والوں کے کلام کو شامل کتاب کیا پھر خطیب بغدادی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے اپنی تاریخ میں برائیاں کرنے والوں کے جاہلانہ خیالات کو جمع کیا اور اس کا جواب انہیں "اسم المصیب فی کبد الخطیب" نامی کتاب کے ذریعے دے دیا گیا اور یہ حکایت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور تعجب کی بات ہے کہ کس طرح اس حکایت کو گھڑنے والے جھوٹے شخص نے اسے اس انداز سے بیان کیا کہ وہ بصورتِ ذم نہ ہو اور اسی سے امام جلال الدین کو بھی مغالطہ پیدا ہوا اور انہوں نے اسے مناقب میں ذکر کیا اور پھر اس سید (امام مظلومی) نے اللہ اس کی بخشش کرے) اس کی اتباع کی۔

اس واقعہ کے خود ساختہ ہونے کی طرف امام احمد رضا بریلوی شاہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کی کمزوری کی گواہی دے گا اور یہ عوام الناس میں سے کسی کا قول ہو سکتا ہے، علماء اسلام میں سے کسی کا قول نہیں کیونکہ وہ خیر القرون کا دور تھا اور لوگ اس قدر لوگس نہیں تھے کہ قرآن و حدیث کو ترک کر دیں اور ان کی طلب سے لوگوں کو منع کر دیں اور پھر اس کے بطلان پر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان دنوں فقہ کسی شخص کے فروعات کے طور پر معروف نہ تھے بلکہ وہ اجتہاد کا دوسرا نام تھا اور (حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث کے احکام اور اجماع کا احاطہ کئے بغیر اجتہاد ناممکن ہے اور ان کا ادراک عربی میں مہارتِ تامہ کے بعد ہی ہو سکتا ہے پس اللہ تعالیٰ اس مفتری کا بھلا نہ کرے، اس نے اس من گھڑت واقعہ کے ذریعے لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نہ تو قرآن کا علم رکھتے تھے اور حدیث کا بلکہ آپ صرف عربی دان تھے، اس لئے آپ نے شریعت کو اپنی مرضی کے



تابع کر کے جو چاہا حلال کر دیا اور جو چاہا حرام کر دیا اور یہ بات کوئی بے حیا بے دین ہی کہہ سکتا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔

**طحاویؒ** — امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غلط نیت سے بھی علم حاصل کرے تو علم کی برکت سے نیت صحیح ہو جاتی ہے۔

**علیٰ حضرتؒ** — امام طحاوی سے اختلاف کرتے ہوئے علیٰ حضرتؒ، امام غزالیؒ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ علم حقیقی وہی ہے جو ماسوی اللہ سے تعلق قطع کر کے اللہ تعالیٰ سے کشتہ جوڑ دے، اور وہ خلوص نیت ہی سے حاصل ہو سکتا ہے، غیر مخلص کا علم، علم حقیقی نہیں۔

**طحاویؒ** — بعض لوگوں کی اس بات کا رد کرتے ہوئے کہ علم جعفر کے بانی امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں، امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں اور علم نجوم اس وقت حرام ہے جب اس کو حاصل کرنے والا اللہ تعالیٰ کی قضا پر ایمان نہ رکھتا ہو یا اپنی طرف سے علم غیب (کے حصول) کا دعویٰ کرے، ایسی صورت میں وہ شخص کافر ہو جائیگا۔

**علیٰ حضرتؒ** — آپ فرماتے ہیں کہ علم جعفر کی ابتدا انکی نسبت حضرت امیر المؤمنین کی طرف کرنا جھوٹ ہے البتہ اس علم کے بانی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جیسا کہ علامہ ذرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں ذکر فرمایا۔ اس کے بعد امام احمد رضا بریلوی نے علم جعفر کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص علم جعفر سے واقفیت رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ اس میں عدم جواز کی وجہ اس کے ہوا



کچھ نہیں کہ کوئی شخص خیر و شر کو (حقیقتاً) غیر اللہ کی طرف سے جانتا ہو یا ذاتی طور پر علم غیب کا دعویدار ہو اور اس سے نفسِ علم (کے حصول) میں ضرر ثابت نہیں ہوتا۔

طحاویؒ — خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (تاریخ بغداد) میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اسماعیل بن حماد سے روایت کی ہے کہ امام صاحبِ قدس سرہ کو ان کے والد ثابت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین نے ان کے لئے ان کی اولاد کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

امام طحاویؒ فرماتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی پیدائش سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے ۲۹ سال چھ ماہ بعد انتقال فرما چکے تھے جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے یہ انکال اسماعیل بن حماد کے ان الفاظ ”ذهب ثابت بجدی“ میں ”جدی“ کی زیادتی سے پیدا ہوا۔

آنحضرت — آپ فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ بعض راویوں یا بعض ناقلین کی طرف سے ”جبدی“ میں ”ب“ کی زیادتی ہوئی اور صحیح روایت یہ ہے کہ ”ذهب ثابت بجدی“ یعنی میرے جدِ اعلیٰ ثابت امیر المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اس صورت میں کوئی انکال وارد نہیں ہوتا۔

۱۰۰ — یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام طحاویؒ سے سبقت قلم کے تحت قبل الثلاثین تحریر ہوا ہے قبل الثمانین ہے کیونکہ ۸۰ھ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ہوئی اور اس سے قبل یعنی ۷۲ھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا نہ کہ ۷۳ھ سے قبل۔ (مرتب)



صاحب در مختار فرماتے ہیں :

ثم نقل في مسألة الرباعيات ومحطها ان  
الفقه هو شجرة الحديث وليس ثواب الفقيه اقل  
من ثواب المحدث.

علامہ طحاوی فرماتے ہیں "نقل" علامہ شیخ زین الدین بن ابراہیم  
المعروف ابن نجیم المصری کحنفی (م ۷۹۰ھ) ہیں اور انہوں نے الاشباہ والنظائر  
میں عبارت مذکورہ بالا تحریر فرمائی۔

اعلیٰ حضرت — اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے الاشباہ والنظائر سے مسئلہ رباعیات  
اجمالاً نقل فرمایا، جس کا مفہوم، تفصیلاً درج ذیل ہے۔

کامل محدث بننے کے لیے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ  
اور احکام صحابہ کرام کی روایات اور ان کی عمریں، تابعین اور دیگر علماء کے  
احوال اور تواریخ کا علم، تیزان چار کے ساتھ دیگر چار باتوں یعنی، ان کے  
نام کیفیت مقام اور زمانہ کا علم اس طرح ضروری ہے جس طرح خطبات  
کے لیے الحمد للہ، اظہار عجز کے لیے دعا، سورت کے لیے بسم اللہ اور  
نماز کے لیے تکبیر لازمی ہے۔ علاوہ ازیں احادیث کی اقسام مثلاً مسند،  
مرسل، موقوف اور مقطوع کا علم بھی ضروری ہے۔ عمر کے تمام مراحل بچپن،  
بلوغ، جوانی اور بڑھاپے میں نیز مصروفیت، فراغت، محتاجی اور کشادگی  
کے حالت میں، پہاڑوں، دریاؤں، صحراؤں اور بستیوں سے پتھروں،  
ٹھیکریوں، چمڑوں اور ہڈیوں پر لکھ کر یہ اس وقت ہے جب کاغذ نہ  
ملے ہوں اپنے سے بڑے، چھوٹے، ہم عمر اور اپنے باپ کی کتاب  
سے جب یقین ہو کہ اسی کا خط ہے، علم حدیث حاصل کیا جائے۔



رضائے الہی کا حصول عمل بشرطیکہ قرآن پاک کے مطابق ہو، طلباء کو سکھانا اور مٹ جانے کے وقت دوبارہ زندہ کرنا، مقصد ہو۔

ان تمام امور کی تکمیل کے لیے آٹھ باتیں لازمی ہیں چار یعنی کتابت، لغت صرف اور نحو کا جاننا خود بندے کے ذاتی عمل سے متعلق ہے، جبکہ دوسری چار یعنی ہمت، قدرت، حرص اور حفظ، محض فضل الہی پر موقوف ہیں۔ جب یہ تمام باتیں پوری ہو جائیں، تو چار چیزیں، اہل، اولاد، مال اور وطن، بے وقعت ہو جاتے ہیں اور چار باتوں یعنی دشمن کے تہسود ستوں کی ملامت، جہلاء کے طعن اور علما کے حسد کے ساتھ آزمائش ہوتی ہے۔ اس آزمائش کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے پر چار چیزیں دنیا میں اور چار آخرت میں عطا کی جاتی ہیں۔ دنیا میں قناعت، ہیبت نفس، الذت علم اور ابدی زندگی اور آخرت میں مرتبہ شفاعت، عرش کا سایہ جب کہ اس کے علاوہ سایہ نہ ہوگا۔ حوض کوثر سے سیرابی اور اعلیٰ علیین میں قربت انبیاء سے بہرہ ور کیا جاتا ہے۔



خطاوی — ” ذخائر المہات ” کے مصنف نے اپنی کتاب کے خاتمہ میں کہا کہ ” الاشاعہ ” کے مصنف نے بعض جہلار حنفیوں کا یہ دعویٰ کہ ” حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام مہدی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے ” نقل کر کے اس کا شدید رد کیا ہے۔

حضرت — صاحب الاشاعہ سے مراد سید محمد بن سعید عبدالرسول ندوی مدنی شافعی (متوفی ۱۱۰۳ھ) رحمہ اللہ علیہ ہیں۔

خطاوی — ہندوستان کے ایک شیخ طریقت نے بھی اپنی ایک مشہور تصنیف میں اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا اور ان جہلار کا رد کیا، جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلید امام کا نظریہ رکھتے ہیں۔

حضرت — یعنی وہ ہندوستانی مصنف جن کی تصنیف مشہور ہے، امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ ہیں اور ان کی تصنیف (مکتوبات) فارسی زبان میں ہے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح ان جہلار کا رد کیا جس طرح ” الاشاعہ ” میں کیا گیا ہے اور اس بات کا ذکر اپنے مکتوبات کی پہلی جلد کے مکتوب ۲۸۲ میں کیا ہے لہ

پھر جلد ثانی میں مندرج مکتوب ۵۵ میں اس قول کی تاویل کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نزول کے بعد امام ابو حنیفہ کے مذہب پر عمل کریں گے ” یوں فرمائی کہ حضرت رحمہ اللہ کا اجتہاد امام اعظم رحمہ اللہ کے اجتہاد کے مطابق ہوگا لہ



طحاوی — کتاب انیس الجلسا میں ایک طویل واقعہ ذکر کیا گیا ہے جس  
ماحصل یہ ہے :-

”حضرت خضر علیہ السلام، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے علم حاصل کر کے  
رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گا تو حضرت خضر علیہ السلام نے  
تعالیٰ سے امام اعظم کی قبر پر جا کر تکمیل علم کی اجازت چاہی تو اللہ تعالیٰ نے  
اجازت دے دی، پھر تکمیل علوم پر خضر علیہ السلام نے پوچھا الہی! اب کیا  
حکم ہوا میرا حکم آنے تک عبادت میں مشغول رہو۔ اسی دوران ماوراء النہر  
کے ایک شہر میں ایک نوجوان امام ابو القاسم قشیری کا ظہور ہوا جو اپنی ماں  
خدمت میں مصروف رہتے تھے، ایک دن انہوں نے ماں سے اجازت  
مانگی کہ وہ طلب علم کے لئے سفر اختیار کریں، ماں نے کارِ خیر سے روک کر  
مناسب نہ سمجھتے ہوئے بادل ناخواستہ اجازت دے دی اور پھر بیٹے  
الوداع کر کے دروازے پر بیٹھ گئیں، روتی رہیں اور بیٹے کے غم میں تنگ  
تھیں، عرض کرنے لگیں اے اللہ تعالیٰ! جب تک میں اپنے بیٹے  
نہ دیکھوں مجھ پر یہاں سے اٹھنا اور کھانا کھانا حرام ہے چنانچہ اتفاقاً  
قشیری ایک منزل طے کرنے کے بعد قضاے حاجت کے لئے بیٹے  
تو نجاست سے ان کے کپڑے آلودہ ہو گئے اس لئے وہ اپنے ساتھیوں  
کی اجازت سے واپس گھر آ گئے، ازاں بعد حضرت خضر علیہ السلام آئے  
اور کہا کہ چونکہ تم نے والدہ کی خدمت کے پیش نظر طلب علم کے لئے سفر  
ارادہ ترک کیا ہے لہذا جو علم میں نے امام ابو حنیفہ سے پڑھا ہے وہ تم  
پڑھاؤں گا، چنانچہ امام قشیری تین سال تک ان سے پڑھنے کے بعد بہت  
بڑے فاضل بن گئے اور انہوں نے ایک ہزار کتب تصنیف کر کے اپنے



خاص شاگرد کو صندوق میں بند کر کے دیں کہ وہ دریائے جیون میں ڈال دے  
 اولاً تو وہ دو تین مرتبہ جھوٹ بولتا رہا لیکن آپ پر اس کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا  
 چنانچہ آخری دن جب اس نے صندوق دریا میں ڈالا تو ایک ہاتھ بندھ  
 ہوا جس نے وہ صندوق پکڑ لیا، شاگرد کے پوچھنے پر امام قشیری نے از بتایا  
 کہ جب قرب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ایک  
 طرف انجیل رکھی ہوگی تو آپ فرمائیں گے کہ کتب محمدیہ کہاں ہیں کیونکہ مجھے  
 بارگاہ الہی سے ان کتب کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور  
 میں انجیل سے فیصلہ نہیں کروں گا۔ جگہ جگہ تلاش کے باوجود کتب  
 نہیں ملیں گی تو ارشاد باری ہوگا اے عیسیٰ علیہ السلام دریائے جیون  
 کے پاس جا کر دو نفل ادا کریں اور آواز دیں اے امام قشیری کے  
 صندوق کے امین! میں عیسیٰ بن مریم ہوں لہذا وہ صندوق میرے  
 حوالے کر دے، چنانچہ وہ ایسا ہی کریں گے تو صندوق باہر آئے گا،  
 چنانچہ آپ ان کتب کے مطابق فیصلہ کریں گے،

پھر علیہ السلام سے پوچھا جائے گا کہ امام قشیری نے یہ مرتبہ  
 کیسے پایا؟ تو آپ فرمائیں گے کہ اپنی ماں کی خدمت کی وجہ سے۔  
 حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس من گھڑت واقعہ کا رد فرمایا  
 اور کہا کہ یہ بعض محدثین کا افتراء ہے جو دین میں فساد پیدا کرنے کی  
 کوشش کرتے ہیں اس لئے کہ حضرت خضر علیہ السلام کا عظیم مرتبہ ہے  
 اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ان سے علم حاصل کیا تو کس طرح  
 آپ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہو سکتے ہیں؟  
 وغیرہ وغیرہ۔



آنحضرت — انیس الجلسہ نامی کتاب غیر معروف ہے اور اس کا مؤلف بھی مشہور نہیں اور نہ ہی کشف الظنون میں اس کتاب کا ذکر ہے۔

۱۷ طحاوی — عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تقلیدِ امام ابوحنیفہ کا قول باطل ہے بلکہ قائل نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کر کے ارتکابِ کفر کیا ہے، کیونکہ نبی غیر کا مقلد نہیں ہو سکتا۔

آنحضرت — ”الاشاعہ“ میں فیما ظہر کے لفظ سے مرقوم ہے فیما ظہر نہیں ہے اور اگر اس طرح ہو جس طرح یہاں طحاوی میں ہے تو پھر فیما کی بجائے بسما ظہر ہونا چاہئے۔

۱۸ طحاوی — حدیثِ پاک میں ہے لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) امام طحاوی فرماتے ہیں علماء کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ایسی شریعت لے کر نہیں آئے گا جو میری شریعت کو منسوخ کر دے۔

آنحضرت — اللہ کی پناہ، اس ترجمہ میں قبیح لغزش واقع ہوئی (وہ معنی نہیں جو امام طحاوی نے بیان کیا بلکہ) معنی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، چاہے موافق شریعت کے ساتھ یا مخالفت کے ساتھ یا موافقت و مخالفت کچھ بھی نہ ہو اور یہی مسلمانوں کا ایمان ہے۔

نوٹ : امام طحاوی کی کلام سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ موافق شریعت کے ساتھ نبی آ سکتا ہے حالانکہ ایسا غیر ممکن ہے۔ (مرتب)

۱۹ طحاوی — حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث بیان کرنے پر جب لوگوں نے ان پر انکار کیا تو آپ نے فرمایا اگر میرے وصال سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نزول فرمایا تو میں ان سے آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کروں گا اور وہ میری تائید فرمائیں گے۔  
 امام موطاوی نے اس سے استدلال کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 کا فیصد قنی فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام سنت کے عالم ہیں اور افراد امت میں سے کسی فرد  
 سے اس بات کے حصول کی انہیں احتیاج نہیں ہے حتیٰ کہ ابو ہریرہ رضی  
 اللہ عنہ کو ان روایات کی تصدیق کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احتیاج ہے۔  
 حضرت — اس روایت سے صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت  
 عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کے عالم ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ  
 عادل ہیں، بات کو یاد رکھنے والے ہیں اور ان کی بات پسندیدہ ہے۔  
 موطاوی — پھر کتاب الاشاعہ کے مصنف نے ان لوگوں کا رد بھی کیا جو کہتے  
 ہیں کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں گے البتہ  
 صاحب الاشاعہ نے دلائل شافیہ کے ساتھ ثابت کیا کہ امام مہدی مجتہد  
 مطلق ہوں گے۔

حضرت — یعنی رد کا قائل صاحب الاشاعہ ہیں کیونکہ یہاں تک یہ پوری  
 کلام کچھ اختصار کے ساتھ صاحب الاشاعہ کی ہے۔  
 موطاوی — امام موطاوی فرماتے ہیں کہ بعض جاہل لوگ تعریف کرتے ہوئے  
 غلو اختیار کر لیتے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فضائل سے متعلق کتب سے  
 ناواقف ہیں چنانچہ وہ من گھڑت واقعات کا سہارا لیتے ہیں جن سے نہ تو  
 خدا را رضی ہو، نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ ہی خود امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ  
 کو یہ بات پسند ہے اور اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان باتوں کو سن لیتے تو قائل پر  
 کف کا فتوہ لگاتے۔



امام اعظم رحمہ اللہ کے فضائل میں ذکر کئے گئے صحیح واقعات ہی (مخالفین کو)  
جواب دینے کے لئے کافی ہیں اور آپ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے  
من گھڑت واقعات کی کوئی ضرورت نہیں خصوصاً اس قسم کے واقعات جو  
انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کا موجب ہوں۔

**حضرت** — آپ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد صاحب الاشاعہ نے امام  
قستانی پر تعجب کیا کہ انہوں نے باوجود اپنے فضل و جلالت کے ان لوگوں  
کی اتباع میں اپنے خطبہ کی شرح میں خطا کی کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے  
تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب پر عمل کریں گے اور یہ بات "الفصول  
الستہ" میں مذکور ہے، اس پر تعجب کرتے ہوئے صاحب الاشاعہ کہتے  
"الفصول الستہ" کیا ہے اور یہ قول کیا؟

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں الفصول الستہ مشہور کتاب ہے  
اور اس کے مصنف حضرت سید خواجہ محمد یار ساقی سرہ (متوفی ۵۸۲۲ھ)  
ہیں، اگر سید محمد بن سعید صاحب کتاب الاشاعہ کشف الظنون کی طرف رجوع  
کرتے تو انہیں وہاں اس کا ذکر ملتا اور پھر جب اس کتاب اور اس کے  
مصنف (جو عامل اور صاحب کشف ہیں) کی پہچان حاصل ہو جاتی تو دلیل طلب  
نہ کرتے کیونکہ کشف ایک عیاں و ظاہر چیز ہے اور ظاہر کو بیان کی حاجت  
نہیں، علاوہ ازیں عبارت کا مطلب ہرگز تقلید نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ  
ان کا عمل امام ابو حنیفہ کے مذہب کے موافق ہو گا جس طرح کہ خود صاحب الاشاعہ  
نے اس سے کچھ پہلے شیخ محی الدین ابن عربی کے فتوحات سے نقل کیا ہے  
کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ظاہری حیات کے ساتھ) زندہ ہوتے اور پھر  
یہ اختلاف آپ کی طرف اٹھایا جاتا تو آپ وہی فیصلہ فرماتے جو امام مہدی



نے فرمایا اور اسی پر امام شعرانی کا وہ قول بھی دلیل ہے جو علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں نقل فرمایا ہے اور وہ یہ ہے "امام شعرانی میزان کبریٰ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے مجھے شریعت کے چشمہ پر مطلع فرمایا تو میں نے تمام مذاہب کو اس چشمہ سے متصل دیکھا اور چار مذاہب کو اس طرح دیکھا کہ ان کی نہریں جاری ہیں اور ان تمام مذاہب کو کبھی دیکھا جو مٹ چکے ہیں، ان کی نہریں پتھروں سے بھری جا چکی ہیں، میں نے دیکھا کہ ائمہ میں سے سب سے بڑی نہر حضرت امام ابو حنیفہ کی ہے، اس کے ساتھ امام مالک، پھر امام شافعی، پھر امام احمد رضی اللہ عنہم متصل ہیں۔ سب سے چھوٹی نہر امام داؤد رحمہ اللہ کی ہے جو پانچویں صدی میں کٹ چکی ہے پس میں نے اس کی تاویل ائمہ اربعہ کے مذاہب کے عرصہ دراز تک جاری رہنے اور ان (امام داؤد) کے قلیل المدت ہونے سے کی، پس جس طرح سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کے مذہب کی تدوین ہوئی، اسی طرح آپ کا مذہب سب سے آخر میں ختم ہو گا۔

طحاویؒ — مسواک کی لمبائی، موٹائی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مسواک کی موٹائی خضر سب سے چھوٹی انگلی کے برابر ہونی چاہئے، اسی طرح مسواک کی لمبائی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ ایک بالشت ہو (علامہ طحاوی نے یقال محمول کا صیغہ استعمال کر کے قائل کو ذکر نہیں فرمایا)

الحضرت — شیخ موصوف علامہ طحاوی نے مرقی الفلاح شرح نور الایضاح کے حاشیہ پر بھی بعض کا قول اسی طرح نقل کیا ہے کہ ایک بالشت لمبائی



ہوئی چاہئے کیونکہ زائد پر شیطان سوار ہوتا ہے۔

۲۳۳ طحاوی — وضو کی سنتوں میں سے ایک 'تثلیث لفضل' یعنی ہر وضو کو تین

مرتبہ دھونا ہے۔ اس سلسلہ میں علامہ شامی نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص تین مرتبہ

سے زیادہ اعضا کو دھوئے اور اس کی نیت وضو پر وضو یا اطمینان قلب

حصول ہو تو کوئی حرج نہیں اور حدیث پاک میں جو آیا ہے کہ آنحضرت صلی

علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اعضا کو دھونے کے بارے میں فرمایا کہ اس وضو

کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز کو قبول نہیں فرماتا، دو دو مرتبہ اعضا کو دھونے کے

بارے میں فرمایا کہ اس طرح وضو سے دو گنا اجر ملتا ہے اور تین تین مرتبہ

کو دھونے کے بارے میں فرمایا یہ میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام

وضو ہے لہذا جس نے اس میں کمی یا زیادتی کی اس نے حد سے تجاوز

اور ظلم کا ارتکاب کیا۔ اس ظلم و تعدی کو اعتقاد پر محمول کیا گیا کہ اگر کسی شخص

یہ اعتقاد ہو کہ جب تک تین سے زیادہ مرتبہ اعضا نہ دھوئے جائیں وضو

نہیں ہوگا وہ شخص متجاوز قرار پائے گا (امام طحاوی اپنا مسلک بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تین تین مرتبہ اعضا کے دھونے کو سنت

بھی سمجھتا ہو پھر بھی اس صورت میں اسراف کے سبب گنہگار ہوگا) بدیں وجہ

نے حدیث پاک کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ اگر وہ تین تین مرتبہ دھونے

کو سنت سمجھتے ہوئے پھر وضو علی الوضو کی نیت سے یا اطمینان قلب کے حصول

کی خاطر زیادہ مرتبہ دھونا ہے یا کسی حاجت کے سبب کم کرتا ہے تو کوئی حرج

نہیں ہے۔

آنحضرت — "قالوا فی المفہوم" سے مراد یہ ہے کہ علماء کرام نے اپنے اس

قول کہ حدیث پاک اعتقاد پر محمول ہے، کو بیان کرتے ہوئے یہ بات کہی کہ



طائیت قلب اور وضو علی الوضو وغیرہ کے لئے زیادتی جائز ہے جب کہ وہ تین مرتبہ کو سنت سمجھتا ہو۔

ططاویٰ ۲۴۔۔۔ اگر کسی حاجت کے سبب سنون وضو میں کمی کی تو کوئی عرج نہیں (بشرطیکہ اعتقاد صحیح ہو، مرتب)

اعلیٰ حضرت۔۔۔ فقہار کی اس قید (حاجت و غرض) سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ کہ اگر کسی غرض کے بغیر زیادتی کی تو یہ ناجائز ہے۔

ططاویٰ ۲۵۔۔۔ اگر ایسی صورت پر ہو جیسے ذکر کیا گیا کہ تعداد کے مسنون ہونے پر اعتقاد رکھتا تو پھر زیادتی مطلقاً مکروہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت۔۔۔ اصل بات اعتقاد کی ہے، اگر تعداد سنون کا اعتقاد رکھتے ہوئے ہوئے زیادتی یا کمی ہو تو کوئی عرج نہیں اور اگر تعداد سنون کو کوئی اہمیت نہ دی جائے تو پھر کمی زیادتی ناجائز ہے۔

ططاویٰ ۲۶۔۔۔ نو قہن وضو کے ضمن میں تنویر الابصار اور اس کی شرح درمختار میں ہے:-

(و ینقصہ خروج) کل خارج (نجس) بالفتح و

و بالکسر (من) ای من المتوفی الحی معتاداً اولاً

من السبیلین اولاً۔

علامہ ططاوی نے دو قسمیں بیان فرمائیں، متوفی حقیقی اور متوفی مجازی (جو با وضو ہو) پھر کہا کہ تقسیم اس لئے کی گئی ہے کہ اگر متوفی حقیقی پر معمول کیا جائے تو پھر شارح کی طرف سے ”الحی“ کی قید بے فائدہ ہے کیونکہ متوفی کا اگر حقیقی مفہوم مراد ہے تو اسی کے ساتھ میت سے احتراز ہو جاتا ہے۔ علامہ ططاوی فرماتے ہیں لیکن اسے ایک ہی لفظ (لفظ متوفی) کا حقیقت و مجاز میں دونوں معنوں



میں استعمال لازم آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت — آپ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ 'متوفی' کے لفظ کو دوسرے معنی پر محمول کیا جائے یعنی متوفی سے مراد یہاں وہ شخص ہے جسے وضو شامل ہے اور یہ اس زندہ شخص کو شامل ہوگا جس نے خود وضو کیا۔

طحاویؒ — نواقض وضو کے سلسلہ میں یہ کہا گیا کہ ہر وہ نجس چیز جو با وضو شخص کے جسم سے نکلے اور اس مقام کی طرف جاتے جسے پاک رکھنے کا حکم ہے مخرج سے جو سیلان ہوگا اس کی حد میں اختلاف ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی حد یہ ہے کہ وہ نجاست بلند ہو کر پھرنیچے ہو جائے اور امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جب راس میں زخم کھولنے سے پیچ وغیرہ ظاہر ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ وہ نیچے نہ ہو (بقول امام طحاوی) حساب درایہ نے امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کو اصح کہا، اسی کو امام شری نے اختیار کیا اور کمال نے کہا کہ یہی اولیٰ ہے۔

'لما قالوا' یہ عبارت درمختار کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خروج من السبیلین سے مراد فقط ظہور ہے جبکہ ان کے غیر سے خروج عین سیلان ہے اگرچہ بالقوہ ہو (بالفعل نہ ہو) بدیں سبب یہ صورت ہو تو فقہائے کرام نے کہا ہے کہ جب بھی وہ خون نکلے پونچھا جائے اور جب چھوڑا جائے پھر بھی جاری ہو جاتا ہو تو اس صورت میں ناقض وضو ہے ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرت — کمال اور شری دونوں نے امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کو ترجیح نہیں دی بلکہ کمال نے امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کو اور شری نے امام یوسف کے قول کو ترجیح دی جس طرح ردالمحتار میں ہے :-

قال في الفتح بعد نقله ذلك وفي الدسماية جعل



جعل قول محمد اصح و مختار السرخسی الاول (ای

قول ابی یوسف و هو اولیٰ له

امام طحاوی نے اس تحریف کو اپنا جو بکر الرائق میں ہے (جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے)

۲۸ طحاوی — اور درایہ میں ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ کا قول اصح ہے۔

۲۹ حضرت — فتح القدر میں بھی یونہی ہے لیکن مختہ الخالق میں ہے کہ درایہ

میں اولاً امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا قول ذکر کیا گیا ہے پھر حضرت

امام محمد علیہ الرحمہ کا قول مذکور ہے، پھر کہا ہے کہ پہلا قول اصح ہے (اول

پہلا قول امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کا ہے) تلم

طحاوی — قے جب منہ بھر کر ہو، وضو کو توڑ دیتی ہے، چاہے وہ

صفرا اور سودا ہو، چاہے طعام اور پانی ہو۔ تنویر الالبصار کے اس قول

کی شرح میں صاحب در مختار نے فرمایا ”جب یہ چیزیں معدہ تک

پہنچ جائیں اگرچہ وہاں نہ ٹھہریں، نجاست غلیظہ میں، حسن نے کہا اگر

کوئی شخص کھانا کھائے یا پانی پیتے پھر اسے اسی وقت قے ہو جائے

وضو نہیں ٹوٹے گا کیونکہ یہ ظاہر ہے لہذا نہ تو یہ نجس ہے اور نہ ہی

اس سے حدیث لازم آتا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں ان دونوں

قولوں کی تصحیح کی گئی ہے۔



۳۱  
 علیہ السلام حضرت — شارح (صاحب در مختار) نے جو مسک اختیار کیا  
 وہ ظاہر روایت ہے یعنی طعام وغیرہ کی قے جبکہ استقرار فی الم  
 نہ ہو، گو جس قرار دنیا، ظاہر روایت کے مطابق ہے،  
 ۳۲  
 طحاوی — حالت سجدہ میں سو جانے سے وضو کے ٹوٹنے میں  
 ہے، بعض نے کہا ہے کہ اگر سجدہ نماز کا ہو تو مطلقاً وضو نہیں ٹوٹتا  
 نماز کے علاوہ کوئی دوسرا ہو تو پھر اگر طریقہ مسنونہ سے پڑھے تو نہیں  
 ورنہ ٹوٹ جائے گا الخ

امام زیلعی نے اس بات کی تصریح کی کہ یہ قول اصح ہے اور  
 تلاوت اور سہو کے دونوں سجدے بھی سجدہ صلیبہ کی طرح ہیں۔  
 ہر الفائق کے مصنف نے کہا کہ بحر الرائق میں جو اس مسئلہ پر امام  
 کی تصحیح کی گئی ہے وہ سہو ہے بلکہ عقد فرائد میں ہے کہ حالت نماز  
 ساجد کا وضو اس صورت میں نہیں ٹوٹتا جب وہ ہیئت مسنونہ پر ہو  
 صحیح ہے اور محیط میں اسی طرح ہیئت مسنونہ کے ساتھ مقید کیا گیا  
 ۳۳  
 علیہ السلام حضرت — "لہذا" میں ہذا اسم اشارہ کا مثنوی "عدم نقصان"  
 یعنی نماز میں حالت سجدہ میں سو جانے سے وضو کے نہ ٹوٹنے کا  
 مطلقاً صحیح نہیں اور اس مسئلہ میں امام زیلعی کی تصحیح سہو ہے۔

۳۴  
 طحاوی — حالت بیداری میں قنقنہ سے بالغ آدمی کی نماز کے لطلان  
 ضمن میں تنویر البصار میں بطہاسماۃ صغریٰ اور اس کی شرح میں  
 تیسما مذکور ہے، بعض نسخوں میں لو تیسما کے بعد صلاحۃ کا لفظ  
 بھی ہے۔

۳۵  
 علیہ السلام حضرت — لفظ صلوة کسی صاحب نسخہ نے درج کر دیا جیسا کہ واضح



کیونکہ یہ بطہاۃ صغریٰ کی صفت ہے۔

ٹ : پیش نظر نسخہ طحاوی میں لفظ صلوٰۃ لکھنے کے بعد کاٹ دیا گیا ہے۔

طاوی ————— تنویر الابصار اور درمختار میں ہے کہ اگر کان وغیرہ منہ پیپ

بغیر درد کے نکلے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر درد کے ساتھ برآمد ہو تو

ٹوٹ جائے گا کیونکہ درد زخم کی دلیل ہے۔ علامہ طحاوی نے بحر الرائق کی

عبارت نقل کی جس میں اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا گیا کہ پیپ وغیرہ درد

کے ساتھ نکلیں یا بغیر درد کے، ناقض وضو ہیں کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں نکلتے

اس پر علامہ طحاوی نے فرمایا کہ اگر پیپ کان سے اس وقت نکلے

جب زخم صحیح ہو چکا ہو، جس کی علامت درد کا نہ ہونا ہے لہذا حصر جائز

نہیں کہ پیپ جب بھی نکلتی ہے، کسی علت کے باعث نکلتی ہے۔

حضرت ————— میں کہتا ہوں حصر واضح ہے کیونکہ یہ بغیر علت کے نہیں اور

زخم کا صحیح ہونا اسے کالعدم نہیں کر دیتا۔

طاوی ————— غسل کرتے وقت عورت پر فرج خارج کا دھونا واجب ہے

لیکن فرج داخل میں اپنی انگلی داخل نہ کرے کیونکہ بسا اوقات اس طرح شہوت

حاصل ہوتی ہے اس لئے انزال کا خدشہ ہے۔

حضرت ————— میں کہتا ہوں کہ میری یادداشت کے مطابق زاہدی نے

بھی اسی طرح ذکر کیا ہے (یعنی عورت اپنی انگلی فرج داخل میں داخل نہ کرے)

طاوی ————— مذکورہ بالا مسئلہ میں اتفاق کے باوجود اس بارے میں اختلاف

ہے کہ آیا یہ نفی وجوب ہے یا نہی ہے۔ حلی نے شریانی سے نقل کیا کہ

یہ نفی وجوب ہے (یعنی واجب نہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ منع بھی نہیں) امام

طحاوی فرماتے ہیں کہ میرے مطالعہ کے مطابق یہ بات بحر الرائق، منہر الفائق،



فتاویٰ ہندیہ، زلیعی اور شلبی وغیرہ نے ذکر نہیں کی پس یہ قابل تسلیم نہیں  
 اعلیٰ حضرت — پس هذا المعنى سے مراد نفی وجوب کا مراد  
 نہیں کا مراد نہ لینا ہے۔

۳۵  
 طحاوی — امام طحاوی نے چند کتب فقہ کا ذکر کیا جن میں نفی وجوب  
 مراد نہیں لی گئی، ان کتب میں سے بحر الرائق، نہر الفائق، فتاویٰ ہندیہ  
 زلیعی اور شلبی وغیرہ کتب ہیں۔

اعلیٰ حضرت — فتح القدیر میں لفظ لا یجب کے ساتھ مذکور ہے  
 مفہوم یہ ہے کہ نفی وجوب ہے، نہیں۔

۳۶  
 طحاوی — جب کوئی شخص نیند سے بیدار ہو اور وہ (اپنی ران یا کمر  
 پر) منی یا مزی دیکھے تو چاہے احتلام یا دھوا یا نہ، غسل واجب ہوگا  
 اگر اسے مزی ہونے کا یقین ہو یا شک ہو کہ آیا مزی ہے یا دھوی  
 کے نہ ہونے کا یقین ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

امام طحاوی نے بحر الرائق کے حوالہ سے فخذہ او ثوب  
 ساتھ تشریح کی۔

اعلیٰ حضرت — منیہ اصلی اور فتاویٰ خانیہ میں او فی احلیلہ کا اضافہ  
 ہے یعنی یا شرمگاہ کے سوا رخ میں مزی یا مزی، پانی خائے چنانچہ منی  
 میں ہے۔

وان استیقظ فوجد فی احلیلہ بلالہ  
 ۳۷  
 طحاوی — وجوب غسل کے اسباب کی بحث میں تو میرا البصار اور



درمختار میں ہے کہ اگر نیند سے بیدار ہونے والا شخص منی یا مذی (اپنے جسم یا کپڑے پر) دیکھے تو احتلام یا دہو یا نہ غسل واجب ہوگا۔ مصنف تنویر الالبصار یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر مذی پائی جلے اور احتلام بھی یاد نہ ہو تو غسل لازم نہیں جبکہ مصنف کی عبارت سے مترشح ہوتا ہے کہ غسل بہتر واجب ہوگا، اس کے جواب میں شارح تنویر الالبصار صاحب درمختار نے فرمایا کہ اگر مذی کا یقین ہو یا مذی اور ودی کے درمیان شک ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ شارح کا قول الا اذا علم انه مذی مصنف کے قول وان لم يتذكر سے متعلق ہے معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس کا ربط نہیں یعنی حالت عدم تذکر میں اسے یقیناً معلوم ہو کہ مذی ہے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ اگر اس کا تعلق محذوف ان تذکر کے ساتھ ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ غسل واجب ہے، اس لئے مؤخر الذکر کے ساتھ ربط و تعلق صحیح نہیں۔

الحضرت — شارح تنویر الالبصار کے قول وان علم کا تعلق معطوف علیہ محذوف ان تذکر کے ساتھ اس لئے نہیں کہ تذکر احتلام کی صورت میں اگرچہ اسے مذی ہونے کا یقین بھی ہو، غسل واجب ہو جائے گا۔

طحاوی — صاحب درمختار نے تنویر الالبصار کے اس قول و ساقیۃ مستیقط کے بعد فرمایا :-

خرج ساقیۃ السكران والمغنی علیہ المذی

اور علامہ طحاوی نے بعد افاقہ کی قید لگائی جس کا مفاد یہ ہے کہ اگر سکران و مغنی علیہ (نشے والا یا بہوش) بیماری سے افاقہ کے بعد منی دیکھیں تو



بالاتفاق غسل واجب ہوگا۔ یہ بات المذی کی قید سے معلوم ہوئی نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ مستیقظ کے مفہوم میں تفصیل ہے۔

۱۔ حضرت — یعنی مستیقظ کے مفہوم مخالفت، سکران اور مغنی علیہ پر غسل کے حکم میں تفصیل ہے یعنی اگر وہ افاقہ کے بعد مذی دیکھیں تو بالاتفاق غسل نہیں اور منی دیکھیں تو غسل ہے بخلاف مستیقظ کے کہ اس پر حالت منی میں بھی غسل واجب ہے اور حالت مذی میں بھی۔

۳۹ طحاوی — صاحب درمختار کی عبارت او شک ان مذی او ودی کے بارے میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ بھی مصنف (تنویر الالبصار) کے کلام وان لم یبتذکر الاحتلام سے ہی متعلق ہے یعنی جب سے احتلام یاد نہ ہوا اور شک ہو کہ آیا یہ مذی ہے یا ودی، تو اس صورت میں بھی غسل واجب نہ ہوگا۔

۱۔ حضرت — یعنی یہ اسی طرح مصنف کے قول سے متعلق ہے جیسے شارح کا قول الا اذا علم اس سے متعلق ہے کہ حالت عدم تذکر میں جب مذی کا علم ہو تو غسل واجب نہ ہوگا۔

۴۰ طحاوی — اس پانی کے ساتھ بھی وضو جائز نہیں جس پر کوئی پاک چیز غالب آجائے، اگر وہ چیز مانع ہو تو اس کی تین صورتیں ہیں، یا تو وہ اپنی صفات میں پانی کا مباح ہوگا یا موافق یا مائل، اگر مباح ہو تو اکثر اوصاف کے تغیر سے پانی مغلوب ہوگا، اگر موافق ہو تو کسی ایک صفت کی تبدیلی سے اور اگر مائل ہو جیسے مستعمل پانی تو پھر وزن کی زیادتی سے وہ مطلق پانی پر غالب رہے گا۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ جو چھٹی قسم کا ذکر شارح تنویر الالبصار نے



نہیں کیا اور بحر الرائق میں مذکور ہے اور وہ یہ کہ اگر تمام اوصاف میں موافق نہ ہو بلکہ بعض میں مطلق پانی کے موافق ہو۔

علم حضرت — درمختار کے مصنف نے مطلق پانی میں مخلوط ہونے والی پاکیزہ (مائع) چیز کو تین قسموں میں تقسیم کیا۔ تمام اوصاف میں پانی کے مخالف (مباہن) تمام اوصاف میں موافق اور تمام اوصاف میں مماثل، لیکن وہ مائع چیز جو بعض صفات میں مطلق پانی کے موافق ہو، اس کا ذکر نہیں کیا جیسے امام زلیعی نے اور ان کے متبعین نے کہا ہے، اس (عدم ذکر) کی وجہ حکم میں اتحاد ہے یعنی ایک وصف کی تبدیلی سے (بھی) اس مائع چیز کے غلبہ کا حاصل ہونا لہذا اسے علیحدہ شمار نہیں کیا پس مصنف علیہ الرحمہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے۔

طحاوی — کثیر پانی جو جاری نہ ہو اور اس میں نجاست گر جائے جس کا اثر دکھائی نہ دینا ہو، اس کے ساتھ وضو جائز ہے، متاخرین نے مرجع کے لئے چالیس گز مدورہ (گول) کے لئے ۳۶ گز اور مثلث کے لئے سوا پندرہ گز مقرر کیا ہے، مثلث کی کل مساحت معلوم کرنے کے لئے علامہ طحاوی نے ضابطہ بیان فرمایا کہ اس کے ایک ضلع کو اسی کے ساتھ ضرب دے کر حاصل ضرب کا عشر (دسواں حصہ) اور مثلث (تیسرا حصہ) نکالا جائے پھر ان دونوں کو جمع کیا جائے تو کل مساحت آجائے گی، اب ایک ضلع  $\frac{1}{4}$  ۱۵ کو اسی کے ساتھ ضرب دینے سے حاصل ضرب  $\frac{9}{16}$  ۲۳۲ آتے ہیں۔

اس کسر ( $\frac{9}{16}$ ) کو طحاوی نے نصف گز اور اگزا کا  $\frac{1}{8}$  قرار دیا جبکہ یہ نصف گز اور  $\frac{1}{8}$  کا نصف یعنی  $\frac{1}{16}$  بنتا ہے)



اس کے بعد حاصل ضرب کا عشر علامہ طحاوی نے نکالا ہے جو  $\frac{۳۲۱}{۱۶۰}$  گز ہے اور اس کسر کو علامہ طحاوی نے نصف گز اور  $\frac{۱}{۱۶۰}$  کا نصف یعنی  $\frac{۱}{۳۲۰}$  قرار دیا، اس کے بعد حاصل ضرب کے ثلث کا ذکر نہیں (موجودہ نسخہ میں حاشیہ پر مندرج ہے اور  $\frac{۳۲۱}{۱۶۰}$  گز ہے) اب عشر اور ثلث کو جمع کرنے سے ایک سو گز پورے اور  $\frac{۳۲۱}{۱۶۰}$  گز نیز کچھ اور جو ربع سے بھی کم ہے، حاصل جمع آتا ہے جو اس حوض کی کل مساحت ہے جو مثلث کی شکل میں ہے۔

۱۔ حضرت — آپ فرماتے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عبارت رہ گئی ہے پھر آپ نے وہ عبارت نقل فرمائی (جدید نسخہ میں حاشیہ پر وہ عبارت موجود ہے) جس میں علامہ طحاوی کے لفظ سدس ثمن ذرا لے کر تصحیح کرتے ہوئے نصف ثمن ذرا لے کر درج فرمایا یعنی  $\frac{۱}{۱۶۰}$  نصف ذراع اور نصف ثمن ہے نہ نصف اور سدس ثمن اور پھر حاصل ضرب کا ثلث جو حاشیہ طحاوی میں رہ گیا تھا، درج فرمایا، البتہ جدید نسخہ میں حاشیہ پر جو ثلث دیا گیا ہے اس میں اور حضرت کے تحریر کردہ ثلث میں الفاظ کا فرق ہے البتہ مفہوم دونوں کا ایک ہے، حضرت کا تحریر کردہ ثلث  $\frac{۳۲۱}{۱۶۰}$  اور طحاوی کے حاشیہ کے مطابق  $\frac{۳۲۱}{۱۶۰}$  اور یہ کسر نصف ذراع اور  $\frac{۱}{۱۶۰}$  کا چھٹا حصہ ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ رضویہ، ج ۱ ص ۳۲۲)

طحاوی — ظاہر روایت کے مطابق وضو کا مستعمل پانی پاک ہے اگرچہ جنبی سے ہو لیکن اس کا پینا اور اس سے آگ کو نہ دھنا مکروہ تنزیہی ہے اور روایت نجاست کے مطابق مکروہ تحریمی ہے (توزیل البصار مع الدر المختار)

امام طحاوی فرماتے ہیں بحر الرائق میں ہے کہ روایت نجاست کے مطابق حرام ہے کیونکہ قرآن پاک میں فرمایا ویحرم علیہم الخبائث اور انہی



سے نجاست بھی ہے الخ اور شارح (صاحب درمختار) نے امام محمد رحمہ اللہ کا قول اختیار کرتے ہوئے کہ کراہت تحریم عین حرام ہے اسے مطلق بیان کیا۔  
 علیٰ حضرت — میں کہتا ہوں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ شارح نے قطعیت اور ظنیت کا فرق اختیار کیا کہ دلیل قطعی کے ساتھ مانعت حرام اور دلیل ظنی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے اور دونوں قول اجتہاد کے مطابق ہیں، کسی کے بارے میں قطعی بات نہیں کہی جاسکتی۔

طحاوی<sup>۳۴</sup> — اگر کنوئیں میں چوہا وغیرہ گر جائے اور وقت معلوم نہ ہو تو جب سے وہ گرا، پانی ناپاک شمار کیا جائے گا ورنہ ایک دن اور رات سے البشر طہیکہ وہ پھولانہ ہوا اور یہ حکم وضو اور غسل کے بارے میں ہے لیکن اس پانی سے جو آٹا گوندھا گیا اسے کتوں کے آگے ڈال دیا جائے اور کھا گیا ہے کہ بیچ دیا جائے۔ یہ امام شافعی کا مسک ہے (درمختار) امام طحاوی فرماتے ہیں داؤدی مذہب رکھنے والوں کے نزدیک بھی یہی ہے جس طرح بحر الرائق میں ہے اور یہ اس لئے کہ ان کے نزدیک پانی فی الحال نجس ہوگا، پہلے کا اعتبار نہیں۔

علیٰ حضرت — شافعیہ اور داؤدیہ کے اس قول کی وجہ یہ ہے کہ شافعیہ کے نزدیک پانی جب قلتین (دو منگوں) کو پہنچ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا اور ظاہر یہ داؤدیہ کے نزدیک مطلقاً ناپاک نہیں ہوتا۔

طحاوی<sup>۳۵</sup> — تیمم کے ارکان اور شرائط کے بیان میں صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ نیت، تیمم کی شرائط میں سے ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ زمین پر ضرب کے وقت نیت کی جائے

بحر طحاوی فی التیمم



اعلیٰ حضرت ————— یعنی اگر کسی شخص نے ضرب کے وقت نیت نہ کی بلکہ ضرب کے بعد نیت کی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اسے امام طحاوی نے اپنے قول بضربتین کے قریب بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے:

لو احدث بعد الضرب او نوى بعده لا يجزئ

اگر ضرب کے بعد بے وضو ہو گیا یا ضرب کے بعد نیت کی تو تیمم جائز نہیں۔  
طحاوی ۴۵ ————— شارح تنویر الابصار، صاحب درمختار فرماتے ہیں:

ومعادن في محالها فيجوز بتراب عليها

”معدنیات جو اپنی جگہ پر ہیں ان پر چڑھی ہوئی مٹی سے

تیمم جائز ہے“

یعنی خود معدنیات سے کسی صورت میں جائز نہیں، چاہے اپنے مقام پر ہوں یا منتقل کئے گئے ہوں، صرف ان پر لگی ہوئی مٹی سے جائز ہے۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ فیجوز پر ”ف“ تفریع لانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ پہلے معدنیات کا ذکر ہے اور بعد میں مٹی کا ذکر ہے۔

اعلیٰ حضرت ————— آپ فرماتے ہیں کہ یہ فائے تفریع نہیں بلکہ فی محالها سے جو نفی ثابت ہوتی ہے اس کی علت کے طور پر فار لائی گئی ہے یعنی فی محالها کہہ کر نفس معدنیات سے تیمم کے جواز کو مطلقاً منسفی کیا گیا ہے، چاہے وہ اپنے مقام پر ہوں یا کسی دوسرے مقام پر منتقل کئے گئے ہوں اور اس کی علت یہ ہے کہ تیمم مٹی سے ہو سکتا ہے، اور جب معدنیات



مٹی نہیں ہیں تو ان سے بھی تیمم ناجائز ہوگا، فتح القدیر اور بحر الرائق میں یونہی ہے۔  
 طحاویؒ — درمختار میں ہے کہ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا آدمی تیمم کرائے  
 تو مٹی پر تین ضربیں مارے، ایک چہرے کے لئے اور دو دونوں ہاتھوں  
 کے لئے، حالانکہ اس سے قبل مصنف کے قول بضریتین کے ساتھ  
 ہی ولو من غیرہ کی قید گزر چکی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ صرف  
 دو ہی ضربیں ہوں گی اگرچہ غیر سے تیمم کرائے۔

الحضرت — آپ نے درمختار کی کلام میں تضاد واضح کر کے تین ضربوں  
 کی وجہ بیان فرمائی۔ (فرمایا) شاید تین ضربوں کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر  
 جب کوئی شخص کسی اور کو تیمم کراتا ہے تو وہ اپنے ہاتھوں سے اس کے  
 دونوں ہاتھوں کا مسح کرتا ہے، پس جب ضرب ثانی کے ساتھ اس نے  
 اس کے دائیں ہاتھ کا مسح کیا تو مٹی مستعمل ہوگی لہذا بائیں ہاتھ کیلئے  
 تیسری ضرب کی ضرورت پڑے گی، پس خود تیمم کرنے اور تیمم کروانے میں  
 یہی فرق ہے۔

طحاویؒ — صلوٰۃ کسوف اور سنن مؤکدہ اگرچہ صبح کی سنتیں ہوں،  
 جب ان کے فرائض کے بغیر فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم کے ساتھ  
 پڑھی جاسکتی ہیں، اس کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں، مثلاً ایک  
 صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہو کہ وضو کرنے سے تنگی وقت  
 کے سبب سنتیں فوت ہو جائیں گی اور اگر تیمم کرنے تو سنت اور  
 فرض دونوں اس کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نیگا  
 کہ فرض بھی تیمم کے ساتھ پڑھے جائیں گے حالانکہ پانی کی موجودگی میں  
 عبادت کے لئے پانی کی موجودگی میں



نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ دوسری عبادت ایسی نہ ہو جس کے بلا بدلا فوت ہونے کا خوف ہو (مثلاً عید کی نماز وغیرہ) اب دو عبادتوں کے درمیان اتنا وقت نہیں کہ طہارت حاصل ہو جائے اور صبح کے فرض بدلا کی طرف فوت ہو رہے ہیں (یعنی ان کی قضا ہے) لہذا یہ فرض اس تیمم سے ادا نہیں کئے جاسکتے اور اگر ہم سنت کی ادائیگی کے بعد پانی سے طہارت لازم قرار دیں تو صبح کے فرضوں کی ادائیگی فوت ہو رہی ہے اور یہ سنتوں کا وجہ سے ہوا لہذا یہ باطل ہے (علی)

امام محمد علیہ الرحمہ کے قول پر یہ صورت بن سکتی ہے کہ سوچ کے بلند ہونے پر قضا کرے اور وہ اس طرح کہ زوال سے قبل تک مؤخر کرے کیونکہ اگر وہ وضو کرے تو وقت نکل جائے گا اور اگر تیمم کرے تو ادائیگی ممکن ہے پس تیمم کر کے شروع کر دے۔

بعض نے یہ صورت بیان کی ہے کہ پانی کی عدم موجودگی کے سبب فرضوں کے لئے تیمم کیا، صبح کی سنتیں شروع کیں پھر قعود بقدر تشدد سے پہلے پانی مل گیا، اب وقت اتنا ہی ہے کہ جس میں وضو کیا جاسکتا ہے اور صرف دو فرض پڑھے جاسکتے ہیں پس وہ اسی تیمم سے سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے فرض پڑھے اور پانی مل جانے کے باوجود سنتوں کو نہ توڑے کیونکہ ایسا کرے گا تو صبح کی سنتیں (اکیلی) فوت ہو جائیں گی، اب یہاں اباب رخصت مختلف ہیں پہلا سبب رخصت پانی کا نہ ہونا تھا اور اب وقت کی تنگی ہے۔

الحضرت — یعنی اب اس تیمم کے سنتوں کو پورا کرے اور پھر وضو کر کے (وقت نہ ہونے کے سبب) صبح کے فرض ظہر کے وقت قضا کرے



طحاویؒ — اس بارے میں اختلاف ہے کہ جب کوئی کافر اسلام لانے کے لئے تیمم کرے تو آیا یہ تیمم درست ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ درست ہے اور اس تیمم سے نماز بھی جائز ہے اور امام ابو حنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں کیونکہ تیمم میں نیت شرط ہے اور کافر کی نیت صحیح نہیں۔

امام طحاوی نے بجر الرائق کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اس تیمم کے ساتھ نماز کا صحیح نہ ہونا متفق علیہ ہے اور امام ابو یوسف نے تو یہ فرمایا کہ یہ اسلام لانے کے لئے صحیح ہے۔

الحضرت — امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک کافر کا تیمم اسلام لانے کے لئے صحیح ہے اور اس کے ساتھ ادائیگی نماز بھی درست ہے، بجر الرائق میں اس کی تصریح ہے اور وہ یہ ہے :-

روی عن ابی یوسف اذا تیمم بنوی الاسلام  
جانی حتی لو اسلم لا یجوز له ان یصلی بذلك التیمم  
عند العامة وعلی سوا یت ابی یوسف جانی له

طحاویؒ — اگر کسی مقام پر غنی، حائض، بے وضو اور میت ہوں اور پانی صرف ایک کو کفایت کرتا ہو تو اس کے استعمال کا کون زیادہ مستحق ہے؟ اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ اگر پانی مباح ہو تو غنی اولیٰ ہے، اگر ان میں سے کسی ایک کی ملکیت ہو تو وہ خود استعمال کرے اور اگر ان سب میں مشترک ہو تو میت کے لئے صرف کیا جائے اور باقی تیمم کریں۔ اس کی مختلف روایات



ہیں :-

(i) تجبیز میت میں جلدی مطلوب ہے۔

(ii) میت کے لئے پانی کا حصول ناممکن ہے۔

(iii) میت کی جانب سے اپنے حصے کی عطا ناممکن ہے۔

امام طحاوی نے اعتراض کیا کہ جب مشترکہ پانی میت پر صرف کیا ہے تو مباح پانی کا صرف کرنا تو اولیٰ ہوگا۔

۵۰۔ اعلیٰ حضرت — شاید یہاں میت کے لئے مشترکہ پانی کے استعمال حکم تیسری دلیل پر مبنی ہے یعنی میت کی طرف سے عطا کا عدم جبریا اور مباح پانی میں یہ دلیل جاری نہیں ہوتی لہذا وہاں جنبی اولیٰ ہے۔ طحاوی — ایک ہی جگہ سے ایک پوری جماعت تیمم کر سکتی ہے کہ مٹی مستعمل نہیں ہوتی اور اگرچہ وہ مٹی موجود ہاتھوں سے لگی ہوئی ہے یہاں تک کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں سے مٹی کو چھوا کر جمع کرنا تو اس کے ساتھ بھی تیمم جائز ہے۔

اعلیٰ حضرت — مٹی استعمال کی صفت سے موصوف نہیں ہوتی، علامہ شامی نے نہر الفائق، علیہ اور غنیہ کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ جو مٹی ہاتھوں کے ساتھ لگی ہو اور اس کے ساتھ مسح کرے تو وہ مستعمل ہو جائیگی البتہ وہ جگہ مستعمل نہیں ہوگی جہاں سے تیمم کیا گیا ہے (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) ہم نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحقیق کی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ مطلقاً مٹی مستعمل نہیں ہوتی، ہمارے فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) میں ملاحظہ کریں۔



**طحاوی** ——— نواقضِ تمیم کے سلسلے میں صاحبِ تنویر الالبصار نے فرمایا  
و ناقضہ ناقض الاصل، علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ مطلق تمیم چاہیے  
حدیثِ اصغر سے ہو یا حدیثِ اکبر سے، ناقضِ وضو سے ٹوٹ جاتا ہے،  
چاہے صرف ناقضِ وضو پایا جائے یا ناقضِ غسل اور ناقضِ وضو دونوں  
پائے جائیں، لہذا اگر ناقضِ وضو پایا گیا تو وہ آدمی محدث کہلائے گا، جنہی  
نہیں ہوگا اور اگر ناقضِ غسل پائے گئے تو اس پر جنہی کا اطلاق ہوگا،  
محدث کا اطلاق نہ ہوگا فیصیر جنبالا محدثا چاہے وہ تمیم  
حدیث سے کیا ہو یا جنابت سے۔

**المحضرت** ——— علامہ طحاوی کے قول لامحدثا کی وضاحت کرتے  
ہوئے المحضرت فرماتے ہیں کہ محدث بحدیثِ اصغر مراد ہے (یعنی محدث  
تو ہوگا مگر حدیثِ اکبر کے ساتھ نہ کہ حدیثِ اصغر کے ساتھ) اگرچہ ہر جنہی  
محدث ہے۔

اسی سے علامہ طحاوی کا نقل کردہ وہ اعتراض دور ہو گیا کہ  
جب ایک آدمی جنہی ہوگا تو وہ محدث ضرور ہوگا (جواب کی تفصیل یہ ہے  
کہ جنہی محدث ضرور ہے لیکن حدیثِ اصغر کے ساتھ نہیں بلکہ حدیثِ اکبر  
کے ساتھ)

**طحاوی** ——— زخمی ہاتھوں والے شخص کو اگر ایسا شخص مل جائے جو وضو  
کرائے، تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک غیر سے مدد مستحب ہے اور  
صاحبین کے نزدیک فرض ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ سوال ہے  
کہ آیا قدرتِ غیر سے یہ شخص قادر شمار کیا جائے گا یا نہیں؟ (علی)

**المحضرت** ——— امام ابوحنیفہ کے نزدیک قادر شمار نہیں کیا جائیگا اور



صحابین کے نزدیک شمار کیا جائے گا اور ردالمحتار میں ہے کہ امام حاکم کے نزدیک قدرت کا عدم اعتبار مطلقاً نہیں بلکہ بعض مواضع میں ہے۔  
**۵۳ طحاوی** — حیض کی کم سے کم مدت تین دن رات ہے اور اس کا انداز ساعت فلکی کے ساتھ کیا جائے گا (تنویر الالبصار مع الدر المختار) علامہ طحاوی ساعت فلکی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی ہر ساعت پندرہ درجہ کی ہوتی ہے۔

**۵۴ طحاوی** — یعنی ایک ساعت میں کوکب ثابت کی حرکت غریبہ پندرہ درجہ ہوگی اور کوکب ثابت اور آفتاب کی حرکت کے درمیان اتنا تفاوت ہوگا جس قدر ایک ساعت میں بیروسط کے ساتھ سوچ چلتا ہے اور وہ (بیشمار) دو دقیقے ۲۹ ثانیے ۳۳ ثلثے، ۲۲ رابعے اور ۲۸ خامسے ہیں۔

**۵۴ طحاوی** — حدیث پاک میں جو آیا ہے کہ بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا کہا جائے گا اور جب کس سال کا ہو جائے تو اسے نماز نہ پڑھنے پر مارا جائیگا۔ اس پر علامہ طحاوی استفسار کرتے ہیں کہ کیا سات سال کے بچے کو نماز کا حکم دینا اسی طرح واجب ہے جیسے دس سال کے بچے کو مارنا واجب ہے اور کیا ہر صورت وجوب میں وجوب اصطلاحی مراد ہے یا وجوب فرض کے معنی میں ہے؟

**۵۴ طحاوی** — علامہ شامی نے بیان کیا ہے کہ ہاں کیونکہ امر ہے اور امر وجوب کے لئے آتا ہے اور وجوب سے انتخاب کی طرف پھرنے والی کوئی علت نہیں۔ علامہ شامی نے پوچھی یہ بھی بیان کیا کہ وجوب اپنے اصطلاحی معنی میں ہے۔



فرض کے معنی میں نہیں کیونکہ حدیث ظنی ہے (قطعی نہیں) علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :-

وظاھر الحدیث ان الامر لابن سبع واجب  
كالصہب والظاھر ایضاً ان الوجوب بالمعنی المصطلح

علیہ لا بمعنی الافتراض لان الحدیث ظنی لہ

۵۵ طحاوی — خزانہ میں ہے کہ جب ظہر کا وقت حد اختلاف میں داخل ہو جائے یعنی ہر چیز کا سایہ اس کی ایک مثل ہو جائے تو یہ وقت مکروہ ہے۔  
۱۔ حضرت — اسی کتاب حاشیہ الطحاوی کے ص ۱۷۹، نیز بحر الرائق کے حوالہ سے مذکور ہے کہ وقت ظہر میں کوئی کراہت نہیں (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) اور یہی زیادہ بہتر ہے جیسا کہ میں نے ردالمحتار کے حاشیہ پر تحقیق کی ہے۔

بحر الرائق کی عبارت یہ ہے :-

لان الفجر والظہر لا کراہتی وقتہما

۵۶ طحاوی — اذان میں ترجیح نہیں یعنی اول آہستہ آواز سے شہادتین کنا اور پھر بلند آواز سے کیونکہ اذان سے مقصود اعلان ہے اور آہستہ آواز سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا، بحر الرائق میں اسے مباح قرار دیا گیا ہے جبکہ صاحب الملتقی اور قستانی نے مکروہ کہا ہے۔ علامہ طحاوی کہتے ہیں کہ کراہت کا قول مقدم ہے جیسا کہ علیٰ میں ہے۔



الحضرت ——— منقہ سے مراد منقہ الابرہ ہے جو قابل اعتماد چار متون  
مختار، کنز، وقایہ، کا جامع متن ہے اور اس کے مصنف امام  
ابراہیم بن محمد حلبی (م ۹۵۶ھ) ہیں جو منیۃ المصلیٰ کی دو شرحوں کبیر اور  
کے مصنف ہیں۔

طحاوی ——— اذان و اقامت کے ساتھ تکرار جماعت میں کوئی حرج  
شارح تنویر الابصار صاحب در مختار کا قول لا بأس سے ہے  
کہ عدم تکرار اولیٰ ہے۔

الحضرت ——— عدم تکرار اولیٰ نہیں بلکہ تکرار افضل ہے جیسے رد المحتار  
میں غزائن الاسرار کے حوالے سے قاضی خاں کی عبارت نقل کی گئی  
وہ یہ ہے :-

یکرة تکرار الجماعة فی مسجد محلۃ باذان و  
اقامۃ الاذانی بھما فیہ اولاً غیر اھلہ و اھلہ  
لکن بمخافتۃ الاذان ولو کسر اھلہ ید و نہما او کان  
مسجد طریق جائزاً جماعاً کما فی مسجد لیس لہ  
امام ولا مؤذن ویصلیٰ للناس فیہ فوجاً فوجاً فان الافضل  
ان یصلیٰ کل فریق باذان و اقامۃ علی حدۃ کما فی  
امالی قاضی خان لہ

علامہ طحاوی فرماتے ہیں :-

ویکرة تکرار الجماعة باذان و اقامۃ فی مسجد



محلة لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام له ولا مؤذن  
اما اذا کورت بغیر اذان فلا کراهة مطلقا سوار کان  
مسجد محلة او غیره وعلیه مسلمون (الھجتی) له  
عدم حواز کے وہم کو دور کرنے کے لئے لا باس لایا گیا اور حواز  
کی طرف اشارہ فرمایا۔

۵۸ خطاوی — امام کے مصلیٰ کے اوپر کھڑا ہونے تک مؤذن بیٹھا رہے یعنی  
جب امام مصلیٰ پر آجائے تو پھر کھڑے ہو کر تکبیر کہے۔  
۵۹ خطاوی — فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) کھڑے ہو کر امام کی انتظار کرنے کو  
مکروہ لکھا ہے، فتاویٰ ہندیہ کی عبارت یہ ہے :-

اذا دخل الرجل عند الاقامة یکرہ الانتظار  
فاما والکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ حی علی

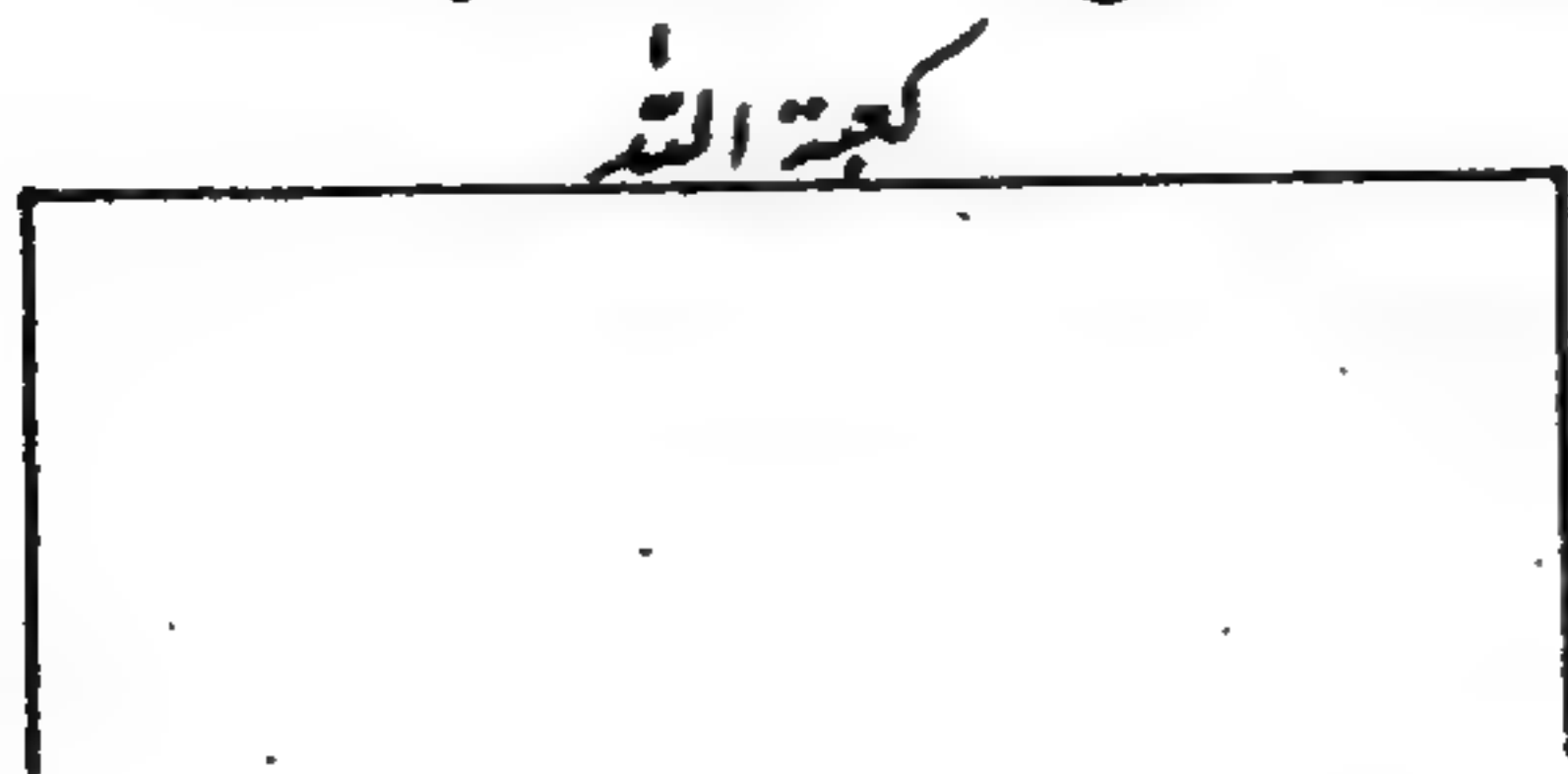
الفلاح ۵۹

خطاوی — شرائط نماز میں سے چھٹی شرط استقبالِ قبلہ ہے اور اس کی  
دو صورتیں ہیں، کعبۃ اللہ کے سامنے کھڑا ہونے والے کے لئے عین  
کعبہ کو دیکھنا اور غیر معاین کے لئے جہتِ قبلہ کی طرف منہ کرنا  
اس کی صورت یہ بیان کی گئی ہے کہ نمازی کے چہرہ سے ایک  
خط زاویہ قائمہ برافق کی طرف فرض کیا جائے جو کعبۃ اللہ پر سے گزرے  
اور ایک دوسرا خط جو دائیں بائیں اس خط کو دو قائمہ زاویوں پر قطع کرے



(در مختار)۔ علامہ طحاوی نے الدرر کے حوالے سے لکھا :

” ایک یہ کہ وہ خط جو نمازی کی پیشانی سے نکلے اور اس خط سے مل جائے جو کعبۃ اللہ سے سیدھا گزرتا ہے، اس سے دو زاویے قائمے حاصل ہوں گے جس کی صورت یہ ہے :-

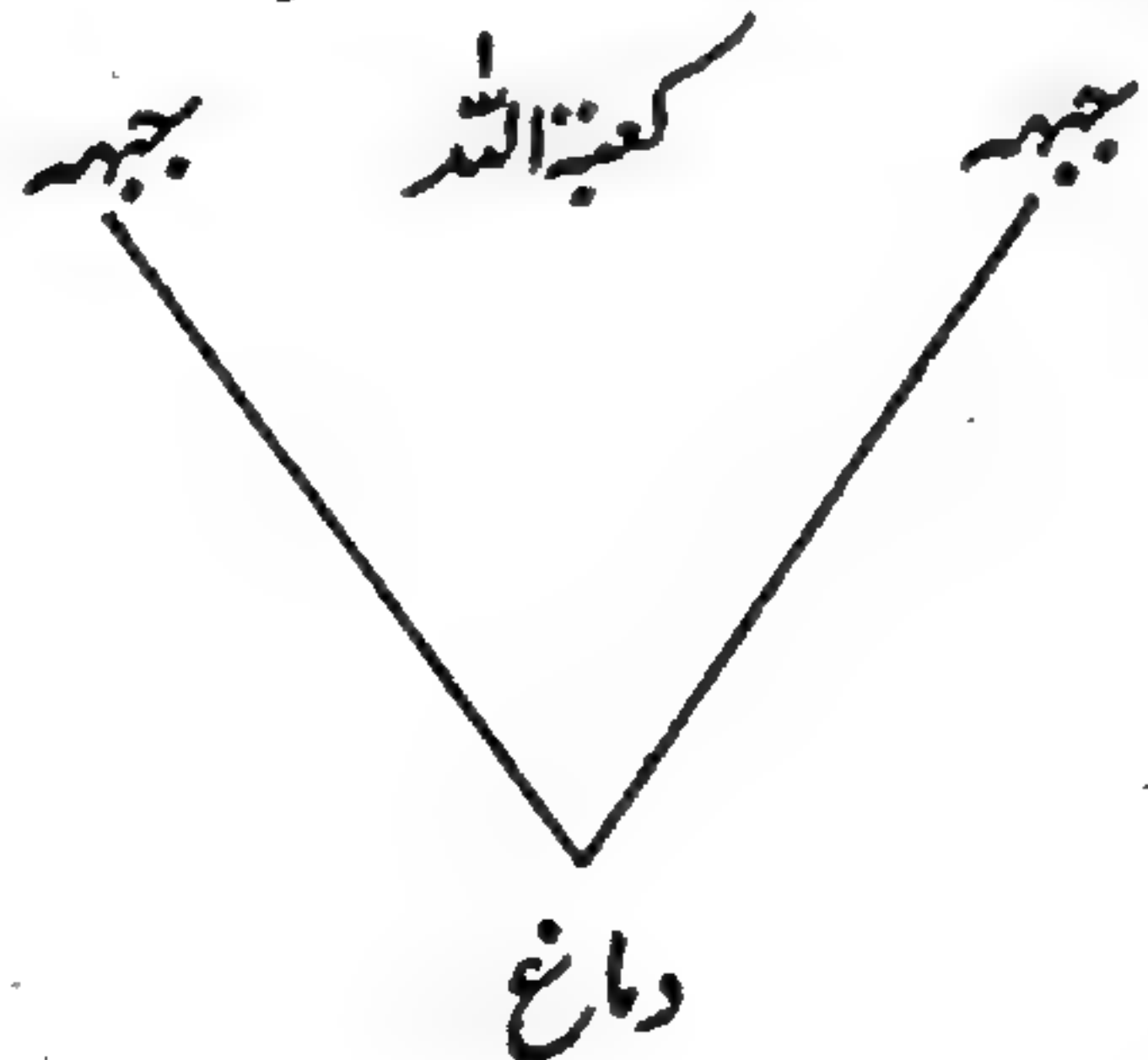


جبین البصلی

جبین البصلی

ایک زاویہ اس خط سے پیدا ہوگا جو کعبۃ اللہ سے گزرتا ہے اور ایک قائمہ زاویہ اس خط سے حاصل ہوگا جو نمازی کی پیشانی سے نکلتا ہے، اس سے دو زاویے قائمے پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کعبۃ اللہ ان دو خطوں کے درمیان واقع ہو دماغ میں جا ملتے ہیں، پھر آنکھوں کی طرف نکلتے ہیں جیسے مثلث کے دو ضلعے ہوتے ہیں، اس کی صورت یہ ہے :-



اعلیٰ حضرت — کہا جاتا ہے کہ صورت مسئلہ اس طرح نہیں جس طرح علامہ طحاوی نے سمجھا بلکہ کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے مراد وہ خط ہے



اس کے دونوں پہلوؤں سے دائیں بائیں گزرتا ہے اور دو قائمہ زاویوں سے مراد وہ زاویے ہیں جو نمازی کی پیشانی سے نکلنے والے خط کے دونوں طرف وہاں پیدا ہوتے ہیں جہاں یہ خط کعبۃ اللہ سے گزرنے والے خط سے ملتا ہے۔

علامہ شامی بھی اور انہوں نے الدرر کی اس تصویر کو توجہ تحقیقی پر محمول کیا جس طرح ہم نے شامی کے حاشیہ پر بیان کیا لیکن اقرب بلکہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں صورتیں (جو الدرر میں بیان ہوئیں) توجہ تقریبی کے لئے ہیں (تحقیقی کے لئے نہیں) اور جبین کا معنی پیشانی (جہہ) کی دونوں طرفیں ہیں اور انہیں جبین کہتے ہیں (لیکن ایک جہہ میں دو جبین ہیں) اسی طرح قاموس اور المختار میں ہے، اس صورت میں وہی صورت صحیح ہوگی جو علامہ طحاوی نے نقش فرمائی۔

طحاوی — یہ دوسری صورت کا ذکر ہے جو آپر بیان چکی  
المختار — بہتر وہی ہے جو الدرر میں ہے (اس کا ذکر بھی پیچھے علامہ شامی کے حوالے سے ہو چکا ہے۔ مرتب)

طحاوی — آخری قعدہ کے بارے میں اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے صاحب درمختار نے کہا کہ (یہ رکن نہیں بلکہ) ظاہر یہ ہے کہ یہ شرط ہے کیونکہ یہ نماز سے خروج کے لئے مشروع ہوا جس طرح تحریمہ مشروع نماز کے لئے مشروع ہے اس پر علامہ طحاوی نے نہر الفائق کی عبارت بطور دلیل پیش کی کہ اگر قعدہ اخیرہ رکن ہوتا تو نماز کی ماہیت اس پر موقوف ہوتی حالانکہ اس پر ماہیت نماز موقوف نہیں اسی لئے اگر کوئی شخص قسم اٹھائے کہ وہ نماز



نہیں پڑھے گا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے حانت ہو جائیگا۔  
 علامہ طحاوی مزید لکھتے ہیں، کیا قعدۂ اخیرہ کے بارے میں وہ  
 کہی جاسکتی ہے جو تحریمہ کے بارے میں کہی جاتی ہے (یعنی شرائط کی  
 رعایت نہ کرنا کیونکہ تحریمہ میں شرائط نماز کی رعایت تحریمہ کے رکن ہونے  
 کی وجہ سے ہے کیونکہ قیام فرض ہے) لہذا جب قعدۂ اخیرہ میں رعایت  
 شرط کے سلسلہ میں کوئی اعتراض نہیں ہوا جبکہ تحریمہ میں شرائط کی رعایت  
 باعث قیل و قال ہے تو معلوم ہوا کہ قعدۂ اخیرہ تحریمہ کی طرح نہیں لہذا اس  
 کے رکن ہونے کے بارے میں اس طرح اختلاف اور بحث و تحقیق نہیں  
 ہے جس طرح تحریمہ کے بارے میں ہے۔

الحضرت ————— اعلیٰ حضرت تعجب کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 علامہ طحاوی پر رحم فرمائے کہ کس طرح ”المسائل الاثنی عشریہ“ مشہورہ آپ  
 ذہن سے نکل گئے۔ ان مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدۂ اخیرہ رکن ہے  
 کیونکہ قعدۂ اخیرہ میں ان بارہ باتوں کا پیدا ہونا نماز کو توڑ دیتا ہے۔  
 مختصر القدوری میں ”المسائل الاثنی عشریہ“ کا ذکر اس طرح ہے :-  
 وان ساءى العتيم الساء في صلوة بطلت  
 صلوة وان رآه بعد ما فقد ساء التشهد او كان  
 ماسحاً فانقضت مدة مسحه او خلع خفيه بعمل  
 قليل او كان امياً فتعلم سورة او عرياً فوجد ثوباً او مئياً  
 فقد رعى الركوع والسجود او تذكر ان عليه صلوة قبل



هذه او احدث الامام القاسري فاستخلف اميا  
 او طلعت الشمس في صلوة الفجر او دخل وقت  
 العصر في الجمعة او كان ماسعا على العجيرة  
 فنيقظت عن برء او كانت مستحاضة فبرأت  
 بطلت صلواتهم في قول ابي حنيفة وقال ابو يوسف  
 ومحمد تمت صلواتهم في هذه المسائل له  
 حلیہ میں بدائع کے حوالے سے منقول ہے کہ تعدہ اخیرہ کے لئے وہ  
 شرائط ہیں جو باقی ارکان کے لئے ہیں۔

۶۶  
 طحاوی — مقتدی پر امام کی اتباع کس کس بات میں واجب ہے؟ حلیہ  
 میں ہے کہ واجبات نماز میں واجب ہے، سنن میں نہیں کیونکہ ان کی ادائیگی  
 واجب نہیں۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ واجب کے علاوہ اس غیر واجب  
 میں بھی اتباع امام ضروری ہے جو منسوخ نہیں ہوا۔ کما یأتی قریبا  
 کہہ کر علامہ طحاوی نے اس کے کچھ بعد فرمایا :-

اعلم ان الاستابعة واجبة في الواجب وفي

غير الواجب الذي لم ينسخ كالزيادة على الثلاث  
 في تكبيرات العیدین۔

۱۔ حضرت — جو کچھ امام طحاوی نے دوبارہ ذکر کیا وہ بھی نقل کی طرف منسوب  
 نہیں اور جو تحقیق علامہ شامی نے فرمائی وہ اقرب ہے یعنی سنت میں متابعت  
 امام سنت ہے چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں :-



فَعَلِمَ مِنْ هَذَا أَنَّ الْمَتَابِعَةَ لَيْسَتْ فَرَضًا بَلْ  
تَكُونُ وَاجِبَةً فِي الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الْعَقْلِيَّةِ  
وَتَكُونُ سُنَّةً فِي السُّنَنِ لَهُ

ہاں ارکانِ اربعہ میں متابعت ہر مشروع میں واجب ہے۔

طحاویؒ ۴۳ — امام طحاوی فرماتے ہیں کہ علیٰ نے فرض میں متابعت کو فرض قرار دیا ہے حالانکہ (مطلق) ایسا نہیں بلکہ (اس میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ) اگر مطلقاً فرض کی ادائیگی مراد ہے چاہے امام کے ساتھ ہو یا بعد میں تو پھر بات ٹھیک ہے اور اگر مراد یہ ہے کہ امام کے ساتھ مل کر فرض کی ادائیگی فرض ہے تو یہ قطعاً واجب ہے۔

علم حضرت — میں کہتا ہوں یہ واجب نہیں بلکہ واجب عدم تاخیر ہے ہاں معنی کہ مقتدی کا فعل امام کے اس فعل سے فراغت کے بعد نہ ہو لیکن جہاں تک قرآن کا تعلق ہے تو وہ سنت ہے جس طرح علامہ شامی نے تحقیق فرمائی، علامہ شامی فرماتے ہیں :-

وَالْمَتَابِعَةُ الْمَقَامَرَةُ بِلَا تَعْقِيبٍ وَلَا تَرَاخٍ

سُنَّةٌ عِنْدَهُ لَا عِنْدَهُمَا لَهُ

طحاویؒ ۴۴ — ایک شخص نے نماز شروع کی، ابھی فاتحہ (مکمل یا بعض) پڑھی تھی کہ دوسرے شخص نے اس کی اقتدار کی، تو اب بوجہ امامت بھری نماز میں جہر واجب ہے لیکن اگر باقی قرأت میں جہر کرے تو لازم آئے گا کہ ایک ہی



نماز میں بلند اور آہستہ آواز کی قرارت جمع ہو جائے، یہ امر شیع ہے اور اگر آہستہ پڑھے تو وجوب جہر کے بعد عدم جہر لازم آتا ہے لہذا پڑھی ہوئی قرارت کو لوٹائے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اعادہ میں اول کی موافقت کرے یعنی آہستہ پڑھے۔

۱۔ حضرت — میں کہتا ہوں کہ اس طرح کیے ہو سکتا ہے جبکہ فنیہ میں اسی کے بعد مذکور ہے کہ اگر اس نے ایک یا زیادہ آیات آہستہ پڑھی ہوں تو نماز کو بلند قرارت کے ساتھ پوری کرے اور پڑھی ہوئی قرارت کو دوبارہ نہ پڑھے اور جس طرح ردالمحتار میں ہے :-

وقیل لم یعد وجہہ فیما بقی من بعض الفاتحة

او السورة كلها وبعضها كما في السنية ۱۵

۴۵ طحاوی — امامت کے باب میں صاحب درمختار نے فرمایا کہ امامت صغریٰ میں مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ ربط دس شرائط کے ساتھ ہے ۱۵ جن میں سے ایک پر امام کی نماز کا صحیح ہونا ہے۔ اس کی تفصیل میں علامہ طحاوی نے فرمایا کہ اگر مقتدی کو امام کے بارے میں ایسی بات معلوم ہو جو خود امام کے نزدیک مفسد نماز ہے جس طرح عورت کو ہاتھ لگانا اور امام کو اس حالت کا علم نہیں (کہ اس نے عورت کو چھوا) تو اکثر

۱۵ ردالمحتار، ج ۱، ص ۳۵۷

۱۵ نية السؤتم الاقتدار واتحاد مكانهما وصلاتهما وصحة صلاة امامه وعدم محاذاة امرأة وعدم تقدمه عليه بعقبه وعلمه بانتقالاته وبجاليه من اقامة وسفي

ومشاكله في الصلاة ...



کے قول پر اس مقتدی کے لئے اس کی اقتدار جائز ہے اور ایک جماعت نے، جن میں ہندوانی بھی ہیں، عدم جواز کا قول کیا ہے کیونکہ امام کے نزدیک یہ نماز باطل ہے لہذا اتباع مقتدی کی نماز بھی باطل ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے ہندوانی کے قول سے یہ سمجھا کہ فقط امام کی رائے کا اعتبار ہے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کی رائے کا معاً اعتبار ہے جیسے السدی نے فایۃ التحقیق میں تصریح کی ہے۔

الحضرت — غالباً حضرت قدس سرہ العزیز کے نسخہ میں السدی کا وزن غین کی صورت میں ہو گا اور موجودہ نسخہ میں بھی لمبے شکل وزن کا پتہ چلتا ہے، مرتب (چنانچہ حضرت فرماتے ہیں) ظاہر یہ ہے کہ فقط السدی وزن کے ساتھ ہے۔

اکثر مشائخ نے یہ فرمایا کہ اگر امام مقامات اختلاف کی رعایت کیا کرتا ہے تو پھر یہ نماز جائز ہوگی ورنہ نہیں، اسے السدی نے روایت کیا ہے۔  
۶۶ طحاوی — معذور کے پیچھے ظاہر کی نماز صحیح نہیں چاہیے وضو کرتے ہی حدت ہو یا بعد میں پیدا ہو، تنزیلاً لا یصار اور درمختار کی اس عبارت کے ساتھ علامہ طحاوی نے ای وقبل الصلوۃ کی قید لگائی جس کا مطلب ہے کہ حدت وضو کے بعد اور نماز سے پہلے طاری ہو۔

الحضرت — میں (اعلیٰ حضرت) کہتا ہوں کہ یہ (ای وقبل الصلوۃ کی قید) مفہوم انتہائی بعید ہے، بے شک مجتبیٰ، بحر الرائق اور فتاویٰ ہندیہ میں ایسے ہی کہا گیا جیسے متن میں ہے (قبل الصلوۃ کی قید کے بغیر) بحر الرائق میں ہے ”مجتبیٰ میں ہے کہ حدت، وضو سے ملا ہوا ہو یا بعد میں طاری ہو، اور اس قید کے ذریعے اس بات سے احتراز کیا گیا کہ اگر وضو کرتے وقت عذر نہ ہو اور



اسی طرح (بے عذر) نماز پڑھ لے تو اس کی اقتدار صحیح ہے کیونکہ وہ طاہر کے حکم میں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ طاہر آدمی، سلسل البول والے کے پیچھے نماز نہ پڑھے لیکن یہ اس وقت ہے جب حدیث وضو سے مقدارن ہو یا بعد میں طاری ہو، اسی طرح زامدی میں ہے۔

(اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ فقہاء کی) نفس سے یہ بات معلوم ہے کہ جس نے انقطاع عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت عذر لوٹ آیا تو اس کا وضو، معذور کا وضو شمار کیا جائے گا چاہے نماز سے قبل لوٹے یا بعد میں، یہاں تک کہ اس عذر کے ساتھ وضو نہیں لوٹے گا بلکہ وقت نماز کے چلے جانے سے لوٹ جائے گا جسے سب فقہاء نے بیان کیا، پس جس نے انقطاع عذر کی صورت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی، پھر عذر اسی (نماز کے) وقت لوٹ آیا تو وہ نماز کامل نماز نہیں شمار کی جائے گی کیونکہ کامل نماز وضو عذر کے ساتھ ادا نہیں ہوتی پس اس کی اقتدار کیسے صحیح ہوگی کیا تو نہیں دیکھتا کہ صحیح شخص کی طہارت، طہارت مطلقہ ہے اور اس شخص کی طہارت جس نے انقطاع عذر کی حالت میں وضو کیا پھر اسی وقت میں عذر لوٹ آیا اگرچہ نماز کے بعد ہی کیوں نہ ہو، وہ وقتی (عارضی) طہارت ہے کیونکہ وقت کے نکلنے ہی باطل ہو جائے گی، پس ضعیف پر قوی کی بنا کیسے صحیح ہوگی؟ ہاں تجھے یہ بات دھوکہ نہ دے کہ جب حالت انقطاع میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھی تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس نے ایسی طہارت سے نماز ادا کی جو منافی سے محفوظ ہے (یہ بات اس لئے نہیں کہہ سکتے کیونکہ) تو جانتے ہیں کہ یہ طہارت سالمہ سے کم درجہ کی طہارت ہے اور اس لئے بھی کہ یہ



طہارتِ موقتہ ہے نیز ہم یہ بھی تسلیم نہیں کرتے کہ طہارت کے منافی کوئی بات نہیں پائی گئی کیونکہ انقطاع ناقص طہر متخلل کی طرح ہے جو اتصالِ دم سے مانع نہیں بلکہ وہ سلسلِ خون ہے جس طرح حالتِ عورت کے بارے میں ہے اسی طرح بحرِ الرائق میں السراج الوہاج سے نقل کیا گیا ہے پس جس طرح طہر ناقص میں حالتِ عورت کی نماز معتبر نہیں، اسی طرح انقطاع ناقص میں امامت بھی جائز نہیں، یہ بات کتبِ فقہ کے متون و تشریح سے معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے معذور کے پیچھے صحیح کی نماز کو منع کیا ہے۔

ہاں اگر انقطاع کی حالت میں وضو کیا اور وہ انقطاع وقت کے نکلنے تک برقرار رہا تو اس شخص کا وضو صحیح لوگوں کے وضو کی طرح ہوگا اگرچہ وہ معذور ہی رہے گا، اگر دوسرے وقت میں عذر لوٹ آئے اس لئے یہ وضو خروج وقت سے باطل نہیں ہوتا بلکہ سیلان سے ٹوٹ جاتا ہے جیسے فقہاء نے بالاتفاق کہا ہے۔

پس اگر ہم اس قسم کے آدمی کی اقتدار کا قول کریں تو صحیح نہیں کیونکہ جب اس کا وضو معذور کا وضو ہے تو نماز بھی اسی طرح ہوگی، اسی طرح ائندہ ناتواں کے لئے ظاہر ہوا۔

مزید برآں محشی (علامہ طحاوی) نے کوئی عقلی و نقلی دلیل بھی پیش نہیں کی پھر میں نے علامہ طحاوی کے مراقی الفلاح پر حاشیے کو دیکھا تو لا یصح اقتدار غیرہ بہ کی شرح میں لکھا ہے کہ جب عذر کی حالت میں وضو کیا یا بعد میں عذر لاحق ہوا، اگر وضو کرتے وقت عذر سے خالی ہو تو وہ صحیح کے حکم میں ہوگا۔ اس بات میں سید طحاوی نے ازہری کی پیروی کی، پس الفاظ ازہری کے ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ ازہری نے فی حکم الطاہر کہا ہے۔



اور یہ کلام صحیح ہے، اگرچہ ان دونوں کے قول خالیاً عندہ سے اس چیز کا وہم پیدا ہوتا ہے جو یہاں واقع ہے اور یہ اس لئے کہ ان دونوں نے طریق کو مطلقاً بعد کے ساتھ ذکر کیا لہذا یہ اسے بھی شامل ہے جو نماز کے بعد ہو اگرچہ اسے وقت میں حصول کے ساتھ مفید کرنا واجب ہے اور ان کا قول خالیاً عندہ اسی وقت تک خالی ہو سکتا ہے جب وقت میں نہ لوٹے اور اسی طرح ان کے قول فی حکم الصحیح سے حکم صحیح میں ہونا ثابت نہیں ہوتا جب وہ وقت میں لوٹ آئے۔

ظاہر یہ ہے کہ محشی علیہ الرحمہ کو قائل کے قول توضاً علی الانقطاع واصلی کذلک سے شبہ پیدا ہوا، پس انہوں نے اسی بات کو کافی سمجھا حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ انقطاع سے مراد انقطاع معتبر ہے اور وہ انقطاع تام ہے جو پورے وقت کو گھیر لے اور یہاں یہ مراد نہیں کیونکہ اس انقطاع سے وہ معذور نہیں رہتا اور کلام معذور کے بارے میں ہے اور انقطاع ناقص یہ ہے کہ خروج وقت تک باقی رہے، اس سے وہ معذور ہی رہے گا لیکن اس میں وضو صحیح وضو کی طرح ہوگا، یہاں تک کہ خروج وقت سے نہیں ٹوٹے گا اور یہاں یہی مراد ہے کیونکہ یہ ضعیف ہے، ایک مختصر وقت کے لئے انقطاع ہوتا ہے، پھر عذر لوٹ آتا ہے، پس یہ انقطاع کچھ معتبر نہیں ہے۔

پھر مجھے کتب فقہ کے متون، شروح اور فتاویٰ سے بالاجماع معلوم ہوا کہ مطلقاً معذور کی اقتدار صحیح نہیں اور اس تقیید کو زاہری نے ظاہر کیا اور اسکی کلام جو ہندیہ میں نقل کی گئی ہے اس میں صرف قرون اور طریق کا ذکر ہے اور اسے بھی اس نے مطلق ذکر کیا ہے لہذا یہ طریق کو اور بعد الصلوٰۃ دونوں کو شامل ہوگی اور مصنف علیہ الرحمہ زاہری کے مسائل کو متن میں داخل کرتے رہتے



۶۷ ہیں اور متن ظاہر مذہب کے مطابق ہوتا ہے۔

طحاوی — بکلا کے پیچھے غیر بکلا کی نماز صحیح نہیں اور یہ بکلا شخص انتہائی کوشش اور محنت کے بعد می کی مثل ہے لہذا اپنے جیسے کی امامت کر سکتا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ انتہائی کوشش اس پر فرض و لازم ہے اور دورانِ جدوجہد اس کی انفرادی نماز ظاہر مذہب کے لحاظ سے فاسد ہوگی (یعنی اس پر اقتدار لازم ہے)۔

الحضرت — میں کہتا ہوں، اس کی نماز کا فساد اس وقت ہے جب اس کے لئے اقتدار ممکن ہو ورنہ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیکھائی اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ جدوجہد کے لئے کوئی حد متعین نہیں بلکہ اس کا حکم دائمی ہے لہذا امکان کا حکم خود شارح (صاحب درمختار) کے اس قول سے حاصل ہوا :-

لا تصح صلاتہ ان لم یکن الاقتدار

۶۸ یعنی اس کی نماز اسی وقت (کیلئے) صحیح نہ ہو جب اقتدار ممکن ہو۔

طحاوی — امام طحاوی نے بزازیہ کے حوالے سے ایک مسئلہ نقل کیا اور وہ

یہ کہ اگر کوئی شخص غیر المعظوب علیہم کو غیر المعظوب ظار کے ساتھ اور ولا الضالین کو ذال یا ظار کے ساتھ پڑھے تو بعض نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ عوامِ حروف کے محتاج کو نہیں پہچانتے لہذا یہ حکم عمومِ بلوی کے پیش نظر ہے۔ بعض نے مطلقاً فسادِ نماز کا حکم دیا اگر معنی بدل جائے۔

الحضرت — قاضی ابوالحسن اور قاضی ابوالقاسم نے کہا کہ اگر جان بوجھ کر الیا کرے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور بلا قصد زبان پر جاری ہو جائے یا حروف میں تمیز نہ کرے تو فاسد نہ ہوگی، یہ قول اعدل ہے، اس کلام میں قاضی ابوالقاسم کا ذکر ہے۔

اے اگر ضالین کو ظار کے ساتھ ٹرواوانے کی معنی ہمیشہ رہنے والے، لہذا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (نہایت القام المفرد فی علم التجوید ۱۵۷ مرتب)

اے اگر ضالین کو ظار کے ساتھ ٹرواوانے کی معنی ہمیشہ رہنے والے، لہذا اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ (نہایت القام المفرد فی علم التجوید ۱۵۷ مرتب)



خطاوی — علامہ طحاوی اور علامہ شامی دونوں نے درمختار کی  
 اس عبارت و لو من احدھما لم یکرہ سے اختلاف کرتے  
 ہوتے اسے بحر الرائق کا مخالف قرار دیا اور لکھا کہ ایک کنارے سے ہو  
 یا دونوں کناروں سے، دونوں طرح سے مکروہ ہے اور شارح کا  
 و لو من احدھما لم یکرہ کہنا صحیح نہیں، شامی کی عبارت یہ ہے:  
 مخالفت لہما فی البحر حیث ذکر فی  
 اذا ارسل طرفا من علی صدرہ و طرفا علی  
 ظہرہ یکرہ لہ

المختصر — شارح تنویر الالبصار (صاحب درمختار) کی کلام کا مطلب  
 وہ نہیں جسے سید علامہ طحاوی نے اور ان کی اتباع کرتے ہوئے علامہ  
 شامی نے سمجھا اور انہوں نے اس سلسلے میں بحث کی کہ ایک کنارے پر  
 رکھا ہو یا دونوں پر کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کپڑے کے  
 دونوں کنارے لٹکائے جائیں گے تو مطلقاً مکروہ ہو گا چاہے وہ  
 ایک کنارے پر ہو یا دونوں پر، شارح کی کلام کپڑے کے کناروں کے  
 بارے میں یقینی کہ اگر دونوں کناروں کو لٹکایا جائے تو مکروہ ہے اور  
 اگر ایک کنارہ ایک کنارے پر لٹکایا جائے اور دوسرا کنارہ دوسرے  
 مونڈھے پر رکھا ہو تو مکروہ نہیں (من احدھما میں ضمیر کا مرجع کتب نہیں  
 بلکہ ثوب ہے) کہاں یہ اور کہاں وہ مفہوم جسے ان دونوں حضرات نے  
 سمجھا، اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کے ساتھ ہم پر بھی رحم فرمائے۔ آمین۔  
 خطاوی — اگر کوئی آدمی شافعی المذہب امام کی اقتدار میں و تراءد کرے یا ہو



تو آیا دعائے قنوت کی متابعت کرے گا یا اپنے مذہب کا قنوت  
اس ضمن میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں اللہم انا نستعینک  
میں واجب منحصر نہیں پس اگر قنوت میں امام کی متابعت کرے گا تو  
طرف سے واجب کی ادائیگی ہو جائے گی۔

علیٰ حضرت — میں کہتا ہوں کہ اس سے وجوب کے سقوط میں کلام  
کلام اس بارے میں ہے کہ اس کے لئے کونسا قنوت مناسب  
آیا اپنے مذہب کی اتباع میں اپنے مذہب کا مختار قنوت پڑھے  
کی متابعت کے پیش نظر اس کے مذہب کا قنوت پڑھے، اس کا  
وہی ہے جسے شیخ عبدالحی ثرنبلائی نے ذکر فرمایا :-

فی الشربلانیة لا یخفی ان الشافعی یقنت  
باللہم اهدنا والحنفی باللہم انا نستعینک۔

فتاویٰ شامی میں ہے :-

ای و یقنت بدعاء الاستغاثۃ لادعاء الہدایۃ  
الذی یدعوہ امام لان المتابعۃ فی  
مطلق القنوت لا فی خصوص الدعاء کما حذرہ  
الشیخ ابوالسعود عن الشیخ عبدالحی

طحاوی — قنوت نازلہ رکوع سے پہلے پڑھا جائے، یہی امام  
علیہ الرحمہ کا قول ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک رکوع  
ہے، حلبی نے کہا اگر امام رکوع کے بعد قنوت پڑھے تو اس کے



غیر مشروع کام میں متابعت کی بجائے کچھ دیر بیٹھ جائے تاکہ شرکت کا احتمال باقی نہ رہے۔

بحر الرائق میں ہے، بعض نے کہا چونکہ رکوع کے بعد طول قیام جائز نہیں اس لئے امام کی اتباع نہ کرے۔

الحضرت — میں کہتا ہوں کہ رکوع کے بعد بیٹھ جانا عدم جواز میں طول قیام سے بھی زیادہ شدید ہے کیونکہ یہ اصلاً اور وضعاً دونوں طرح ناجائز ہے بخلاف طول قیام کے (کیونکہ وہاں وضعاً مشروعیت ہے)۔

طحاوی — بحر الرائق میں ہے ولینقنت الامام فی الجہریتۃ کہ امام جہری نمازوں میں قنوت (نازلہ) پڑھے۔ ابوالسعود میں ہے:۔  
ان نزل بالمسلمین نائلاً لقنت الامام

فی صلوۃ الفجر۔

”اگر مسلمانوں پر کوئی پریشانی آئے تو صبح کی نماز میں قنوت پڑھے“  
علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ بحر الرائق میں لفظ جہر درحقیقت لفظ الفجر ہے۔

الحضرت — آپ امام طحاوی کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ فی الجہریت کی عدم صحت ظاہر ہے جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ میں اسی طرح ہے ”تحقیق یہ ہے کہ قنوت صرف نماز فجر میں ہے وما وقع فی بعض الكتب فی صلوۃ الجہر مصحف من صلوۃ الفجر“



آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ مواظبت اور تکرار دیگر نمازوں  
لئے ثابت نہیں جو صبح کے بارے میں ہے۔

۷۳  
طحاوی — علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ امام طحاوی (صاحب شرح) نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک سوائے آفات و مصائب کے صبح کی نماز نہ پڑھا جائے، اگر کوئی فتنہ یا مصیبت نازل ہو تو کوئی حرج نہیں۔  
فضلا نے فرمایا کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جمہور بھی اسی مسلک پر ہیں  
علی حضرت — بعض فضلا سے یا علامہ ابراہیم حلبی مراد ہیں یا علامہ شمس

۷۴  
طحاوی — صاحب درمختار نے دفاۃ کے تحت ان باتوں کو بیان جن میں امام کی اتباع کی جائے اور ان میں امام کی اتباع نہ کی جائے امور میں امام کی اتباع کی جائے ان میں ایک فتوت بیان کیا گیا۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ شریعتی نے نور الایضاح میں اس کے منقض بیان کیا اور وہ یہ کہ اگر امام فتوت ترک کر دے تو مقتدی پڑے بشرطیکہ اس کے لئے امام کے ساتھ رکوع میں شرکت ممکن ہو، امام کی اتباع کرے۔

علی حضرت — خلاصہ اور دیگر کتب میں بھی اسی طرح مذکور ہے (جسے نور الایضاح میں ہے)

۷۵  
طحاوی — نوافل متذکرہ میں اگر قیام کے ساتھ پڑھنے کی نذر ہے قیام واجب ہے ورنہ قیام لازمی نہیں اور تعین کے ساتھ بالاتفاق



لازم ہے۔

حضرت — یہ مسئلہ کہ نوافل منذورہ میں قیام واجب نہیں جب تک کہ قیام کی مراحت نہ ہو، متفقہ نہیں بلکہ اختلافی ہے۔

طاوی — مقیم، سواری کی حالت میں شہر سے باہر نفل پڑھ سکتا ہے امام عطاوی فرماتے ہیں، تزویر الالبصار میں ما اکبام فرد کا صیغہ اس بات کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لایا گیا ہے کہ سواری کی حالت میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے امام کی نماز صحیح ہوگی جبکہ قوم کی نماز فاسد ہو جائیگی۔

حضرت — جماعت کے ساتھ قوم کی نماز کے فساد کی وجہ بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جانوروں کے درمیان فاصلہ اقتدار سے مانع ہے۔ طاوی — مقتدی کے دعائے قنوت سے فارغ ہونے سے قبل اگر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی قنوت ترک کر کے امام کی متابعت کرے، اگرچہ اس نے ابو جہ (قنوت میں سے کچھ بھی نہ پڑھا ہو بشرطیکہ امام کے ساتھ رکوع کے قنوت ہو جانے کا خوف ہے البتہ تشدد کو پورا کرے کیونکہ تشدد میں اختلاف مفسد نماز نہیں۔ (الدرر)

حضرت — میں کہتا ہوں حالت تشدد میں عدم اتباع امام تشدد میں لغت نہیں بلکہ تشدد کے ساتھ سلام میں بلکہ خروج بصنعہ میں مخالفت امام ہے، الدرر کا یہ قول (مخالفت امام فی التشدد) اس شخص کے مسک پر صحیح ہے جو اس کی فرضیت کا قائل نہ ہو۔

طاوی — صاحب تزویر الالبصار نے فرمایا، اگر لوگ عشرہ کے فرض (رمضان شریف میں) جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں تو تراویح بھی جماعت کے ساتھ نہ پڑھیں، ۱۱



فرض کی جماعت کے تابع ہے۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں شارح کی تعلیل تبع اکیلے آدمی کو شامل ہے یعنی اگر کوئی شخص جماعت کے ساتھ فرض نہ ادا کر سکے تو بھی جماعت کے ساتھ ادا نہ کرے اور خود شارح کی تفریح اس کی تعلیل خلاف ہے اور وہ یہ ہے:

فمصلیہ وحده یصلیہا معہ

”اکیلے فرض پڑھنے والے جماعت کے ساتھ تراویح ادا کریں“

علمی حضرت — امام طحاوی نے شارح (صاحب درمختار) پر اعتراض کر شارح کی تعلیل سے مفرد کی شمولیت اور تفریح سے اس کے خلاف چلتا ہے، اس کا جواب ردالمحتار میں نہایت عمدہ دیا گیا ہے۔  
ردالمحتار میں ہے :-

رقوله لانها تبع ای لان جماعتها تبع لجماعة  
الفرض فانها لا تقم الا بجماعة الفرض فلو اقيم  
بجماعة وحدها كانت مخالفة للواحد فيها فلم تكن  
مشروعة اما لو صليت بجماعة الفرض وكانت  
رجل فتد صلي الفرض وحدها فله ان يصلیها مع ذلك  
الامام لان جماعتهم مشروعة فله الدخول فیها مع  
لعدم السعدوس وهذا ما ظهر لی فی وجه وبه ظهر  
ان التعلیل البذکور لا یشمل السصلی وحده فظهر  
صحة التفریع بقوله مصلیہ وحدها الخ له



۷۹ ————— حلی کے حوالہ سے امام طحاوی نے لکھا ہے کہ تعلیل سابق کے مطابق صورت مذکورہ میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھے جاسکتے ہیں کیونکہ وتر امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے نزدیک نہ تو تراویح کے تابع ہیں اور نہ ہی عشرہ کے۔

حضرت ————— علامہ شامی نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ وتر اگرچہ اپنی اصل کے لحاظ سے تابع نہیں ہیں لیکن وتروں کی جماعت تو تابع ہے، فتاویٰ شامی میں ہے :-

الذی یظہر ان جماعۃ الوتر تبع لجماعۃ  
التراویح وان کان الوتر نفسہ اصلا فی ذاتہ لان  
سنت الجماعۃ فی الوتر انما عرفت بالانشر  
تابعۃ للتراویح الخ

۸۰ ————— امام صاحب کے نزدیک وتر عشرہ کے تابع بھی نہیں (حلی) حضرت ————— اس بات سے وتروں کی جماعت کے جواز کا وہم پیدا ہوتا ہے اگرچہ فرض جماعت کے ساتھ نہ پڑھے ہوں اور یہ بات اس نص کے خلاف ہے جو شرح النقایہ اور غنیہ وغیرہا میں ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق ہمارے فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ) میں مکمل طور پر کی گئی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے :-

” جس شخص نے نماز عشر تنہا پڑھی وہ تراویح کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے، تنہا نہ پڑھے، ہاں وتر کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا



جس نے فرض تنہا پڑھے ہوں وہ وتر بھی تنہا پڑھے، درمختار  
میں ہے مصلیہ وحدہ یصلیہا معہ ادا ہی مصل  
الفرض وحدہ یصل التراویح مع الامام۔ روا المختار میں  
ہے اذا لم یصل الفرض معہ لا یتبعہ فی الوتر  
واللہ تعالیٰ اعلم

طحاویؒ ۸۱۰ — اذان کے بعد نماز ادا کئے بغیر مسجد سے باہر جانے کی کرا  
کا ذکر کرتے ہوئے چند افراد کے استئذان کے بعد صاحب تنویر الالب  
اور اس کے شارح (صاحب درمختار) فرماتے ہیں :-

والا لمن ینتظر بامو جماعة اخری او کان  
الخروج لمسجد حیہ ولم یصلوا فیہ ولا استاذہ  
لدرسہ او لسماع الوعظ او لحاجة ومن عزم  
ان یعود۔ (ہذا لائق)

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ ومن عزم۔ جار مجرور آخری یعنی ل  
کے ساتھ متعلق ہے یعنی کسی حاجت کی طرف جانے والا واپسی کا  
رکھتا ہو۔

۱۔ حضرت — میں کہتا ہوں کہ اگر علامہ طحاوی جار مجرور کو (صرف لجا  
کی بجائے) درس، وعظ اور حاجت (تینوں) کے ساتھ متعلق گردانے  
تو تمام ابجاث ختم ہو جائیں (اور کوئی اشکال باقی نہ رہتا)

طحاویؒ ۸۲ — مختصر البحر کے حوالے سے ایک مسئلہ علامہ طحاوی نے



جیسے ابوالسعود نے زلیعی سے نقل کیا۔

۱۔ حضرت — کتاب کی وضاحت اور شبہ کے ازالہ کے طور پر اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ کتاب مختصر البحر، بحر الرائق نہیں بلکہ ایک علیحدہ کتاب ہے اور صاحب بحر الرائق پر یہ بہت سی باتوں میں مقدم ہے کیونکہ امام زلیعی نے بھی اسی کے حوالہ سے مسئلہ نقل کیا۔

۸۳

طحاوی — سفر شرعی جس سے نماز میں قصر واجب ہوتی ہے، سال کے چھوٹے دنوں کے حساب سے تین دن اور تین رات کی مسافت ہے، علامہ طحاوی فرماتے ہیں چونکہ دن کی مقدار شہروں کے اختلاف سے مختلف ہے اس لئے یہ لازم آتا ہے کہ ”بلغار“ میں مسافت سفر تین عتیں یا اس سے کم ہو کیونکہ ان کے نزدیک سال کے چھوٹے دن ایک ساعت یا کچھ کم اور زیادہ کے ہوتے ہیں۔ (حلبی)

۱۔ حضرت — علامہ شامی کی طرف سے اس کا بہترین جواب دیا گیا ہے لہذا وہاں دیکھا جائے۔

علامہ شامی فرماتے ہیں :-

ان المراد من التقدير باقصر ايام السنة  
انما هو في البلاد المعتادة التي يمكن قطع  
المرحلة المذكورة في معظم اليوم من اقصر  
ايامها فلا يرد ان اقصر ايام السنة في بلاد  
بلغار قد يكون ساعة او اكثر او اقل فيلزم  
ان يكون مسافة السفر فيها ثلاث ساعات  
او اقل لان القصر الفاحش غير معتبر كالطول



الفاحش والعباسرات حيث اطلقت تحمّل

على الشائع الغالب دون الخفى النادر الخ لـ

۸۴

طحاوی — امام طحاوی فرماتے ہیں، مشہور ہے کہ بلغار کے دن ۲۳ ساعۃ کا ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت — (اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں) جس طرح دن گرمیوں میں زیادہ ہوتا ہے اسی مناسبت سے سردیوں میں نہایت چھوٹا بھی ہوتا ہے تو اگر دن نہایت لمبے ہوں تو عشر کے حق میں فرق پڑے گا کیونکہ غروب شفق سے پہلے صبح طلوع ہو جائے گی لیکن دنوں کے چھوٹا ہونے کی صورت میں بھی زوال ضرور پایا جائے گا اور اسی طرح سایہ ایک دو مثل ضرور ہوگا چاہے دن نہایت مختصر ہی کیوں نہ ہوں۔

(اعلیٰ حضرت کی عبارت کا مفاد یہ ہے کہ دونوں کے نہایت لمبے ہونے یا نہایت مختصر ہونے سے مدت سفر کے تعین میں کوئی فرق نہیں پڑے گا) (مرتب)

۸۵

طحاوی — مدت سفر کی بحث میں صاحب تہذیب البصار نے فرمایا :-

مسيرة ثلاث ايام ولياليها بالسير الوسط

مع الاستراحات المعتادة۔

المعتادة کے بارے میں علامہ طحاوی نے ایک عبارت نقل کی



اور فرمایا کہ یہ بات شیخ زین کے افادات میں سے ہے، وہ عبارت یہ ہے:-

” (المعتادۃ) ہی معلومت عند الناس فی رجوع

الیہ عند الاشتباہ۔

علیٰ حضرت — شیخ زین کا یہ قول ’البدائع‘ سے لیا گیا ہے۔

۸۶

طحاوی — تنویر الالبصار میں ہے کہ مسافر چار رکعتوں والی نماز

(فرض) کی بجائے دو رکعات پڑھے یہاں تک کہ اپنی منزل پر

پہنچ جائے۔ اس پر صاحب درمختار نے فرمایا کہ یہ اس وقت ہے

جب مذت سفر پوری ہو جائے ورنہ سفر کے غیر مستحکم ہونے کی وجہ سے

محض ایسی کی نیت سے سفر کی مدت پوری ہو جائے گی۔

سفر کے غیر مستحکم ہونے کے بارے میں یہ بحث کی گئی کہ قصر کی

علت تین دن کے سفر کے ارادے سے آبادی سے مفارقت ہے

نہ کہ تین دن میں سفر کی تکمیل کیونکہ حکم سفر محض آبادی سے جدائی کے ساتھ

ثابت ہو جاتا ہے لہذا جب تک حکم اقامت کی علت یعنی شہر میں داخلہ

ثابت نہ ہو، سفر کا حکم باقی رہے گا (نتیجہ یہ ہے کہ محض نیت عود سے

حکم اقامت ثابت نہیں ہوگا۔)

علیٰ حضرت — امام طحاوی نے فعل مجہول کے ساتھ بحث کی طرف اشارہ

کیا اور فاعل کا ذکر نہیں کیا، علیٰ حضرت نے اس کی وضاحت فرمائی اور

بتایا کہ بحث کرنے والی شخصیت علامہ ابن ہمام ہیں۔

۸۷

طحاوی — مذکورہ بالا بحث کے بارے میں امام طحاوی فرماتے

ہیں کہ یہ بحث نہایت مضبوط ہے۔

علیٰ حضرت — اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے اولاً ابن ہمام کی بحث کو لاشیٰ قرار دیا



جسے علامہ طحاوی قوی بحث قرار دے رہے ہیں، اس کے بعد حضرت نے ابن ہمام کی بیان کردہ علتِ قصر اور علتِ حکم اقامت کو رد کرتے ہوئے علتِ قصر بیان فرمائی اور پھر پیدا ہونے والے اعتراض کا جواب بھی دیا نیز اسے ایک مثال کے ذریعے ثابت کیا۔ ابن ہمام نے قصر کے لئے آبادی سے مفارقت کو علت قرار دیا جبکہ علامہ حضرت نے مشقت کو علت قرار دیا جس سے ثابت ہوا کہ تین دن اور تین رات کی سیر مکمل ہونے پر تحقیق مشقت پر قصر کی رعایت کا استحقاق ہے اور محض آبادی سے جدائی اور صرف نیت سے مشقت حاصل نہیں ہوتی۔

اب سوال پیدا ہوا کہ پھر آبادی سے جدا ہوتے ہی قصر صلوٰۃ کیوں ہے تو اس کا جواب آپ نے یوں دیا کہ چونکہ رخصت تخفیف مشقت کے شروع ہوتے ہی ہونی چاہئے نہ کہ تکمیل پر، اس لئے شارح نے سفر کی نیت سے آبادی سے جدا ہوتے ہی قصر کا حکم دیا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے سر پر بوجھ رکھ دے، پھر اسے سفر کا حکم دے اور اس پر تخفیف کرنا چاہے تو یہ اس صورت میں ہوگی کہ اس کے آغاز سفر ہی میں کچھ بوجھ اتار دے، اگر سفر مکمل کرنے پر بوجھ اتارتا ہے تو تخفیف نہ ہوگی اسی طرح شریعت نے اسی مقصدِ تخفیف کے پیش نظر محض سستی سے جدائی کے ساتھ ہی رخصت کا حکم فرمایا، پھر جب مدتِ معتبرہ کو پہنچ جائے اور واپسی کا ارادہ کرے تو اب چونکہ وہاں مشقت باعثِ رخصت نہیں ہے لہذا وہ بوجھ جو مشقت کے پیش نظر اٹھا دیا گیا تھا، دوبارہ رکھ دیا جاتا ہے (تو معلوم ہوا کہ قصر کی علت مشقت ہے نہ کہ آبادی سے جدائی اور یہ صرف مشقت کے تحت تخفیف ہے)



۸۸ طحاوی — امام کے خطبہ شروع کرنے سے قبل اور کسی کو تکلیف دے بغیر آگے جاسکتا ہے البتہ اگر کہیں اور جگہ نہ لے اور امام کے سامنے جگہ ہو تو گردنیں پھلانگ کر آگے جاسکتا ہے کیونکہ آگے بڑھنے والے پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

۸۹ طحاوی — امام طحاوی کے قول پر تفریح کے انداز میں اعلیٰ حضرت نزول برکت کی تفصیل بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے امام پر برکت کا نزول ہوتا ہے، پھر اس شخص پر جو امام کے بالکل مقابل پہلی صف میں ہے، پھر اس کے دائیں اور پھر بائیں طرف کے نمازیوں پر، پھر دوسری صف میں اسی ترتیب کے ساتھ اور پھر آخری صف تک اسی ترتیب سے برکات کا نزول ہوتا ہے۔

۹۰ طحاوی — کہا گیا ہے کہ جو کام بدھ کو شروع کیا جائے وہ مکمل ہوتا ہے۔

۹۱ طحاوی — اس بارے میں ایک حدیث پاک میں ہے :-

ما من شیء بدئ یوم الا ربعا الا تدرہ

”بدھ کو شروع کیا جائیو الا کام مکمل ہوتا ہے“

۹۰ طحاوی — عیدین کے احکام اور اوقات کی بحث میں صاحب تنویر الابصار نے فرمایا کہ عید الفطر کے احکام وہی ہیں جو عید الاضحیٰ کے ہیں البتہ عید الاضحیٰ کی نماز قربانی کے تیسرے دن تک مؤخر کی جاسکتی ہے (جبکہ عید الفطر کی نماز دوسرے دن زوال سے قبل تک مؤخر ہو سکتی ہے) امام طحاوی فرماتے ہیں کہ مصنف کا قول یہ جو تاخیر ہا سے



پتہ چلتا ہے کہ دتا خیر میں کراہت تنزیہی ہے۔

۱۔ حضرت امام طحاوی نے یجوز کے لفظ سے کراہت تنزیہی کا مفہوم سمجھا، اعلیٰ حضرت نے غیر صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کبھی جواز کو واجب کے مقابل بولا جاتا ہے، اس وقت یہ مکروہ تحریمی کو بھی شامل ہوتا ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

۹۱۔ طحاوی — نماز استسفار کے ضمن میں مصنف تنویر الالبصار نے فرمایا کہ یہ نماز جماعت، خطبہ اور چادر کے اٹانے کے بغیر ہو اور ذمی (غیر مسلم) بھی حاضر نہ ہوں۔ اس پر علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ ذمیوں کا مسلمانوں کے ساتھ اجتماع مکروہ ہے۔

۱۔ حضرت — میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار کا اجتماع بلا ضرورت اور بغیر مصلحت کے مکروہ ہے البتہ ان کی عبادت کے جواز کے بارے میں فقہار نے بالاجماع تصریح کی ہے بلکہ مسلمانوں کا تجارت کی نیت سے دارالحرب میں داخل ہونا جائز ہے (لہذا امام طحاوی کا اس اجتماع کو مطلقاً مکروہ کہنا صحیح نہیں)۔

۹۲۔ طحاوی — ایصالِ ثواب کے بارے میں علامہ طحاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت نقل کی اور فرمایا کہ اسے قرطبی نے اپنے تذکرہ میں ذکر فرمایا اور وہ یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن آیت الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبور کو ایصال کرے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر کو مشرق سے مغرب تک نور سے بھر دیتا ہے، ان کی قبروں کو کشادہ کر دیتا ہے، پڑھنے والے کو ساٹھ نبیوں کا ثواب دیتا ہے، ہر میت کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ہر میت کے



بڑے اس کے نام اعمال میں دس نیکیاں درج فرماتا ہے۔

اعلیٰ حضرت — اس روایت میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن سے ادھر ادھر کی باتوں کا اظہار ہوتا ہے، یعنی اس کے بعض الفاظ اس کی عدم صحت کی دلیل ہیں (مثلاً ساٹھ بیویوں کا ثواب وغیرہ) ۹۳

طحاوی — آپ فرماتے ہیں کہ قبر پر چلنا، بیٹھنا، سونا، پیشاب کرنا، پاخانہ کرنا اور نماز پڑھنا اسی طرح قبر کے پاس نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے منع کیا گیا ہے اور اسی سے زائرین قبر کا حکم بھی معلوم ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت — اعلیٰ حضرت نے ابی طحاوی کے اس قول کو بعض قیود کے ساتھ مفید کیا اور مطلقاً نہی کے قول کو غلط قرار دیا، آپ فرماتے ہیں کہ قبر پر یا قبر کی طرف (بغیر پردہ حائل ہونے کے) نماز پڑھنا منع ہے اور یہ اس وقت ہے جب وہ قبر اس نمازی نظروں کے سامنے ہو اور وہ خضوع و خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو، یا نہی جب کہ اس کے پہلو میں ہو لیکن جب ان تمام باتوں سے خالی ہو اور کسی قبر کے پاس نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی یہ منع ہے اور اگر وہ کسی نیک شخص کی قبر کے پاس اس کی برکت سے متمتع ہونے کی نیت سے نماز پڑھے تو یہ عمدہ بات ہے، جس طرح ہم نے اپنے فتاویٰ میں تحقیق کی ہے، اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ ۹۴

طحاوی — علت، مثلاً بادلوں اور غبار کی صورت میں ایک عادل یا مستور الحال کی خبر، دعویٰ، لفظ اشہد، حکم حاکم اور مجلس قضا کے بغیر قبول کی جائے (تتویر الالبصار ودر مختار) علامہ طحاوی فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے حاکم کے سامنے ہلال رمضان کی شہادت دی اور ایک دوسرے آدمی نے اسکی شہادت کو حاکم کے پاس سنا تو اگر اس شاهد کا عدل، ظاہر سے تو سامع



روزہ رکھنا واجب ہے اور وہ حکم حاکم کا محتاج نہیں۔

۹۵ **طحاوی** — آپ نے ظاہر العدالت اور مستور العدالت کا فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص کی عدالت ظاہر اور معلوم ہو جس طرح کہ یہی مذہب ہے کیونکہ جس کے لباس اور صورت سے مخالفت شریعت کا ظہور ہو وہ مستور ہے۔  
جیسے غلام اور عورت اگر چہ ان کی مثل پر ہو، اس ضمن میں علامہ طحاوی نے فرمایا کہ علی مثلہا سے یہ فائدہ ہے کہ ان کے غیر مثل جیسے آزاد اور مرد کے خلاف شہادت مقبول ہے۔

۹۶ **طحاوی** — آپ نے طحاوی میں ایک لفظ کے سقوط کی طرف اشارہ فرمایا (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نسخہ میں لفظ من یماثلہا ہو گا جبکہ پیش نظر نسخہ طحاوی میں علی من لم یماثلہا ہے)۔ مرتب  
طحاوی — تنویر الابصار اور در مختار میں ہے کہ عید افطر کے چاند کے لئے علت مذکورہ اور عدالت کے علاوہ نصاب شہادت اور لفظ اشد کی بھی شرط ہے۔ علت مقدمہ کی تفصیل میں علامہ طحاوی نے بادلوں، گرد و غبار اور دھوئیں کا ذکر فرمایا۔

۹۷ **طحاوی** — علامہ طحاوی کی بیان کردہ علتوں کے علاوہ لکڑی کا برادہ، بارش اور نصاب کا بھی اضافہ فرمایا۔

۹۸ **طحاوی** — تنویر الابصار میں ہے کہ اگر کسی شہر میں حاکم نہ ہو تو وہاں کے باشندگان ثقہ (قابل اعتماد) آدمی کے قول پر روزہ رکھیں، علامہ طحاوی نے اسکی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نہ تو وہاں قاضی ہو ورنہ ہی حکمران (فتاویٰ ہندیہ)۔



الحضرت ————— علحضرت نے حاکم کی تعریف میں علماء کو بھی شامل کیا اور فرمایا کہ جہاں حکمران نہ ہو وہاں علماء حکمران ہیں، مسلمانوں پر واجب ہے کہ اسکی طرف رجوع کریں اور ان کا حکم مانیں، اگر علماء زیادہ ہوں تو ان میں سے زیادہ علم والا ہی والی ہے ورنہ (بصورت مساوات) قرعہ اندازی کریں۔ یہ پورا مسئلہ الحدیقۃ النذیریہ میں بیان کیا گیا ہے۔

۹۸ طحاوی ————— عمید الفطر کے چاند کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے تنویر الابصار کے مصنف نے فرمایا (وافطروا باخبار عدلین) مع العلة (للضرورة) علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ منخ اور ہندیہ کی عبارات سے پتہ چلتا ہے کہ دو عادیوں کی خبر سے افطار کا حکم جواز کے لئے وجوب کے لئے نہیں کیونکہ ان دونوں فتاویٰ میں لا بأس للناس ان یفطروا سے تعبیر کیا ہے۔

الحضرت ————— منخ اور ہندیہ کی طرح فتاویٰ خانیہ، خلاصہ، فتح القدیر اور جواہر الاصلاح میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

۹۹ طحاوی ————— صاحب درمختار نے بیان فرمایا کہ حکم تہار رمضان المبارک کا دیکھئے تو اسے اختیار ہے کہ گواہ قائم کرے یا لوگوں کو روزے کا حکم دے، شاہد کے بارے میں علامہ طحاوی، حلبی کے حوالے سے فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ اس کا مطلب حاکم کا کسی شخص کو شہادت پر آمادہ کرنا ہے، پھر وہ شاہد گواہی دے اور کہے کہ مجھے کسی آدمی نے خبر دی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے اور اس نے مجھے شہادت دینے کی ترغیب دی ہے۔

الحضرت ————— آپ نے علامہ طحاوی کے بیان کردہ طریقہ شہادت سے اختلاف کرتے ہوئے ایک ایسا طریقہ بیان فرمایا جو زیادہ قرن قیاس ہے



آپ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حاکم کسی کو اپنا نائب مقرر کرے  
اس کے سامنے خود شہادت دے۔

**طحاوی** — عید الفطر کے چاند کے بارے حضرت امام اعظم رحمہ اللہ سے  
بحر الرائق میں ایک روایت نقل کی گئی جس کے راوی امام حسن رضی اللہ عنہ  
ہیں کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت قبول کی جائے  
چاہے آسمان میں کوئی علت ہو یا نہ ہو جس طرح ہلال رمضان کے بارے  
میں ہے، یونہی بدائع میں بھی ہے۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق مشائخ میں سے  
کسی نے اس کو ترجیح نہیں دی البتہ ہمارے اس زمانہ (۹۵۵ھ) میں  
اس پر عمل مناسب ہے کیونکہ لوگ چاند کے دیکھنے میں تاہل سے  
کام لیتے ہیں۔

پھر علامہ طحاوی نے مصر میں رونما ہونے والا ایک واقعہ بیان فرمایا  
کہ ۹۵۵ھ میں اہل مصر دو جماعتوں میں بٹ گئے، بعض نے روزہ  
رکھا اور بعض نے نہ رکھا، یونہی عید الفطر کے بارے میں ان کا اختلاف  
ہوا، اس کا سبب یہ تھا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی القضاۃ (حنفی)  
کے سامنے (ہلال رمضان کی) گواہی دی، مطلع صاف تھا لہذا ان کی  
گواہی قبول نہ کی گئی۔ پس انہوں نے اور ان کی اتباع میں بہت سے  
لوگوں نے روزہ رکھا اور لوگوں کو خود قاضی نے افطار کا حکم دیا، یونہی  
ہلال فطر میں ہوا یہاں تک کہ بعض مشائخ شافعیہ نے بغیر جماعت کے  
عید کی نماز پڑھی اور شہر کی غالب اکثریت نے ان کی مخالفت کی اور امام  
کی مخالفت کے باعث ان کے اس فعل سے اختلاف کیا۔



**الحضرت** — فطر میں اختلاف کے سبب کو اعلیٰ حضرت نے بیان فرمایا کہ انہوں نے اول رمضان کو حالت افطار میں صبح کی ۱۱ اور روزہ نہ رکھا۔  
**طحاوی** ۱۰۱ — واقعہ مصر کے سلسلہ میں علامہ طحاوی نے فرمایا کہ ایک قلیل جماعت نے قاضی کے پاس گواہی دی۔

**الحضرت** — یعنی رمضان کے چاند کی گواہی دی۔  
**طحاوی** ۱۰۲ — چاند دیکھنے والوں (جن کی گواہی روکی گئی) اور ان کی اتباع میں بہت سے لوگوں نے روزہ رکھا۔

**الحضرت** — جن لوگوں کی شہادت کو قاضی نے روک دیا پھر انہوں نے روزہ رکھا، ان کا روزہ حکم شریعت کے مطابق تھا کیونکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جو رمضان شریف کا چاند دیکھے وہ روزہ رکھے اگرچہ اس کی بات کو روک دیا گیا ہو۔

**طحاوی** ۱۰۳ — ایک عظیم جماعت نے ان کی اتباع میں روزہ رکھا۔  
**الحضرت** — ان کے تابعین نے روزہ رکھ کر گناہ کا ارتکاب کیا اگر انہوں نے چاند نہیں دیکھا تھا۔

**طحاوی** ۱۰۴ — اور اس نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا۔  
**الحضرت** — ہو ضمیر کا مرجع قاضی ہے یعنی قاضی نے لوگوں کو افطار کا حکم دیا اور ظاہر روایت پر عمل کیا۔

**طحاوی** ۱۰۵ — تنویر الالبصار اور اس کی شرح درمختار میں بیان کیا گیا کہ مطالعہ کا اختلاف اور دن کو زوال سے پہلے یا بعد چاند کا دیکھنا ظاہر مذہب پر غیر معتبر ہے اور یہی اکثر مشائخ کا مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے (یونہی) بحوالہ سابق نے خلاصہ سے بیان کیا، لہذا مذکورہ امر ہمیشہ



کے لئے (روزہ یا افطار) للذم ہوگا جب کہ ان کے لئے رویت کا ثبوت بطریق موجب ہو۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں :-

فیلزم اهل المشرق بروية اهل المغرب

میں یلزم کی ضمیر مرفوع متصل ثبوت ہلال کی طرف لوٹتی ہے چاہے ہلال صوم ہو یا فطر اور اهل المشرق، یلزم کا مفعول ہے۔

۱۔ اہل مغرب کی رویت کو اہل مشرق کے لئے ثبوت ہلال کے قول میں ہلال فطر کو بھی شامل کیا اور کہا کہ بطریق موجب (یعنی دو شہادتیں) ہوں یا خبر مستفیض ہو، اس تعلیم اور پھر طریق موجب اور استقاضہ بخبر کے ذکر سے معلوم ہوا کہ ہلال فطر بھی استقاضہ سے ثابت ہوتا ہے (۱۔ اہل حضرت فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تمام چاندوں میں یہی حکم ہے۔

۱۔ ۶ طحاوی — تنویر الابصار میں ان کاموں کا ذکر کرتے ہوئے جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا، کہا گیا ہے کہ اگر کان میں پانی داخل ہو جائے، چاہے خود روزہ کے فعل سے ہی ہے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اس پر صاحب درمختار نے فرمایا یہ اسی طرح ہے جس طرح کوئی شخص لکڑی کے ساتھ کان کو کھجلائے پھر لکڑی باہر نکالے تو اس پر میل ہو تو چاہے کتنی ہی مرتبہ ایسا کرے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ شرح الملتقی میں اس فعل سے روزے کے عدم فساد پر اجماع ذکر کیا گیا ہے۔

۱۔ اہل حضرت — شرح الملتقی سے شاید سکبائے نہر مراد لی ہے جیسے مرقی الفلاح



کے حواشی پر ذکر کیا گیا ہے۔

۱۰۷

طحاوی — باب الہدیٰ میں علامہ طحاوی نے بحر الرائق کے حوالے سے ایک روایت نقل کر کے فرمایا کہ یہ روایت عکس بن مرداس راوی کی وجہ سے ضعیف ہے کیونکہ یہ راوی منکر الحدیث ساقط الاحتجاج ہے جس طرح اسے حفاظ نے ذکر کیا۔

آنحضرت — اللہ تعالیٰ علامہ طحاوی کی مغفرت فرمائے، سبقت قلم سے انہوں نے ایسا لکھ دیا ورنہ حضرت عکس بن مرداس رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور علامہ طحاوی کے علاوہ کسی دوسرے نے ان کے بارے حفاظ سے یہ بات نقل نہیں کی بلکہ یہ ابن حبان کا قول حضرت عکس بن مرداس کے بیٹے کنانہ کے بارے میں ہے علاوہ ازیں خود ابن حبان کے قول میں اختلاف ہے کہ اس نے کنانہ کو ضعیف میں شمار کر کے یہ بات لکھی اور ثقات میں بھی ذکر کیا اور توثیق کی جس طرح علامہ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا ہے و ذکرہ ابن حبان فی الثقات قلت وقال فی کتاب الضعفاء حدیث منکر جدا الخ لہ

۱۰۸

طحاوی — مسجد نبوی کی فضیلت کے بیان میں شارح تنویر الابصار نے بیان کیا کہ حدیث پاک کی رو سے مسجد نبوی میں ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد کے مقابلہ میں ایک ہزار کے برابر ہے (یہ مسئلہ شارح علیہ الرحمہ نے زیارۃ روضۃ اقدس کے ضمن میں فرمایا اور کہا کہ مکہ مکرمہ مدینہ منورہ سے افضل ہے البتہ جس جگہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم قدس کے اعضاء مبارکہ متصل ہیں وہ مطلقاً افضل ہے یہاں تک کہ کعبۃ اللہ سے عرش سے اور کرسی سے بھی اور آنحضرت



صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کی زیارت تجب ہے بلکہ جن لوگوں کو طاقت ہو انکے لئے واجب ہے، اگر حج فرض ہو تو ابتداء حج سے کرے اور حج نفل ہو تو پھر اگر چہ اختیار ہے لیکن بہر حال اولیٰ یہ ہے کہ روضہ انور کی زیارت کرے اور اسی کے ساتھ مسجد شریف کی زیارت کی نیت بھی کرے، علامہ طحاوی نے ابن ہمام کا قول نقل کیا، ابن ہمام کہتے ہیں مجھ نا تو ل کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ محض روضہ انور کی زیارت کی نیت کرے، جب اسے زیارت کا شرف حاصل ہو جائے گا تو مسجد شریف کی زیارت خود بخود ہو جائے گی یا اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ دوبارہ اسے یہ فضیلت حاصل ہو اور مسجد کی زیارت کی نیت کرے کیونکہ اس میں (اولاً روضہ اقدس کی زیارت میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اجلال ہے (ابن ہمام کہتے ہیں) ہمارے اس قول کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور سوائے زیارت کے دوسرا کوئی مقصود نہ ہو تو (میری رحمت و شفقت کے ذمہ) واجب ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں (علی) ازاں بعد علامہ طحاوی نے مسجد نبوی کی فضیلت میں حدیث پاک نقل فرمائی :

لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ إِلَّا لِثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِي هَذَا وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى (علی بن ابی حمزہ)

۱۔ فقہ کرام کی تصریح کے باوجود روضہ انور کی زیارت سے انکار بدعت سیئہ نہیں تو اورد کیا ہے؟  
۲۔ نجدیوں نے یہ سمجھا کہ ان تین مساجد کے علاوہ مقرر کیا، خواہ وہ کتنا ہی بابرکت ہو، منع ہے اگرچہ روضہ انور کی زیارت نہ ہو (العیاذ باللہ) بلکہ مطلب یہ کہ کسی مسجد کی طرف زیادتی تو اب کے لئے سفر نہ کیا جائے۔



الحضرت — یعنی اس حدیث (لا تشدوا الرجال الخ) میں محدثین کی فضیلت عظیمہ پر دلالت موجود ہے جس طرح اس حدیث میں جس کو شایع علیہ الرحمہ نے نقل فرمایا۔

۱۰۹ طحاوی — نکاح بالاقرار کے انعقاد کے بارے میں تنویر الابصار میں دو قول بیان کئے گئے ہیں:

فلا ينعقد بالاقرار على مسختة وقيل ان كان به حضر من الشهود صح وجعل انشاء وهو الاصح۔

اس پر علامہ طحاوی فرماتے ہیں :-

فتحصل ان في انعقاد النكاح بالاقرار قولين مصححين۔

الحضرت — بلکہ یہاں تیسرا قول بھی ہے جس کی تفصیل قاضی خاں سے گزر چکی ہے اور اسے فتح القدیر کے حوالے سے فتاویٰ شامی میں نقل کر کے کہا گیا ہے کہ تفصیل حق ہے، فتاویٰ شامی کی عبارت یہ ہے :-

وقال في الفتح قال قاضي خان وبينه ان يكون الجواب على التفصيل ان اقر بعقد ماض ولم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحا وان اقر الرجل انه تزوجها وهي انهما تزوجها يكون نكاحا ويتضمن اقرارهما الا نشأ بخلاف اقرارهما بماض لان كذب وهو كما قال ابو حنيفة اذا قال انا تزوجتها

يقع كانه قال اني طلقتك ولو قال لم اكن  
تزوجتها ونوى الطلاق لا يقع لانه كذب محض الخ  
يعني اذا لم تقل التشهد وجعلتها هذا انكاحا  
فالحق هذا التفصيل

ان اقوال میں توفیق ممکن ہے یعنی اگر عقد یا منی کا اقرار  
حالانکہ عقد نہیں ہوا تو پھر انعقاد نہیں ہوگا اور اگر ایک دوسرے  
زوج اور زوجہ ہونے کا اقرار ہے تو یہ انشاء شمار ہوگا تو بات ایک  
ہے، اگر اقرار سے ثبوت ہے تو انعقاد صحیح نہیں اور اگر انشاء کا منہ  
پایا جاتا ہے تو صحیح ہے۔

طحاویؒ — حلی کی ایک عبارت علامہ طحاوی نے نقل فرمائی جس کا  
آخری الفاظ یہ ہیں :-

فتختص بكل لفظ لا يفيد المملك ولا ينعقد  
به النكاح الخ

الحضرت — فتاویٰ شامی میں بكل لفظ يفيد المملك ولا  
به النكاح الخ ہے اور یہی صحیح ہے (گویا کہ علامہ طحاوی کی نقل  
عبارت میں "لا" زائد ہے۔

طحاویؒ — اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح ایک گواہ کی موجودگی میں  
کرے تو اس وقت صحیح ہوگا جب وہ خود بھی موجود ہو کیونکہ اس صورت  
لڑکی خود عاقدہ ہوگی اور یہ دو گواہ ہوں گے لیکن اس کی عدم موجودگی  
صحیح نہیں کیونکہ گواہ دو نہیں (تویر الالبصار مع الدر المختار) علامہ طحاوی  
فرماتے ہیں کہ یہ نکاح نافذ نہیں ہوگا بلکہ اجازت پر موقوف ہے



جیسے حموی میں ہے۔

۱۔ حضرت علامہ مطاوی کا یہ قول صحیح نہیں جیسا کہ ہم نے فتاویٰ شامی کے حاشیہ (ص ۲۲۹) پر تنبیہ کی ہے۔

(نوٹ، غالباً اعلیٰ حضرت کے ارشاد کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نکاح فاسد ہے کیونکہ گواہوں کی عدم موجودگی سے نکاح فاسد ہوتا جیسے اسی حاشیہ مطاوی میں درمختار کی عبارت ہے :-

وهو الذي فقد شرطاً من شرائط الصحة

كالشهود الخ

۱۱۲ مطاویٰ — کتابیہ کے نکاح کے بارے میں صاحب تنویر الابصار نے فرمایا کہ صحیح ہے، صاحب درمختار نے وان کرہ تنزیہاً اگرچہ مکروہ تنزیہی ہے) کی قید لگائی ہے، علامہ مطاوی نے فرمایا ظاہر ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے کیونکہ کراہت تحریمی کے لئے نہی یا اس کے قائم مقام کی ضرورت ہے کیونکہ وہ واجب کے رتبہ میں ہے۔

۱۔ حضرت علامہ — جس طرح کراہت تحریمی کے لئے نہی کی ضرورت ہے اسی طرح کراہت تنزیہی کے لئے بھی خاص نہی کا ہونا ضروری ہے ورنہ پھر خلاف ہی نہیں ہوگا۔

(پھر اس مسئلہ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں) اولیٰ وہ تحقیق ہے جو فتح القدیر میں موجود ہے، فتح القدیر کی عبارت یہ ہے :-

(ويجوز تنزيه الكتات) والاولى ان لا يفعل

ولا ياكل ذبيحتهم الا للضرورة وشكر الكتابية  
الحربية اجماعا لانفتاح باب الفتنة من  
امكان التعلق المستدعي للمقام معها في  
داس الحرب وتعريض الولد على التخلق باخلاق  
اهل الكفر وعلى الرق بان تسبي وهي حبل فيولد  
رقيقا وان كان مسلما له

<sup>۱۱۳</sup> ططاوی — اگر کسی عورت نے قاضی کے ہاں دعویٰ کیا کہ فلاں شخص  
نے اس سے نکاح صحیح کے ساتھ شادی کی ہے تو اس مدعا علیہ کیلئے  
اس مدعیہ کے ساتھ وطی جائز ہے۔ اس پر علامہ طحاوی استفسار کے  
طور پر فرماتے ہیں کہ کیا پنچ (حکم) کو بھی قاضی کی مثل شمار کیا جائیگا۔  
الحضرت — میں کہتا ہوں، فقہار نے تصریح کی ہے کہ حکم بھی قاضی  
کی طرح ہے البتہ قصاص اور حدود میں وہ حکم دینے کا مجاز نہیں۔  
علامہ شامی اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں :-

قلت الظاهر نعم لانهم انما فرقوا بينهما  
في انه لا يحكم في قصاص وحدودية على عاقله  
فتح القدير میں ہے :-

وينفذ حكمه عليهما وهذا اذا كان المحكم  
بصفة الحاكم لانه بمنزلة القاضي — ولا يجوز



التحكيم في الحدود والقصاص — قالوا وتخصيص

الحدود والقصاص بيدل على جواز التحكيم فساند

طحاوی — اگر ولی اقرب نے بالغہ لڑکی سے اذن نکاح چاہا اور وہ خاموش رہی پھر اس نے کسی کو نکاح کا وکیل بنایا تو اگر غاوند اور معروف ہیں تو جائز ہے (در مختار) =

اس پر بھرائائق میں اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ وکیل کو اجازت کے بغیر وکیل کی اجازت نہیں پس اس کا تقاضا عدم جواز ہے یا یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

علامہ طحاوی نے مزید بحث کرتے ہوئے نتیجہ کے طور پر یہ فرمایا کہ دوسری صورت متعین ہے یعنی یہ استثنا ہے۔

علیٰ حضرت — بندہ ضعیف نے اپنے فتاویٰ میں اس مسئلہ کی تحقیق کی ہے کہ یہ تمام بحث لا حاصل ہے اور صحیح واجب الاعتماد بات یہ ہے کہ نکاح ناجائز ہے اور نکاح فضولی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے ۱۔

”وکیل بالنکاح کو اتنا اختیار ہے کہ خود نکاح پڑھائے نہ کہ دوسرے کو پڑھانے کی اجازت دے جب تک ماذون مطلق یا صراحت دوسرے کو وکیل کرنے کا مجاز نہ ہو، بغیر اس کے اگر اس نے دوسرے سے پڑھوایا تو صحیح مذہب پر بلا اذن ہوگا“

بہر حال مذہب راجح پر یہ نکاح، نکاح فضولی ہوتے ہیں لہ  
 طحاویؒ ۱۱۵۔۔۔ اگر نکاح کرنے والا لڑکی کا باپ یا دادا ہو تو صرف خاوند  
 کا ذکر ہی کافی ہے کیونکہ وہ فہر میں کمی نہیں کرتے جبکہ ان کا غیر ہو تو ہر کا  
 ذکر بھی ضروری ہے۔

علیٰ حضرتؒ۔۔۔ یعنی باپ یا دادا کسی اعلیٰ غرض کے پیش نظر ہر میں کمی نہیں  
 کریں گے، لہذا یہاں کچھ عبارت رہ گئی ہے، یا تو یہی الفاظ لغز  
 فوقہ ہیں یا اسی مفہوم کے کچھ اور الفاظ ہیں۔

طحاویؒ ۱۱۶۔۔۔ اگر باپ یا دادا، نابالغ کا نکاح کر دیں تو چاہے غیبت  
 کے ساتھ یا غیر کفو میں ہی کیوں نہ ہو، لازم ہو جائے گا (تذریع البصائر  
 مع الدر المختار)

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ غیر کفو میں امام ابو حنیفہ کے نزدیک  
 جائز ہے لیکن صاحبین کے نزدیک ناجائز ہے۔  
 علیٰ حضرتؒ۔۔۔ پس اس صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا جیسا کہ  
 ہدایہ میں ہے :-

و من زوج ابنته وهي صغيرة عبدا او زوج ابنته  
 وهو صغير امته فهو جائز قال وهذا عند ابي حنيفة  
 ايضا لان الاغراض عن الكفاءة لمصلحة تفوقها  
 وعندهما هو ضرر ظاهر لعدم الكفاءة فلا يجوز والله اعلم



طحاویؒ ۱۱۷ — اگر باپ اور دادا کے علاوہ کوئی دوسرا شخص غبنِ فاحش کے ساتھ یا غیر کفو میں نکاح کر کے دے تو صحیح نہیں، علامہ طحاویؒ نے و ان کان المذوج غیر ہما میں ہما ضمیمہ کا مرجع بتایا۔  
 اعلیٰ حضرتؒ — تنویر الابصار مع در المختار میں بیان کیا گیا کہ اگر باپ اور دادا سو اختیار سے اور خاوند سوہرہ عسرت سے معروف نہ ہو تو اس صورت میں باپ دادا غیر کفو میں یا غبنِ فاحش کے ساتھ نکاح کر کے دے سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

اعلیٰ حضرتؒ فرماتے ہیں لیکن اگر نکاح کے بعد خاوند غیر کفو میں بدل جائے تو پھر کسی کو فسخِ نکاح کا اختیار نہیں لہذا نکاح کے عدمِ حوازم کے لئے خاوند کا سوہرہ عسرت سے معروف ہونا نکاح سے پہلے ضروری ہے، بعد کا اعتبار نہیں۔

طحاویؒ ۱۱۸ — نکاحِ فاسد کی تعریف میں صاحبِ در مختار نے فرمایا کہ وہ نکاح جس میں شرائطِ نکاح میں سے کوئی شرط مفقود ہو جیسے گواہوں کا نہ ہونا۔

علامہ طحاویؒ نے نکاحِ فاسد کی چند مثالیں بیان فرما کر آخر میں فرمایا کہ نکاحِ فاسد سے نسب ثابت ہو جاتا ہے اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی۔ ان مثالوں میں سے ایک مثال کافر کا مسلمان عورت سے نکاح“ بیان فرمائی۔

اعلیٰ حضرتؒ — (آپ فرماتے ہیں) باب ثبوت النسب کے آخر میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر کا مسلمان عورت سے نکاح فاسد نہیں

صاحب در مختار فرماتے ہیں :

قلت وفي مجموع الفتاوى نكح كافر مسلمة  
فولدت منه لا يثبت النسب منه ولا تحجب العدة  
لأنه نكاح باطل۔

اس کی تشریح کے طور پر علامہ طحاوی فرماتے ہیں :-

لأنه ليس بشبهة بقربينة عدم وجوب العدة  
منه والله تعالى اعلم واستغفر الله العظيم له  
لهذا علامہ طحاوی کا یہ قول صحیح نہیں کہ نسب ثابت ہو جائے گا۔ فتاوی  
شامی میں ہے :-

(لأنه نكاح باطل) ای فالوطئ فيه نكاح لا يثبت  
به النسب بخلاف الفاسد فإنه وطئ بشبهة  
فيثبت به النسب۔

طحاویؒ ۱۱۹ — دس عقودِ فاسدہ کو ایک نظم میں بیان کیا گیا ہے، نظم کے  
اشعار میں سے ایک شعر یہ ہے ۔

والواجب الاكثري الكتاب  
من الذي سماه او من قيمة

علی کے حوالہ سے علامہ طحاوی نے فرمایا الکتابۃ اور من القيمة  
میں ”تا“ کو مجرور پڑھا جائے گا اور وقت کر کے ”تا“ کو ”ہا“ نہیں پڑھیں گے



کیونکہ نظم میں رجز ہوتا ہے۔

اعلیٰ حضرت — علامہ شامی نے علی کے حوالے سے عدم توقف کی وجہ

بیان فرمائی اور وہ اختلاف قافیہ سے احتراز ہے۔

۱۲۰ مطاوی — ایک اور شعر کے آخری الفاظ الامانة اور القيمة کے

بارے میں علامہ مطاوی نے فرمایا کہ ان کو مرفوع پڑھا جائے گا اور سکون

کے ساتھ وقف نہیں کیا جائے گا جیسے کہ اس سے قبل علی کے حوالے سے

گزر چکا ہے۔

اعلیٰ حضرت — علامہ مطاوی نے لما مر قالہ الحلبي کہہ کر جس

حوالے کی طرف اشارہ فرمایا، اعلیٰ حضرت نے اسے علامہ مطاوی سے

غیر مستحسن قرار دیا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ چونکہ اس سے قبل علامہ

مطاوی نے صرف حکم بیان فرمایا تعلیل نہیں بیان فرمائی اس لئے یہاں تعلیل کا

حوالہ دینا مناسب نہیں البتہ تعلیل علامہ شامی نے علی کے حوالے سے

بیان فرمائی اور وہ یہ ہے :-

لنلا تختلف القافية له

۱۲۱ مطاوی — طلب ہر کی بنا پر عورت خاوند کو جماع سے منع کر سکتی ہے،

اس کے علاوہ اسے منع کرنے کا حق نہیں پہنچتا اور خاوند اس کی مرضی کے

بغیر بھی جماع کر سکتا ہے البتہ اگر فہر کے مطالبہ کی وجہ سے منع کرے تو

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جماع جائز نہیں اور صاحبین کے نزدیک

جائز ہے لیکن یہ اس وقت جبکہ اس سے قبل اس کی مرضی سے جماع کر چکا ہو

اور اگر اس سے قبل ایسا نہیں ہوا تو عدم جواز پر اتفاق ہے۔

**۱۔ حضرت علیؑ** — اسی طرح بعض وہ اشیاء جو عادتاً (عرفاً) مشروط سمجھی جاتی ہیں جیسے موزے (جراہیں وغیرہ) مکعب، ریشمی چادر اور مٹھائی (جو تقسیم کی جاتی ہے) کے لئے رقم وغیرہ ان کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بھی عورت جماع سے منع کر سکتی ہے کیونکہ وہ بھی غیر مصرح ہر کی طرح ہیں، فتاویٰ شامی میں اسکی تفریح اس طرح کی گئی ہے :-

وقد ساءت في الملتقط التصريح بلزوم  
كما قلنا حيث ذكر في مسئلة منع المرأة  
نفسها حتى تقبض المهر فقال ثمران  
شرط لها شيئاً معلوماً من المهر معجلاً  
فاوفاها ذلك ليس لها ان تمنع نفسها  
وكذلك المشروط عادة كالخف والمكعب  
وديباج اللفافة ودرهما السكر على ما هو  
عادة اهل سمرقند

**۱۲۲ طحاوی** — تنویر الالبصار مع الدر میں ہے کہ اگر باپ اپنے چھوٹے  
فقیر لڑکے کا نکاح کسی عورت سے کرے تو باپ سے ہر کامطالبہ  
نہیں کیا جائے گا البتہ اگر وہ خود ادائیگی کا ضامن بن جائے تو مطالبہ  
کیا جائے گا جس طرح نفقہ کے بارے میں ہے کہ باپ اسی صورت  
میں ادائیگی کرے گا جب وہ ضامن ہو۔

۱۔ مکعب کے معنی لغات میں زنبیل، ابھرے ہوئے پستان والی لڑکی وغیرہ ہیں، یہاں یا تو زنبیل  
مراد ہے یا پستان کے اوپر کا کپڑا یعنی باڈی،



قرار دیا ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے :-

توفیقاً بین کلامہم

۱۲۴  
الطاولی

الحضرت

اگر علولِ مہر سے قبل دخول کی شرط لگادی جائے اور عورت بھی راضی ہو  
اسے روکنے کا حق بالاتفاق نہیں ہے۔

طحاویؒ — ہر وہ نکاح جو مسلمانوں میں صحیح شمار ہوتا ہے، کفار کے  
بھی درست ہے۔

اس کی دلیل کے طور پر صاحب درمختار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ  
کامیہ ارشاد نقل کیا:

ولدت من نکاح لا من سفاح  
جس کا مفاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین (ص)  
اللہ، غیر مسلم تھے۔ علامہ طحاوی نے اس استدلال کو غیر مناسب قرار دیا  
ہوئے فرمایا کہ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی  
کفر کی طرف نسبت ہے جو سوراہہ ہے اور صحیح اعتقاد یہ ہے کہ وہ  
کفر سے محفوظ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرمایا اور وہ رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے اور  
اسی پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ابوطالب کے بارے میں فرمایا کہ جہنم کے ادنیٰ عذاب میں وہ شخص مبتلا ہے  
جسے آگ کے جوتے پہنائے گئے جن سے اس کا دماغ کھولتا ہے  
اور یہ بات ابوطالب کے حق میں ہے اور یہ ادنیٰ عذاب رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و توقیر کے پیش نظر ہے۔

آنحضرتؐ — میں کہتا ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ ابوطالب کفر پر قائم  
ہے اور اسی پر اس نے انتقال کیا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان  
پاک کو خوب جانا کیونکہ بچپن میں آپ کی تربیت کی، سفر و حضر میں آپ کے



ماتھ رہے، آپ کے معجزات کو دیکھا، قرآن پاک کو سنا اور اس کا ذکر کیا،  
 ان تمام باتوں کا تقاضا یہ ہے کہ عذاب زیادہ ہو لیکن اس کے باوجود خفیف  
 کیوں ہے؟ یا تو اس کے بدلے میں ہے جو آپ نے رسول اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی حمایت و مدد کرتے رہے یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم  
 کے پیش نظر ہے کیونکہ آپ طبعی طور پر الباطل سے محبت کرتے تھے  
 اور وہ آپ کی حمایت میں کمر بستہ رہے کیونکہ چچا باب کی طرح ہوتا ہے۔  
 ظاہر ہے پہلی وجہ نہیں ہو سکتی کیونکہ قرآن پاک کے مطابق کفار کے  
 اعمال کا عدم ہیں اور انہیں محض دنیا میں فائدہ پہنچتا ہے لہذا الباطل  
 کے عذاب میں تخفیف صرف اور صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کی تکریم و توقیر کی وجہ سے ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ آپ کی  
 تکریم والدین کے بارے میں کہیں زیادہ ہے اور اسی طرح ان کو پہنچنے  
 والی تکلیف آپ کی پریشانی کا باعث ہے اور اگر معاذ اللہ وہ کفر پر  
 ہوتے تو ان کا عذاب الباطل کے عذاب سے بہت خفیف ہوتا حالانکہ  
 حدیث پاک سے واضح ہے کہ الباطل کا عذاب سب سے خفیف ہے  
 علاوہ ازیں آپ کے والدین کریمین نے نہ تو زمانہ بعثت کو پایا اور نہ ہی  
 اسے روکیا پس ثابت ہوا کہ وہ مسلمان تھے اور ہم مسلمانوں کو اس بارے  
 میں قطعاً کوئی شک نہیں، سیدھے راستے کی راہنمائی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔  
 والدین کریمین کے اسلام کے ضمن میں علامہ طحاوی نے  
 ایک فاضل کا واقعہ بھی نقل فرمایا کہ اسے علماء کے مختلف اقوال کے بارے  
 میں کافی تفکر تھا چنانچہ اسی تفکر کے عالم میں وہ سو گیا، صبح ہوئی تو امیر شہر کا  
 ایچی اسے امیر کے پاس بطور مہمان لے گیا، راستے میں ایک شخص نے

اس کی پریشانی کو دور کرتے ہوئے مسئلہ بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو اللہ تعالیٰ نے زندہ فرمایا اور انہوں نے رسالت کو اپنی ہی دی لہذا جو شخص اس حدیث کو ضعیف کہے وہ خود ضعیف ہے اور حقیقت کو سمجھنے سے عاری ہے۔

**حضرت علیؑ** — ان یضیفہ میں ضمیر مرفوع متصل کا مرجع جندی یعنی امیر ہے اور ضمیر منصوب متصل کا مرجع وہ شخص فاضل ہے یعنی امیر نے اس فاضل کی دعوت

**طحاوی ۱۲۶** — جو نکاح حرمت محل (جس طرح محارم) کی وجہ سے حرام ہو مہنت ہو جائیگا لہذا نفقہ بھی واجب ہوگا اور قاذف کو حد بھی لگائی جائے گی۔ لیکن اس بات پر اجماع ہے کہ زوجین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے کیونکہ وراثت صرف نکاح صحیح میں ثابت ہے اور وہ بھی خلاف قیاس، لہذا اپنے مورد پر پبند رہے گی۔

**حضرت علیؑ** — یعنی خاوند اور بیوی ایک دوسرے کے وارث نہیں ہونگے لیکن اولاد ماں باپ کی وارث ہوگی کیونکہ ان کی ولادت نکاح صحیح پر بھی موقوف نہیں اس لئے کہ نکاح صحیح تو خلاف قیاس نہیں (کہ صرف اسی پر اقتضار ہو) لہذا جہاں نسب ثابت ہوگا وہاں وراثت بھی ثابت ہوگی اسی لئے نکاح باطل میں وراثت نہیں جیسے مسلمان کی اولاد بت پرست عورت سے باپ کی وارث نہیں ہوگی۔

**طحاوی ۱۲۷** — صاحب در مختار نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے جماع کا انقطاع مدت ایلا سے زیادہ اس کی مرضی کے بغیر نہ کرے۔

اس پر علامہ طحاوی، آزاد عورت کی مدت ایلا چار ماہ اور لونڈی کی مدت ایلا دو ماہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ کیا ہر ایک میں اسکی



اپنی مدتِ ایلاہ معتبر ہوگی یا آزاد عورت کی مدتِ ایلاہ کا اعتبار کیا جائیگا۔  
**الحضرت** — اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے امامِ طحاوی کی جانب سے  
 تعین مدت میں تشکیک کو تعجب خیز قرار دیتے ہوئے واضح فرمایا کہ آزاد  
 عورت کی مدتِ ایلاہ کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ اگر آزاد اور لونڈی دونوں  
 کی اپنی اپنی مدت کا اعتبار کیا جائے تو پھر لونڈی کی فضیلت لازم آتی ہے  
 کیونکہ اس کے لئے دو ماہ میں ایک مرتبہ جماع کا حق ثابت ہوگا جبکہ  
 آزاد عورت کے لئے چار ماہ میں ایک مرتبہ، اور یہ آزاد عورت پر زیادتی  
 ہے اور یہ مطلوب کے خلاف ہے کیونکہ یہ نقصِ آزاد عورت پر الٹی پادتی  
 ہے جو ناپسندیدہ ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس کی تائید میں علامہ طحاوی کا قول جسے صاحب  
 درمختار نے نقل فرمایا، بیان کیا کہ آزاد عورت کے لئے چار دنوں میں  
 ایک دن اور لونڈی کے لئے سات دنوں میں ایک دن کا حق ہے،  
 اسی طرح حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ بھی آپ نے  
 بطور تائید پیش فرمایا جس میں مجاہدین کو چار ماہ کے بعد گھر جانے کی  
 اجازت کا حکم دیا گیا تھا اور اس میں آزاد اور لونڈی کی کوئی تمیز نہ تھی۔  
 اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنی بحث مکمل کرنے  
 کے بعد فتاویٰ شامی کو دیکھا تو وہاں بھی یہ بات مذکور تھی، شامی میں ہے:-

وهو اربعة اشهر يفيد ان المراد ايلام الحرة ويؤيد  
 ذلك ان عمر رضي الله تعالى عنه لما سمع في الليل امرأة تقوالم

۱۲۸

**طحاوی** ————— ”اگر عورت کی جانب سے نافرمانی کا ڈر ہو تو پہلے سمجھا  
پھر علیحدگی اختیار کی جائے پھر بھی باز نہ آئے تو مارا جائے۔“ قرآن  
میں یہی حکم دیا گیا ہے۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ لفظ ہجو کی  
اختلاف ہے، بعض نے کہا کہ بستر علیحدہ کیا جائے  
**الحضرت** ————— واہجوہن سے بستر کی علیحدگی آیت کا ظاہری  
ہے۔

۱۲۹

**طحاوی** ————— بعض کے نزدیک ترک جماع مراد ہے۔  
**الحضرت** ————— آیت کریمہ میں اس معنی کا بھی احتمال ہے۔  
**طحاوی** ————— امام طحاوی فرماتے ہیں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ اگر ضرور  
پڑے تو بستر کی علیحدگی اور ترک جماع کے ساتھ ساتھ ترک کلام  
کیا جائے۔

**الحضرت**

————— واہجوہن فی المصناجم کے ظاہر الفاظ سے  
مفہوم بعید ہے، شاید دلالت یہ مفہوم اظہر ہو۔

۱۳۱

**طحاوی** ————— درمختار میں ہے کہ خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ ہر مبارک  
میں خاوند کی اطاعت کرے۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں ظاہر یہ ہے کہ جب خاوند اسے حکم  
تو یہ کام اس پر واجب ہو جائے گا جس طرح بادشاہ کا حکم رعایا کے  
لئے (وجوب کا درجہ رکھتا ہے)

**الحضرت**

————— اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ کتاب الجہاد کے شروع میں بجز الرائق



حوالے سے محشی نے نقل کیا کہ عورت پر خاوند کے احکام کی پابندی صرف  
انہی امور میں ہے جو نکاح سے متعلق ہیں اور فتح القدیر کے حوالے سے  
ہے کہ اطاعت واجب ہے لیکن ان امور میں نہیں جن میں روحانی خطرات  
ہوں۔ اعلیٰ حضرت کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ امام طحاوی کا مطلقاً خاوند کے  
حکم کی اطاعت کا یہ قول محشی کی نقل کردہ عبادات سے متصادم ہے۔

۱۳۲ طحاوی — علامہ طحاوی نے فرمایا کہ اگر عورت باوجود (حیض و نفاس  
سے) پاک ہونے کے خاوند کے بلائے پر حاضر نہ ہو تو خاوند اسے  
مزدے سکتا ہے۔

۱۳۱ طحاوی — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں (صرف طہارت کی قید کافی نہیں بلکہ)  
مناسب تھا کہ ایسی مرض سے سلامتی کی قید لگائی جاتی جس کے ساتھ جماع  
موافق نہیں یا ضرر رساں ہے، اسی طرح عورت کا بالغ ہونا بھی ضروری ہے۔  
۱۳۲ طحاوی — اگر طلاق کو طلاق نامہ کے آنے سے مشروط کرتے ہوئے  
کہا کہ جب تیرے پاس میری یہ تحریر آئے، تجھے طلاق ہے پس اس عورت  
کے پاس خاوند کی تحریر پہنچتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی، چاہے وہ  
اسے پڑھے یا نہ پڑھے۔

۱۳۱ طحاوی — علامہ طحاوی نے جو عبارت خلاصہ کے حوالہ سے نقل فرمائی  
اس کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، یہ نامکمل ہے یا تو علامہ  
طحاوی نے اختصار سے کام لیا ہے یا فتاویٰ عالمگیری کے نسخہ میں عبارت  
رہ گئی ہے ورنہ فتاویٰ قاضی خاں اور فتاویٰ ہندیہ میں مزید عبارت  
ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک وہ تحریر عورت کے پاس نہ پہنچے  
طلاق نہیں واقع ہوگی اور اگر اس نے کہا جب تیرے پاس میری یہ تحریر

پہنچے، پس تجھے طلاق ہے پھر اس کے بعد (طلاق کا ذکر نہ ہو بلکہ) دیگر  
کا ذکر ہو تو بھی طلاق صحیح ہوگی۔ فتاویٰ قاضی خاں میں ہے :-

وان علق طلاقها بسجیئ الكتاب بان  
کتب اذا جاءك کتابی هذا فان طالق فان لم یحیی  
الیها الكتاب لا یقع وان کتب اذا جاءك کتابی هذا  
فانت طالق وکتب بعد هذا حوائج فجاءها الكتاب  
وقرأت اول تقرأ یقع الطلاق وان بدالہ بعد ما  
کتب فصح الحوائج وترک اذا جاءك کتابی هذا  
فانت طالق فجاءها الكتاب وقع الطلاق لان  
قوله کتابی هذا اشارة الى ما کتب قبل الطلاق  
واذا وصل اليها ذلك وقع الطلاق وان بدالہ  
بعد ما کتب فصح اذا جاءك کتابی هذا فان  
طالق وترک الحوائج فوصل اليها ذلك لا یقع  
الطلاق لان شرط وقوع الطلاق ان یصل اليها  
ما کتب قبل قوله هذا فاذا لم یصل اليها  
ما یعلق به الطلاق الخ

۱۳۴  
طحاوی — علامہ طحاوی نے فرع کے عنوان کے تحت یہ مسئلہ درج  
کہ اگر کوئی شخص بھوٹی طلاق کا اقرار کرے تو دیانۃ طلاق واقع نہیں  
البتہ قصار طلاق واقع ہو جائے گی۔



الحضرت — آپ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے میں اس مسئلے پر فتاویٰ دے چکا ہوں اور اس دلیل سے کہ ہر شخص کسی بھی بات کے اقرار میں خود مختار ہے لہذا اس کا اقرار صحیح قرار دیا جائے گا اور میں نے در مختار کے حاشیے پر بھی اس کا ذکر کیا ہے اب علامہ طحاوی کا ذکر کردہ یہ مسئلہ دیکھا، الحمد للہ یہ معقول منقول کے موافق ہوا اور یہ محض اللہ تعالیٰ بلند و بالا کی عطا فرمودہ قوت ہی سے ہے۔

طحاوی ۱۳۵ — الفاظ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحاوی نے الحق بوقبتک اور وهبتک لاهلک کا ذکر فرمایا۔

الحضرت — بوقبتک صحیح نہیں بلکہ بوقفتک صحیح لفظ ہے جس طرح فتاویٰ ہندیہ میں ہے :-

وفي الحق بوقفتك يقع اذا نوى كذا

البحر الرائق ۱۳۶

طحاوی — طلاق کے ضمن میں الفاظ کنایہ کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحاوی نے الدر المنقیٰ اور فتاویٰ ہندیہ کے حوالہ سے چند کنایات بیان فرمائے جن میں سے ایک وهبتک لاهلک او ابیلک او املک اور دوسرا عفوت عنک لاجلہم ہے۔

الحضرت — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں، ممکن ہے کہ الدر المنقیٰ میں وهبتک لاهلک کو الفاظ کنایہ میں شمار کرنے کی وجہ غالباً یہ ہے کہ یہ الفاظ طلاق کا بھی احتمال رکھتے ہیں اور اس بات کا بھی کہ میں نے تیرے خاندان کی وجہ سے تجھے معاف کر دیا۔ پس علامہ طحاوی کی عبارت دیکھنے میں لغزش واقع ہوئی

(کیونکہ) الدرائی کے متن الملتقی میں ہے وہبتک لاھلک، اسکی تشریح میں مجمع الانہر میں ہے میں نے تجھے تیرے خاندان کی وجہ سے معاف کر دیا یا میں نے تجھے تیرے گھر والوں کے سپرد کر دیا کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی یعنی عفوت عنک لاجلہمہ کو بطور احتمال بیان کیا گیا، اصل الفاظ کنایہ کے طور پر بیان نہیں کیا جبکہ علامہ طحاوی نے ان الفاظ کو مستقل الفاظ کنایہ میں شمار کیا ہے

طحاوی <sup>۱۳۷</sup> — الفاظ کنایہ میں سے ایک اظہری بمرادک ہے یعنی تو اپنی مراد کو پالے۔

اعلیٰ حضرت — گذشتہ کی طرح یہاں بھی دو احتمال ہیں جس طرح خود علامہ طحاوی نے اس سے قبل صاحب درمختار کے قول اخلاعی کے تحت بحر الرائق کے حوالہ سے بیان کیا کہ اس قول میں نیت کے ساتھ طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس قول کا معنی ”چلی جا“ بھی ہے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو جا“ بھی ہے (لہذا جب دو معنوں کا احتمال ہے تو نیت طلاق سے طلاق واقع ہو جائے گی (مرتب)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ان الفاظ سے وقوع طلاق اس وقت واضح ہے، جب عورت طلاق طلب کرے یا کہے کہ میں چاہتی ہوں تو مجھے مجھے طلاق دے تو جواب میں خاوند کے اظہری بمرادک ظاہر ہے یہاں مراد سے مطلوب طلاق ہے۔

طحاوی <sup>۱۳۸</sup> — یہ عبارت درمختار کی ہے، صاحب درمختار نے تعلیق طلاق کی شرائط صحت کے ضمن میں پہلی شرط یہ بیان کی کہ جس شرط سے طلاق کو معلق کیا جائے وہ ایسی معدوم ہو جو وجود میں آسکتی ہو کیونکہ اگر وہ متحقق ہو تو



طلاق فی الفور واقع ہو جائے گی، مُعلق نہیں رہے گی اور اگر وہ محال ہو تو وہ کلام لغو ہو جائیگی، محال کی مثال یہ ہے کہ خاوند بیوی کو کہے، اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق ہے چونکہ اونٹ کا داخل ہونا محال ہے اس لئے یہ کلام لغو ہو جائے گی۔

دوسری شرط لفظ طلاق اور شرط تعلیق کا اتصال ہے۔

**علامہ علی** حضرت کی کلام کا مفہوم یہ ہے کہ طلاق کو کسی امر محال سے معلق کرنے سے لغویت ایک ظاہری اور بدیہی امر ہے لیکن اگر امر محال سے عدم طلاق کو معلق کیا جائے تو کیا طلاق واقع ہوگی یا نہیں؟ مثلاً یہ کہے کہ ”اگر اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے تو تجھے طلاق نہیں“ اس صورت میں کلام کے مفہوم کا اعتبار کیا جائے تو طلاق تجزیہ واقع ہوگی کیونکہ طلاق کو ایک وجودی سے معلق کیا گیا ہے لیکن محض نیت کرنے اور فرض کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی بلکہ طلاق کے الفاظ استعمال کئے جائیں تو وقوع ہونا ہے جس طرح اگر کوئی کہے لا حاجۃ لی الیٹ (مجھے تیری طرف کوئی حاجت نہیں) تو طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ طلاق کے الفاظ نہیں اسی طرح مذکورہ صورت میں بھی تعلیق کا مفہوم ہے الفاظ نہیں (الذی طلاق نہیں واقع ہوگی)

**طحاوی** ۱۳۹ — تنویر الالبصار کے مصنف نے مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے اگر تو زید کی زیارت کرے تو تجھے طلاق ہے اب اسی عورت سے اس شخص نے نکاح کیا پھر عورت نے زید کی زیارت کی تو طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ کلام لغو ہو جائے گی۔ اسی ضمن میں صاحب درمختار نے بحر الرائق کے حوالے سے بیان کیا

ہمارے عرف میں عورت کی زیارت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے ساتھ کھانے کا سامان لے کر جاتے جیسے وہاں جا کر پکایا جاتے۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ مصر میں آجکل اس کے خلاف معروف ہے یعنی وہاں عورت زیارت کرنے والی شمار کی جائے گی اگرچہ اس کے پسر ایسی چیز بھی ہو جسے پکایا نہیں جاتا جیسے پھل وغیرہ۔

۱۴۰  
علیٰ حضرت — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ہمارے عرف میں زیارت کا مفہوم ان دونوں سے عام ہے کیونکہ ہمارے ہاں عورت زائرہ شمار ہوگی چاہے وہ اپنے ساتھ کچھ بھی نہ لے جائے۔

طحاوی — طلاقِ مریض کی بحث میں صاحبِ درمختار نے لہجۂ تنبیہ کے حوالے سے بیان کیا کہ اگر مفقود مسلک اور مفلوج کی بیماری طویل ہو جائے اور اسے چلنے پھرنے سے معذور نہ کر دے تو وہ صحیح کی طرح ہے، اس پر تفریع کے طور پر علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ بیماری طویل نہ ہو یا طویل تو ہو لیکن چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو تو وہ مریض ہے۔

علیٰ حضرت — علامہ شامی نے کتاب الوصایا میں درمختار کے اس قول واعتمد فی التجرید کی تشریح میں جو لکھا ہے وہ اس کے خلاف ہے، فتاویٰ شامی کی عبارت یہ ہے :-

لہ الذی اقعدہ المرض عن القيام۔

لہ من السل بالکسر مرض معروف۔

لہ من یحدث فی احد شقی البدن طولاً فیبطل احساسہ ویربما کان

فی الشقیقین ویحدث بفتۃ۔ (عاشیۃ الطحاوی، ج ۲، ص ۱۶۵)



والظاہر انہ مقید بغیر الامراض المزمنة  
التي طالت ولم يخف منها الموت كالفالج  
ونحوه وان صيرت ذافراش و منعت عن  
الذهاب في حوائجہ

<sup>۱۴۱</sup>**طحاوی** — تنزیل البصار مع در مختار میں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی  
سے کہے انت علی مثل اخی اور احترام یا طہار یا طلاق کی نیت کرے  
تو اس کی نیت صحیح ہوگی کیونکہ یہ کنا یہ ہے لہذا جو اس نے ارادہ کیا وہی واقع  
ہوگا، علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ چاہے نیت کرے چاہے دلالت حال ہو  
طلاق واقع ہو جائے گی۔

<sup>۱۴۲</sup>**علیٰ حضرت** — صرف دلالت حال سے وقوع طلاق کے قول سے فقیر کو  
اختلاف ہے۔

<sup>۱۴۲</sup>**طحاوی** — کفارہ کے بیان میں کہا گیا ہے کہ جو شخص کسی ایسی مرض کی  
وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو جس کے صحیح ہونے کی امید نہ ہو یا  
بوڑھا ہو تو وہ باٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا اس کے برابر قیمت ادا کرے  
اور اگر ان کو صبح و شام کے کھانے کا مالک بنائے یا ایک وقت کا کھانا  
اور دوسرے وقت کی قیمت ادا کرے یا دو صبح یا دو پہر یا ایک سحری او  
شام کے وقت کھانا کھلائے تو جائز ہے (تنزیل البصار و در مختار)  
علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ کھانا جو مسکین  
کے لئے مباح کیا گیا، انہی کے ہاتھوں ضائع جائے تو جس نے مباح کیا

اس کی ملک میں ضائع ہوگا یا جس کے ہاتھوں ضائع ہوا، علامہ طحاوی فرماتے ہیں  
 ”میں کہتا ہوں کہ جب وہ کھانے میں بدل گیا اور ماکول ہو گیا تو مباح  
 کسزہ کی ملک داخل ہوگئی، اب وہ کسی کی ملک نہیں ہوگا۔“

**علامہ حضرت** — صماس کا اسم وہ چیز ہے جو ہلاک (ضائع) ہو رہی ہے پس یہ اس کو  
 بھی شامل ہوگا جب پانی کو مباح کیا جائے تاکہ اس کے ساتھ وضو کیا جائے  
 غسل کیا جائے یا اس کے ساتھ کپڑے دھوئے جائیں اور اسی قسم کی  
 دوسری اشیاء بھی (یعنی جب کوئی چیز کسی نے مباح کر دی تو وہ مباح عنہ کی  
 ملک نہیں رہے گی)

**طحاوی** <sup>۱۲۳۳</sup> — تنویر البصار میں ہے :-

لو اباحہ کل الطعام فی یوم واحد دفعت  
 اجزاً عن یومہ ذلک فقط وکذا اذا ملکہ الطعام  
 بدفعات فی یوم واحد علی الاصح۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ لو اباحہ میں اباحت سے مراد  
 تملیک ہے یعنی اگر کفارہ ادا کرنے والے نے مسکین کو ایک ہی دن میں پورے  
 طعام (کفارہ) کا مالک بنا دیا یا ایک ہی دن میں کئی بار کے ذریعے مالک بنا  
 تو فقط اسی دن کا کفارہ ادا ہوگا۔

**علامہ حضرت** — آپ فرماتے ہیں کہ امام طحاوی کا اباحت سے تملیک مراد لینا

صحیح نہیں کیونکہ اباحت کے مقابلے میں مصنف او ملکہ لائے ہیں (جس  
 صاف ظاہر ہے کہ دونوں سے ایک معنی مراد نہیں ہے) امام طحاوی نے یہ بات  
 اس لئے بتائی کہ مصنف نے اولاً اباحت دفعۃ کہا پھر ملکہ بدفعات  
 کہا جس سے علامہ طحاوی نے گمان کیا کہ دونوں مسئلوں میں صرف دفعۃ



اور دفعات کا فرق ہے ورنہ اگر اباحت اور تنبیہ کو ہم معنی نہ مانا جائے تو یہ قیود (دفعۃ اور دفعات) باطل ہیں لیکن امام شامی نے اس بات کا نہایت عمدہ جواب دیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہ قبیلۂ احتیاط سے ہے یعنی دونوں جگہوں میں مصنف نے اس بات کی تصریح کر دی جسے دوسرے مقام پر ذکر نہیں کیا امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ دونوں مقامات پر بد دفعۃ اور دفعات مراد ہے یعنی دونوں سُنُّوں میں عبارت مقارنہ ہے علامہ شامی کی عبارت یہ ہے :-

(قوله دفعۃ) ای او بد دفعات وقوله بد دفعات ای او بد دفعۃ کما افاد فی البحر فهو من قبیل الاحتیاط حیث صرح فی کل من الموضعین بما سکت عنه فی الموضع الآخر

اب تئذیر الالبصار کی عبارت یوں ہوگی :-

ولو اباح کل الطعام فی یوم واحد دفعۃ او بد دفعات اجزا عن یوم ذلک فقط وکذا اذا ملکہ الطعام بد دفعات او بد دفعۃ فی یوم واحد علی الاصح۔  
 طحاوی ۱۴۲۲ — عین کے احکامات کے سلسلہ میں تئذیر الالبصار میں باب باندھا گیا، باب العین وغیرہ، علامہ طحاوی نے وغیرہ کے تحت فرمایا :-  
 شمل الخصی والشکاز والمسحور والخنثی  
 المشکل والمعتوۃ والشیخ الکبیر الخ۔

۱۔ **علیٰ حضرت** — الشکاز کی تعریف کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ یہ مبالغے کا صیغہ ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی بیوی سے ممانعت کرے، اسے پھوٹے یا اسے بوسہ دے تو بلا دخول انزال ہو جائے (یعنی **عیت** انزال کا مرہون) ۱۲۵

**طحاوی** — صاحب درمختار نے معنی کا لغوی معنی یہ بیان کیا :-

من لا يقدر على الجماع

صاحب تنویر الالبصار نے اصطلاحی معنی یہ بیان کیا :-

من لا يقدر على جماع فرج من وجبت

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ لغوی معنی اصطلاحی معنی سے زیادہ عام ہے، کیونکہ اس میں تمام عورتوں سے جماع پر عدم قدرت کا مفہوم ہے جبکہ اصطلاحی معنی میں صرف زوجہ کا ذکر ہے۔

۱۔ **علیٰ حضرت** — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ ایک اعتبار سے تو لغوی معنی اعم نہیں بلکہ اخص ہے کیونکہ اصطلاحی معنی میں تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے فرج میں جماع پر قادر نہ ہو اگرچہ اس کی دہر میں قادر ہو یا باقی تمام عورتوں کی فروج میں جماع پر پہلے قادر رہ چکا ہو اور لغوی معنی خاص ہے کہ مطلقاً جماع پر قادر نہ ہو لیکن (دوسرے اعتبار سے لغوی معنی اعم ہے جس طرح علامہ طحاوی نے فرمایا) لغوی معنی کے اعتبار سے تمام عورتوں سے جماع پر عدم قدرت مراد لی گئی ہے اور اصطلاحی معنی میں صرف اپنی بیوی کی فروج سے جماع پر عدم قدرت مراد ہے پس اس معنی کے اعتبار سے لغوی معنی اعم ہے یعنی یہ (صرف بیوی کی فروج ہی نہیں بلکہ) ان فروج کو بھی شامل ہو گا جن سے جماع کی عدم قدرت کا بیان کیا گیا ہے۔



فتاویٰ — امام طحاوی فرماتے ہیں، ابن عقیل نے کہا کہ عنین سے دہریں جماع کی بھی نفی ہے کیونکہ یہ قیل (فرج) میں جماع سے بھی سخت ہے۔

الحضرت علیٰ حضرت فرماتے ہیں کہ فرج میں جماع کی عدم قدرت سے دہریں جماع کی عدم قدرت ثابت کرنا صحیح نہیں کیونکہ بعض اوقات جادو کے سبب فرج میں جماع پر قدرت نہیں ہوتی۔

فتاویٰ — عنین کو ایک سال کی ہملت دی جائے۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ قاضی ہملت دے، پھر فرماتے ہیں حموی شرح کنز میں ہے اور اسکی کلام دلالت کرتی ہے کہ غیر قاضی کی تاویل معتبر نہیں اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ محکم بھی ہو تو اسے بھی اختیار نہیں۔

الحضرت علیٰ — یہ بات فتاویٰ خیریہ کی تصریح کے خلاف ہے البتہ فتاویٰ خیریہ میں صرف ضابطہ کلیہ بیان کیا گیا ہے، کوئی دلیل نہیں دی گئی اور وہ یہ ہے کہ حد اور قصاص کے علاوہ حکیم جائز ہے لہ

۱۲۸ طحاوی — باکرہ عورت کی پہچان کے لئے یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ دیوار پر پیشاب کرے، اگر سیدھا دیوار پر پگے تو وہ باکرہ ہے ورنہ یتیم ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ بات تجربہ سے تعلق رکھتی ہے۔

الحضرت علیٰ حضرت وضاحت فرماتے ہیں کہ تجربہ سے یتیم اور باکرہ کے درمیان کیفیت پیشاب میں فرق ثابت ہو چکا ہے۔

۱۲۹ طحاوی — تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ زوجین میں کسی ایک کو دوسرے کے عیب کی وجہ سے رد کرنے کا اختیار نہیں اگرچہ وہ عیب زیادہ ہو مثلاً

جنون، جذام، برص، رقت اور قرن وغیرہ، امہ ثلاثہ نے ان پانچوں محبوبہ  
خاوند کے اختیار کی مخالفت کی ہے جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تینوں  
میں مخالفت کی ہے۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہی قرآن  
نے ہر اس عیب کو لاحق کیا جس کی وجہ سے عورت کے لئے خاوند کا  
کھڑنا ناممکن ہو۔

**اعلیٰ حضرت** — اسے ذلیعی نے قیین میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت  
محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب خاوند میں ایسا عیب ہو جس کے باعث  
عورت اپنا حق نہ پاسکتی ہو تو اسے رد کا اختیار ہے کیونکہ وہ اس عیب  
کی وجہ سے اپنا حق حاصل نہیں کر سکے گی پس وہ محبوب اور عنین کی طرح ہوگا  
لیکن مرد کو یہ اختیار نہیں کیونکہ عورت میں عیب کی وجہ سے خاوند طلاق کے  
ذریعے ضرر سے بچ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کسی دوسری عورت  
سے متمتع ہو۔

**طحاوی ۱۵۰** — بچے کی تربیت عصبیات کے بعد ذوالرحم کے ذمے ہے اور  
علامہ طحاوی نے ذوالرحم کو محرم کی قید سے مقید کیا اور اس کی وجہ سے  
بیان فرمائی کہ اگر مطلقاً ذوالرحم مراد ہو تو یہ ان عورتوں کو بھی شامل ہوگا  
جو محرم نہیں جس طرح پھوپھی زاد اور خالہ زاد بہنیں اور یہ بات صحیح نہیں  
کیونکہ یہ درمختار کے بعد والے قول و لاحق لولد عدم و عدم  
و خال و خالۃ لعدم المحرمیۃ کے مخالف ہے۔

**اعلیٰ حضرت** — لاحق لولد عدم الخ مشتتہ کے حق میں ہے جب کہ  
چچا زاد سے امن نہ ہو جس طرح خود علامہ طحاوی نے بعد میں بحر الرائق سے  
نقل کیا ہے اس لئے دونوں عبارتوں میں کوئی تناقض نہیں ہے،



بحر الرائق کے حوالے سے علامہ طحاوی نے یہ عبارت نقل کی ہے :-  
عبر بالولد ليعمد الذکر والامتنى وهذا في  
حق الامتنى المستهانة اذا كان ابن العم غير مأمون<sup>۱۵۱</sup>  
بحر الرائق میں ہے :-

لكن ينبغي ان يكون محل عدم الدفع الى  
ابن العم ما اذا كانت الصغيرة تشتهى وهو غير  
مأمون اما اذا كانت لا تشتهى كبنات ستم فلا يمنع  
لان لا فتنة وكذا اذا كانت تشتهى وكان مأمونا<sup>۱۵۱</sup>  
طحاوی ————— چچا زاد، بھوپھی زاد، خالہ زاد اور ماموں زاد بھائیوں کو  
حق عصانیت و تربیت حاصل نہیں کیونکہ وہ محرم نہیں (در مختار)  
علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ عدم محرمیت کی علت کا تقاضا ہے کہ ان  
مذکورہ بالا کو حق پرورش حاصل نہیں اگرچہ بچی غیر مستہانہ ہی کیوں نہ ہو۔  
علیٰ حضرت ————— اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے مختلف کتب فقہ کے حوالوں سے  
بیان فرمایا کہ چچا زاد بھائیوں کو، بچہ یا چھوٹی بچی پرورش کے لئے نہ دیجائے  
(قاضی مخصا)، غیر محرم اور عصبہ فاسق کو بچی کی پرورش کا کوئی اختیار نہیں  
(کفایہ و ہندیہ) محرم ہی کو بچی کی تربیت کا حق حاصل ہے۔ (فتاویٰ خیرین  
المنہاج للعقبی، خلاصہ، تاتار خانیہ)، چچا زاد کو لڑکی کی پرورش کا کوئی

۱۵۱ حاشیہ الطحاوی، ج ۲، ص ۲۴۶

۱۵۲ بحر الرائق، ج ۲، ص ۱۶۹

۱۵۳ فتاویٰ ہندیہ، ج ۱، ص ۵۴۲

حق نہیں دغانہ و فتح القذیریہ

ہدایہ میں ابنِ عم کے لئے عدمِ حقِ حنانت کو بلا تفصیل بیان کیا گیا ہے۔  
صاحبِ ہدایہ نے جو دلیل بیان کی ہے اس کے ظاہر الفاظ تفصیل کی طرف  
اشارہ کرتے ہیں کیونکہ صاحبِ ہدایہ نے ابنِ عم کو حقِ حنانت حاصل نہیں  
کی دلیل "فتنہ سے حفاظت" بیان کی اور ظاہر ہے کہ فتنہ مشتہاۃ ہی سے  
پیدا ہوتا ہے۔

۱۵۲

طحاوی — علامہ طحاوی نے فتاویٰ قاری الہدایہ کے حوالے سے نقل فرمایا  
کہ فقہار کے قول ویصح اسلام الصبی لعاقل میں صبی سے  
مراد وہ ہے جو سات سال یا اس سے زائد عمر کا ہو جائے، اس پر بطور دلیل  
فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سات سال کی عمر میں دعوتِ اسلام دی۔

علیہ السلام

طحاوی — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں صحیح یہ ہے کہ آپ کی عمر دس سال تھی۔  
طحاوی — پرورش کرنے والی ربیبہ کے بغیر محرم سے نکاح کر لے تو حقِ حنانت  
ساقط ہو جائے گا (تذویر الالبصار)

اس مسئلے کے ضمن میں درمختار میں قنیہ کے حوالے سے ہے کہ اگر  
بچے کی ماں کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لے اور اس بچے کو اس کی  
نانی اس کے سوتیلے باپ کے گھر میں رکھے تو باپ کو بچہ واپس لینے کا  
حق ہے، بحر الرائق میں ہے، مجھے اس بارے میں تردد ہے کہ اگر بچے کو



اس کی خالہ یا اس جیسی کوئی رشتہ دار کسی اجنبی کے ہاں ٹھہرائے تو ایسا حق نہایت  
ساقط ہو جائے گا یہ صاحب بھرا لائق فرماتے ہیں کہ ساقط ہو جائے گا لیکن ہنر لائق  
میں ہے کہ ساقط نہیں ہوگا کیونکہ زوج الام اور اجنبی میں فرق ہے۔

صاحب ہنر لائق کے قول کی وجہ علامہ طحاوی نے بیان فرمائی کہ اگرچہ  
زوج الام اپنی بیوی کے بچے پر اپنا مال خرچ نہیں کرتا لیکن اس کے باوجود  
مال سے تعلق کی بنا پر اسے ناپسند کرتا ہے اور بسا اوقات بعض اغراض  
کے تحت اپنی بیوی یا اس بچے کو منع کر دیتا ہے جبکہ اجنبی میں یہ چیز نہیں پائی جاتی۔  
الحق یہ ہے کہ آپ نے اس دلیل کو اقویٰ قرار دیتے ہوئے وجہ بیان فرمائی کہ  
چونکہ عورت کا نفقہ خاوند کے ذمہ ہوتا ہے اور عام طور پر گھر کا سب سامان  
عورت کے اختیار میں ہوتا ہے اس لئے اجتناب کے باوجود مال از روئے  
شفقت بچے کو خاوند کے مال میں سے بالخصوص پھل اور کھانا وغیرہ دیتی  
ہے چنانچہ خاوند بدگمانی کرتا ہے اور عورت کو متہم کرتا ہے اور اس بنا پر  
وہ بچے کو ناپسند کرتا ہے حتیٰ کہ بیوی اور خاوند کے درمیان اختلاف و نا  
ہو جاتا ہے جبکہ اجنبی میں یہ بات نہیں ہوتی کیونکہ عورتیں اجنبی کے  
مال سے اجتناب کرتی ہیں اور وہ بھی ان کو مورد الزام نہیں ٹھہراتا ،  
ان تمام باتوں کا مشاہدہ ہونا رہتا ہے۔ ہم نے بار بار دیکھا کہ اجنبی لوگ  
چھوٹے بچوں پر مشفق ہوتے ہیں اور زوج الام کو بچے سے نفرت کرتے  
ہوئے دیکھا گیا ہے۔ المختصر اجنبی سے عداوت متصور نہیں جبکہ مربی سے  
عداوت ہے لہذا دونوں میں فرق ہے۔

طحاوی ۱۵۲ — مال اور دادی کو بچی کے حصے آنے تک حق حضانہ ہے  
اور ان کے غیر کو اس بچی کے مشنہاۃ ہونے تک حق ہے لیکن امام محمد علیہ الرحمہ

کے نزدیک ماں اور دادی کے لئے مشنتا ہونے تک حق حنا ہے۔  
 ہے۔ (تنویر الالبصار) درمختار میں ذیلی کے حوالے سے اس کی  
 کثرت فساد بیان کی گئی ہے۔

**علیٰ حضرت** — امام محمد علیہ الرحمہ کی اس روایت پر عمل درآمد اس وقت  
 ہو سکتا ہے جب بچی کا باپ یا کوئی عصبہ موجود ہو نیز حاضنہ سے  
 کوئی بہتری کی امید نہ ہو اور عصبہ سے مراد محارم ہیں اور بچی ان کے  
 علاوہ کسی دوسرے کے سپرد بھی نہ کی جائے۔

**۱۵۵ طحاوی** — مسائل نفقہ کے ضمن میں علامہ طحاوی نے ایک مسئلہ  
 بیان کرتے ہوئے علامہ عبدالقادر کی کتاب 'الواقعات' کا ذکر فرمایا  
 یہ علامہ عبدالقادر بن یوسف آفندی ہیں جو قدسی و زری

**۱۵۴ طحاوی** — کیا غیر اللہ کے ساتھ قسم کھائی جاسکتی ہے؟ بعض کے نزدیک  
 مکروہ ہے اور بعض کے نزدیک مکروہ نہیں بالخصوص ہمارے زمانے  
 میں اسی پر فتویٰ ہے اور حدیث پاک میں جو نہی وارد ہوتی ہے اس کی  
 مطلب یہ ہے کہ عادتاً اور تفاخر کے طور پر قسم نہ کھائی جائے اگر وہ ظاہر  
 تو کوئی حرج نہیں (درمختار)

**علیٰ حضرت** — اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں حدیث پاک میں طلاق کے ساتھ  
 قسم کی خدمت کی گئی، ابن بلبان نے تلخیص الجامع میں اس کی تصریح  
 کی ہے جیسے علامہ شامی نے (رد المحتار) ص ۶۹ پر نقل کی ہے  
 اور ہم نے رد المحتار کے حاشیہ پر ص ۷۰ پر اس کی توجیہ کی ہے۔

**۱۵۷ طحاوی** — بین لغو کے بارے میں مصنف تنویر الالبصار نے فرمایا کہ  
 اس میں گناہ نہیں ہوگا لیکن امام محمد علیہ الرحمہ نے اس پر جزم نہیں کیا



بلکہ عدم مواخذہ کی امید سے معلق کیا۔

اب امام محمد علیہ الرحمہ پر اعتراض کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں اس آیت لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایماہم کے ذریعہ عدم مواخذہ پر ختم کیا گیا ہے اور امام محمد علیہ الرحمہ کا قول اس کے خلاف ہے۔

صاحب ہدایہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ چونکہ یہین لغو کی تفسیر میں اختلاف ہے اس لئے عدم مواخذہ کو امام موصوف نے امید سے معلق کیا ہے نہ الزام میں اس کی یہ توجیہ کی گئی ہے کہ دو چیزیں ہیں، ایک کفارہ، دوسرا عذاب۔ توجہ آیت میں مواخذہ بالکفارہ کے ساتھ منافی ہوگی تو آیت میں آخرت کے بارے میں سکوت ہے اسی لئے امام موصوف نے رجاء سے معلق کیا ہے امام حموی نے نہ الزام کی عبارت نقل کر کے اس پر اعتراض کیا کہ امام شافعی تو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ہوئے ہیں لہذا اس وقت اختلاف ہی نہ تھا تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ اختلاف تفسیر کی بنا پر امام محمد علیہ الرحمہ نے امید کے ساتھ معلق کیا ہے۔

تیسری بات۔ یہین لغو کی تفسیر میں صرف امام شافعی ہی کا اختلاف نہیں بلکہ امام شافعی بلکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے ائمہ مجتہدین میں اختلاف تھا۔

چوتھی بات۔ سلطان اللہ کے الفاظ اسی وقت قسم بن سکتے ہیں جبکہ قدرت کی نیت کی جاتی، اگر بادشاہی یا قوت مراد لی جائے تو قسم نہیں بنے گی لہذا عرف کے اعتبار سے فرق کیا جائے گا یعنی جہاں سلطان کے معنی قدرت لئے جاتے ہیں وہاں قسم منعقد ہو جائے گی اور جہاں نہیں وہاں نہیں۔

پنجمی بات۔ ردالمحتار میں اسکی بہترین توجیہ کی گئی اور وہ یہ کہ نوعی

قد سرتہ کے الفاظ کے ساتھ اس کلام سے احتراز کیا گیا، جس  
السلطان کے ساتھ البرہان و الحجۃ کے الفاظ بھی ہوں کہ  
لفظ بہ ان اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔

۱۵۹  
**طحاوی** — وہ زنا جس سے حد واجب ہوتی ہے اس کی تعریف  
تتویر الالبصار نے یہ فرمائی :-

وطی مکلف ناطق طائر فی قبل مشتبہاۃ خال  
عن ملک و شبہۃ فی دار السلام او تمکینہ من ذلك  
او تمکینہا۔

محیط میں اس کے ساتھ العلم بالتحريم کی بھی قید لگائی گئی ہے  
فتح القدیر نے فرمایا کہ زنا ہر ملت میں حرام ہے۔ امام طحاوی فرماتے  
کہ صاحب فتح القدیر کا رد ظاہر نہیں کیونکہ ہر ملت میں حرمت کا ثبوت  
کے مخالف نہیں کہ بعض لوگ اس سے لاعلم ہوں، نیز صاحب نے ہر ملت  
میں اس کے حلال ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کیا اور اسی کے ساتھ  
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد کہ اگر وہ شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ  
زنا کو حرام کیا ہے تو اسے کوڑے لگاؤ اور اگر نہیں جانتا تو اسے  
پھل زکاب زنا کرے تو کوڑے لگاؤ ملے

**علاقت**  
**الحضرت** — امام طحاوی کے اس جواب کے ساتھ کہ بعض لوگوں کی  
اس کی حرمت ثابتہ کے مخالف نہیں، یہ بات بھی ظاہر ہے کہ جو لوگ  
اسلام میں داخل ہوتے ہیں تو شریعت حقہ کے بہت سے احکام کو اپنی

ملہ امیر المؤمنین نے یہ حکم اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مین میں زنا کا ارتکاب کیا۔



شرعیات کے مخالفت دیکھتے ہیں لہذا تو مسلم کا اپنے دین میں کسی بات کی حرمت کو جاننے سے پہلے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دین اسلام میں اس کی حرمت کو بھی جانتا ہو۔  
 زنا کے ثبوت کے لئے جو چار گواہ گواہی دیں ان سے قاضی پوچھے گا

ماہو و کیف ہو و این ہو و متی ستانی و بمن ستانی۔ "ماہو" سے زنا کی شرعی تعریف یعنی "ایلاج" کا سوال ہوگا تا کہ غیر ایلاج سے احتراز ہو جائے، کیف ہو سے یہ مطلب ہے کہ آیا از نکاح زنا اطاعت کے ساتھ ہوا یا اکراہ کے ساتھ، علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ جب زنا موجب حد کی تعریف میں لفظ "طائعاً" کے ذریعے مکروہ سے احتراز ہو گیا تو یہاں اس کی کیا ضرورت ہے؟

الحق ہے کہ کیونکہ ایک زنا وہ ہے جس سے حد واجب ہوتی ہے اور اس کو جمیع قیود کے ساتھ علماء ہی جانتے ہیں۔ اس تعریف سے مکروہ کا خارج ہونا اسے مطلقاً زنا کی تعریف سے تو خارج نہیں کرتا اور زنا کی شرعی تعریف جس کے بارے میں گواہوں سے سوال کیا جاتا ہے محض آنکھوں اور ہاتھوں کے زنا نیز ران یا ناف کے جوار سے احتراز کے لئے ہے اسی لئے شارح نے اسے محض ایلاج قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ مکروہ سے زنا میں فرج میں ذکر کا دخول پایا جاتا ہے لہذا یہ سوال ضروری ہو گیا کہ کیف ہو تا کہ اس کے ذریعے مکروہ وغیرہ کو حد زنا سے خارج کیا جائے۔  
 طحاوی نے "امام طحاوی نے" تتمہ کے عنوان کے تحت فتوحات مکیہ کے حوالے سے بیان فرمایا کہ اہل جنت کی صفات میں سے ہے کہ ان کے دہنیں شگے کیونکہ یہ دنیا میں ناپاک قصائے حاجت کے لئے بندے گئے ہیں اور جنت

ناپاکی کی جگہ نہیں۔

**علاقت**  
**۱۴۲** — مذکورہ بالا علت پر قیاس کرتے ہوئے عورتوں کی شرنگاہوں کے

بارے میں بھی یہی بات مناسب ہے کیونکہ وہ پیشاب کے سوراخ ہیں۔

**طحاوی** — تنویر البصار میں ہے کہ بچے، غلام اور عورت پر جہاد فرض نہیں ہے

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر خاوند اپنی بیوی کو یا مالک اپنے غلام کو جہاد کا

دے تو ان کے حکم کی تعمیل میں فرض ہوگا۔ بجز الرائق میں اس پر اعتراض کرتے

ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ بات مسلمان غلام کے بارے میں تو کہی جاسکتی ہے

لیکن عورت کے بارے میں نہیں کیونکہ عورت پر صرف انہی احکام میں خاوند

کی اطاعت واجب ہے جو نکاح سے متعلق ہیں۔

**علاقت**  
**۱۴۳** — نکاح سے متعلق امور جن میں بیوی پر خاوند کی اطاعت واجب ہے

یہ ہیں، زیبائش اختیار کرنا، جماع کی طرف بلائی جائے تو حاضر ہونا بشرطیکہ

جماع اپنی شرط کے ساتھ ہو، خاوند کے گھر سے ناجائز باہر نہ جانا، کسی کے

ہاں چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو، رات نہ گزارنا البتہ اگر باپ کو بالخصوص

اس کی ضرورت ہو تو وہاں رات گزار سکتی ہے، نفلی روزے ترک کر دینا

لباس اور بدن کو عطر وغیرہ سے خوشبو لگانا اور حیض کے بعد شرنگاہ کو

خوشبودار روئی وغیرہ سے صاف کرنا وغیرہ۔

**طحاوی** — اگر دارِ حرب سے قیدیوں کو خریدنے کا ارادہ کیا جائے

اور قیدیوں میں مرد، عورتیں، علماء اور جہال ملے مجلے ہوں تو انہیں

کس ترتیب سے خریدا جائے، اس بحث میں علامہ طحاوی نے

الدر المنقش کے حوالے سے فرمایا کہ مردوں کو مقدم کیا جائے تاکہ دشمنوں سے

دفاع کے سلسلہ میں ان سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔



اس صودت میں کہا جاسکتا ہے کہ اگر امام کو بخیر لشکر کی ضرورت ہو تو مردوں کو پہلے خریدے ورنہ عورتوں کی خرید کو مقدم کرے تاکہ ان کی عصمت محفوظ ہو سکے۔

۱۴۲  
طحاوی — مال غنیمت میں سے بعض لوگوں کے لئے حصہ مقرر ہے جبکہ بعض کے لئے کچھ عطیہ ہے، مؤخر الذکر افراد میں سے ایک وہ ذمی ہے جو راستہ دکھائے (تنویر الالبصار)

صاحب در مختار فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت کفار سے استعانت جائز ہے اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہودیوں کے خلاف یہودیوں سے مدد لی اور مال غنیمت میں سے کبھی انہیں کچھ حصہ دیا۔

علامہ طحاوی نے مسئلہ مذکورہ کے ضمن میں فتح القدر کی عبارت نقل فرمائی جس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین کے خلاف مشرکین سے استعانت جائز ہے جبکہ وہ خوشی سے آمادہ ہوں نیز نہ تو ان کو حصہ دیا جائے اور نہ ہی ان کیلئے جہنڈا ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ آپ نے ان کو پورا حصہ دیا ہو بلکہ کچھ مال دیا۔ اس اعتراض کے جواب میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر میں بعض افراد کو واپس کر دیا، صاحب فتح القدر نے فرمایا:-

و لعل ساد من سادۃ فی غزوة بدر ساجاء

ان یسلم الخ لہ

”لعل ساد من الخ“ فتح القدير کی کلام نہیں بلکہ صاحب فتح القدير نے اسے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے جیسا کہ انہوں نے اسے نصب الراية میں بیان کیا۔

بزازی نے کہا کہ اگر کوئی شخص شراب پیتے، ارتکاب زنا کرتے یا قطعی حرام کھاتے وقت بسم اللہ پڑھے تو اس نے کفر کیا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک کی توہین کی۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ بزازی کے قول لانه استخف باسم اللہ تعالیٰ میں اس بات کی صراحت ہے کہ کفر کی وجہ استخفاف ہے اور استخفاف کا تعلق دل سے ہے لہذا اگر استخفاف ثابت ہو جائے تو کفر ہے ورنہ کفر نہیں ہوگا۔

موجبات کفر مختلف ہیں بعض میں دونوں جانبیں (استخفاف و عدم استخفاف) برابر ہیں اور استخفاف ضروری دلیل ہی سے ثابت ہو سکتا ہے جیسے کوئی شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری جمال کی کم پرواہ کرے اور لباس مبارک کے میل ہونے کو اگر القاء پر یا اس بات کے اظہار پر کہ دنیا قابل التفات نہیں یا کسی دوسرے اچھے مقصد سے تعبیر کیا جائے تو یہ تعبیر محمود ہے اور اگر اس بات کا ذکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے انداز میں ہو تو کفر ہے اور یہ بات ظاہر سے معلوم ہوتی۔

بعض موجبات وہ ہیں جن میں جانب استخفاف راجح ہے تو جب تک اس کے خلاف پر دلیل نہ ہو، استخفاف ہی سمجھا جائے گا جیسے قرآن پاک کو معاذ اللہ نجاست میں ڈالنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کے وقت اپنا ستر کھولنا، پس اس ضابطے کو اچھی طرح محفوظ کر لے ہر نبی



میں تجھے نفع دے گا، اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے اور درالمختار ج ۳ ص ۴۳۸ میں ملاحظہ کریں۔

<sup>۱۴۹</sup>طحاوی — بحر الرائق کے حوالہ سے علامہ طحاوی نے باب المرتد میں بیان فرمایا  
ویکفر بقولہ لم تعص الانبیاء و حال النبوة و لا قبلہا  
لردہ النصوح۔

<sup>۱۵۰</sup>طحاوی — الاشباہ میں لم تعص کی بجائے لم یعصوا ہے اور امام حموی نے  
فرمایا ظاہر ہے کہ یہ لفظ لم یعصوا ہے (عصیان سے نہیں بلکہ عصمت سے  
ہے) کیونکہ اکابر محققین اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نہ تو  
نبوت کے بعد اور نہ ہی پہلے کبھی عصیان کے مرتکب ہوئے، ان محققین میں  
سے ایک حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ علامہ ابن حجر مکی نے بھی فضل القرطبی اور الزواہر  
میں یہی نقل فرمایا، حموی کی عبارت یہ ہے :-

وقد يقال ان الميم سقطت من ثانيا  
الا فلام فاجبت فساد الكلام وان الاصل كان  
ولو قال الانبياء لم يعصوا حال النبوة ولا قبلها  
كفر لان رد النصوح والمراد بالنصوح حينئذ  
الادلة الدالة على عصمتهم المذكورة في علم الكلام  
والله الهادي الى بلوغ المرام له

<sup>۱۵۱</sup>طحاوی — بحر الرائق میں ہے کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اگر ہمارے نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش نہ ہوتی۔ اس قول سے وہ کافر تو نہ ہوگا البتہ یہ بات خطا ہے۔

**علیہ السلام** — میں کہتا ہوں یہ بات (خطا نہیں بلکہ) صحیح اور متفق علیہ ہے اور صحیح احادیث میں مذکور ہے لہذا اس قول خطا سے بچنا چاہئے۔

**طحاوی** ۱۴۸ — کسی شخص معین کی بعثت سے انکار کفر نہیں۔

**علیہ السلام** — یہ بات محل غور ہے کیونکہ نصوص متواترہ کثیرہ سے ثابت ہے کہ جس طرح مطلقاً بعثت ثابت ہے اسی طرح بعثت مطلقہ کا ثبوت بھی ہے اور یہ ممکنہ ضروریات دین سے ہے۔

**طحاوی** ۱۴۹ — تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے کہ دو شرکیوں میں سے ایک کا مال ضائع ہو گیا، پھر دوسرے نے اپنے مال سے سامان (تجارت) خریدا، اگر انہوں نے عقد شرکت میں وکالت کی تصریح کی ہے باس طو کہ ہم میں سے جو بھی اپنے مال سے جو کچھ خریدے گا وہ دونوں میں مشترک ہوگا تو حسب شرائط خریدا ہوا مال دونوں میں مشترک ہوگا کیونکہ وکالت باقی ہے اور اگر انہوں نے محض شرکت کا ذکر کیا تھا اور وکالت کا ذکر نہیں کیا تھا تو پھر وہ مال صرف اسی کا ہوگا جس نے خریدا ہے، یہاں در مختار اور طحاوی دونوں میں ولع یتصادق علی الوکالت کے الفاظ ہیں۔

**علیہ السلام** — صحیح عبارت لعمینصا علی الوکالت فیہلے جیے علامہ شامی نے طحاوی سے نقل کی ہے لے

لے بعثت مطلقہ کا تعنا یہ ہے کہ تمام انبیاء کی بعثت کا اقرار کیا جائے اور کسی ایک کی بعثت کا انکار منکب انکار ہے۔  
لے رد المختار ج ۳ ص ۳۴۲ ، فتح القدیر ، ج ۵ ، ص ۴۰۰ -



**نطاوی** ۱۴۰ — تعلیقِ وقت کی بحث میں علامہ طحاوی نے بحر الرائق کی ایک طویل عبارت نقل فرمائی جس میں وقفِ مرصع کا ذکر ہے، پھر خود ہی سوال اٹھایا کہ اگر کوئی شخص کہے کہ منقولہ عبارت وقفِ مرصع کے بارے میں ہے اور تمہاری کلام تعلیقِ وقت کے سلسلہ میں ہے تو اس کا جواب علامہ طحاوی نے یہ دیا کہ اس سے قبل صاحبِ بحر الرائق نے طحاوی کے حوالے سے بتایا کہ مرضِ موت میں وقف، وصیت بعد الموت کی طرح ہے۔

**عبارت** ۱۴۱ — یہ صحیح ہے کہ بحر الرائق نے طحاوی سے نقل کیا لیکن اس کے بعد اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا، اس لئے علامہ شامی نے فرمایا کہ اس شخص پر تعجب ہے جس نے بحر الرائق کی ابتدائی عبارت نقل کی لیکن پوری عبارت نہیں دیکھی۔

**طحاوی** ۱۴۱ — مسجد کا ہانی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو اس بات کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ اہل مسجد کو مسجد میں کمی زیادتی سے منع کریں اور اگر وہ مائتے میں سے کچھ حصہ مسجد میں داخل کر کے مسجد کو وسیع کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

**عبارت** ۱۴۲ — یہ اجازت اس وقت ہے جب رہائے بطور علامت ہو اور گزرنے والے کو اس کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچے نیز مسجد کو توسیع کی ضرورت ہے، ذیلی اور الدردیغیر میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

**طحاوی** ۱۴۲ — اگر کسی بستی کے خراب ہونے اور وہاں کے ماحول کے خراب ہو جانے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہو جائے تو امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قاضی کی اجازت سے اس کا سامان بیچ کر دوسری مسجد میں صرف کیا جائے۔ ذیلی نے اس کی تصریح کی ہے۔

علیہ السلام

امام زلیعی نے لفظ عند کے ساتھ ذکر کیا جو ظاہر روایت کے  
اوپر دلالت کرتا ہے لیکن الدر سے اس کے غیر کا پتہ چلتا ہے۔

۱۴۳ طحاوی

شرح الملتفی میں ہے کہ اگر متولی کسی غیر کو مختار بنائے تو صحیح نہیں  
اگر کسی کو تولیت کی وصیت کرے تو جائز ہے اور وہی وصی

علیہ السلام

متولی ہوگا جس طرح فتاویٰ خیرہ اور اسی فتاویٰ طحاوی میں ہے۔

۱۴۴ طحاوی

وقف میں اگر کوئی شخص اپنی ذمہ داری سے کسی دوسرے  
کے لئے فارغ ہو تو مغرور غلام کے لئے حق اس وقت تک ثابت نہیں ہے  
جب تک قاضی کی طرف سے تقرری نہ ہو۔

علیہ السلام

اور یہ فارغ ہونے والا شخص بھی واقف یا قاضی کے علم کے بغیر  
(اپنے آپ) مغرور نہیں ہو سکتا جیسے عنقریب متن میں آئے گا:

ولو عزل الناظر نفسه ان علم الواقف والقا

صع والا لاله

۱۴۵ طحاوی

اگر کسی معین شخص کو نگران مقرر کیا پھر حاکم کو نگران بنایا گیا۔ اسی  
شخص معین نے کسی دوسرے شخص کی تقرری کی، پھر وہ مر گیا تو کیا اختیارات  
حاکم کی طرف لوٹیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر تفویض صحت کی  
حالت میں ہوئی تو حاکم کو اختیار حاصل ہو جائے گا اور اگر حالت مرض میں  
تفویض کئے گئے تو جب تک مفوض الیہ زندہ ہے، حاکم کو اختیارات  
حاصل نہیں ہو سکتے۔

علیہ السلام

حموی نے اس بات کی مخالفت کی ہے کیونکہ یہ شرط وقف



کو باطل کرنے کی طرف لے جاتی ہے (واقف نے تو اس کے بعد حاکم کو مقرر کیا ہے لہذا اس صورت میں واقف کی شرط باطل ہو جائیگی)

۱۷۶ طحاوی — علامہ شیخ قاسم سے سوال کیا گیا کہ سلطان حقیق نے بیت المال سے مصالح مسجد کے لئے زمین دیا کی تو کیا یہ وقف صحیح ہے؟ علامہ موصوف نے فتویٰ دیا کہ یہ وقف صحیح ہے اور دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے

۱۷۷ طحاوی — یعنی یہ اسی طرح لازم ہو جائے گی جس طرح وقف لازم ہوتا پس دوسرے سلطان کو اس کے باطل کرنے کا کوئی حق نہیں لیکن یہ وقف شرعی نہیں جس میں شرط کا اعتبار کیا جائے جیسے علامہ شامی نے بیان فرمایا ہے فتاویٰ شامی میں ہے :-

افتی المولیٰ ابوالسعود بان اوقاف المملوک والامراء لا یراعی شرطها لانها من بیت المال وتؤول الیه — ولعل مراد العلامة القاسم بقوله ان الوقف صحیح ای لانہ لا ینتقض علی وجه الارصاد المقصود منه وصول المستحقین الی حقوقهم

ولم یرد حقیقۃ الوقف الخ

۱۷۸ طحاوی — صاحب درمختار نے نہر الفائق کے حوالہ سے نقل کیا کہ مصر میں امراء کے اوقاف عام طور پر زمین کے وہ ٹکڑے ہوتے ہیں جو بیت المال کے

وکیل سے صورتہ خریدے ہوئے ہوتے ہیں۔

اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طحاوی فرماتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ جب ان کا خریدنا صحیح نہیں تو وقت بھی صحیح نہیں، پھر علامہ طحاوی لکھتے ہیں سے نقل کرتے ہیں کہ بیت المال سے خریدی ہوئی زمین کا حال معلوم نہ ہو تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا۔

**علاوہ** — یعنی جب یہ معلوم ہو کہ خریدی گئی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ خریدنا صحیح ہے یا نہیں تو اسے اصل پر محمول کرتے ہوئے صحیح قرار دیا جائے گا لیکن جب نفس شرار کا بھی علم نہ ہو تو پھر صحت پر محمول نہیں کیا جائے گا، اب یہ صورتہ وقت ہوگی کیونکہ وقت سلطان کے لئے خریدنا لازم نہیں ہے جیسے علامہ شامی نے تحقیق فرمائی، فتاویٰ شامی میں ہے :-

وان كان الواقف لها السلطان من بيت المال من غير شرار فافتى العلامة قاسم بان الواقف صحيح له

**طحاوی** — الاشباہ والنظائر میں ہے (چند مسائل کے علاوہ) خاموشی کلام کی طرح ہے، ان میں سے ایک مسئلہ سکوت البکر عند استئثار ولیہا قبل التزویج و بعدہا بیان کیا گیا۔ علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ لفظ و بعدہ کا عطف عند استئثار پر ہے۔

**علاوہ** — اس مسئلہ یعنی عطف بیان میں علامہ طحاوی نے جمہوری کی پیروی



کی ہے اور جو کچھ ہم نے اس پر لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں، حموی میں ہے۔  
و بعدہ عطف علی قولہ عند استیمارہا لعلی

قبلہ کما هو ظاہر لمن تدبیرہ

۱۷۹ طحاوی ————— لفظ "قبل" پر بھی عطف جائز ہے اور اس سے کوئی مانع نہیں۔  
۱۸۰ محض ————— بلکہ یہی (یعنی لفظ "قبل" پر عطف ہی) متعین ہے جس طرح ہم نے  
اپنے مقام پر بیان کیا ہے۔

۱۸۰ طحاوی ————— مجبور شخص کی خرید و فروخت فاسد ہے یعنی کسی کو کسی چیز  
کے اصل قیمت سے زیادہ کے ساتھ خریدنے پر مجبور کیا جائے اور یونہی  
اسے مجبور کر کے اس سے کچھ خرید جائے۔

۱۸۱ محض ————— التشباہ میں جو حکایت امام صاحب کی اعزانی کے ساتھ پانی  
فروخت کرنے کے بارے میں مذکور ہے اس میں دیکھیں، شاید وہ امام  
صاحب سے ثابت نہیں۔

۱۸۱ طحاوی ————— تنزیل البصار مع الدر المختار میں ہے کہ دراہم و دنانیر آٹھ سال  
میں ایک ہی جنس ہیں جن میں سے ایک ادائیگی قرض ہے۔

علامہ طحاوی نے اس کی ایک صورت یہ بیان فرمائی کہ ایک شخص کے  
دراہم دوسرے کے ذمے قرض ہیں اور وہ مقروض ادائیگی نہیں کرتا، دریں اثنا  
اس کے مال سے دنانیر قاضی کے قبضہ میں آجاتے ہیں تو قاضی کو حق پہنچتا  
ہے کہ ان دنانیر کو دراہم کی جگہ صرف کرے اور قرض خواہ کا قرض بھی  
ادا کرے لیکن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف دیناروں ہی میں

اس طرح کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک غیر دینار بھی اسی حکم میں ہیں۔  
**علاہذا** ظاہر روایت کے مطابق قرض خواہ خود بخود دینار نہیں لے سکتا بلکہ  
 جبکہ اس کا قرض درہم ہوں اور یونہی بالعکس، قاضی خاں نے باب العہد  
 میں اسے صحیح قرار دیا ہے اور ہمارے زمانے میں فتاویٰ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ  
 کے مذہب پر ہے جس طرح باب الحج میں آ رہا ہے:-

والفتاویٰ الیوم علی جواننا الاخذ عند القدرۃ  
 من اعی مال کان لاسیما فی دیارنا لعداوتہم العفوۃ  
 فتاویٰ قاضی خاں کی عبارت یہ ہے:-

وان ظفر بدنا نیرمدیونہ فی ظاہر الروایۃ  
 لیس لہ ان یاخذ الدنانیر و ذکر فی کتاب العین  
 والدین لہ ان یاخذ والصحیح هو الاول

<sup>۱۸۲</sup>  
**طحاوی** — غصب شدہ کھانا اگرچہ پکانے کے سبب اسے اپنی اصل سے  
 بدل دیا گیا ہو جب تک اس کی قیمت نہ ادا کی جائے یا ضمانت نہ دی جائے  
 یا معاف نہ کرایا جائے، خریدنا حرام ہے۔

**علاہذا** امام طحاوی کی تعلیم صاحبین کے مذہب پر صحیح ہے کیونکہ ان کے  
 نزدیک غاصب، منصوب کے تبدیل یا ہلاکت ہونے سے مالک نہیں بنتا جب تک  
 اس کی قیمت ادا نہ کرے یا ضمانت نہ دے لیکن امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک  
 غاصب، منصوب کا مالک ہے اگرچہ سبب ملک میں خبث ہے لہذا یہ اسطرح



ہوگا جیسے بیع فاسد میں خریدنا ہوتا ہے یعنی مشتری کے لئے طیب ہے کیونکہ  
خبثت کا تعلق صرف فاصب کے ساتھ ہے لہذا مضروب کے تبدیل ہونے  
یا ہلاکت پذیر ہونے سے اس کا تعلق مضروب منہ کے ساتھ نہیں ہوگا کیونکہ  
وہ تعلق ضمانت کی طرف منتقل ہو گیا بلکہ ہماری تحقیق کے مطابق فاصب  
کی ملکیت پر تمام ائمہ کا اجماع ہے جیسے کہ ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ  
پر بیان کیا ہے۔

۱۸۲ فتاویٰ — بیع فضولی کے ضمن میں بحر الرائق عن البرازیہ کے حوالہ سے علامہ  
طحاوی نے ایک عبارت نقل فرمائی :-

والصحيح انه اذا اضيف العقد في احد الكلامين  
الى خلان يتوقف على اجازة فلان كذا في البحر  
عن البرازية له

المختصر — فتاویٰ برازیہ میں کتاب البیوع کی فصل حاشر کے آخر میں یہ عبارت  
ہے لیکن وہاں لفظ الصحيح نہیں ہے بلکہ

۱۸۲ طحاوی — فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی قرض خواہ مقرض کے در اہم  
حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور قرض معجل بھی ہو اور نہ ہی یہ در اہم  
اس کے در اہم سے زیادہ کھرے ہوں تو وہ لے سکتا ہے ورنہ نہیں  
جیسے اسے اگر مدیون کے دیار مل جائیں اور مقرض کے ذمہ در اہم ہوں  
تو نہیں لے سکتا۔

علیہ السلام — فتاویٰ غانیہ کے باب الصرف میں بھی یہی مسئلہ اسی طرح مذکور ہے۔  
 طحاوی ۱۸۵ — کسی شخص سے ایک مقررہ وعدہ پر کوئی چیز بنوانا بیعِ سلم ہے بشرطیکہ وقتِ مقرر میں عجلت نہ ہو بلکہ مہلت ہو (تذویر الالبصار مع الدر المختار) اس کی تفصیل میں علامہ طحاوی فرماتے ہیں اجل، یا تو اجلِ سلم کی طرح ہوگا جس طرح ایک مہینہ یا زائد تو یہ بلا تفصیل سلم ہے اور اگر اجل سلم کی صلاحیت نہ رکھتا ہو تو پھر دو صورتیں ہیں، اس میں تعامل جاری ہو سکتا ہے یا نہیں، اگر جاری ہو سکتا ہے تو پھر طلبِ صفت ہے ورنہ پھر دو صورتیں ہونگی، اگر اجل بطورِ عجلت ہے تو بھی طلبِ صفت کہلائیگی لیکن اگر بطورِ مہلت ہو تو اجل فاسد ہوگی۔

علیہ السلام — امام طحاوی کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تجزیہ اس صورت میں ہے جب تعامل جاری نہ ہو سکتا ہو تو اس صورت میں فساد کی دو شرطیں ہیں، اجل کا ذکر بطورِ مہلت کیا جائے اور تعامل بھی نہ ہو سکے اور صحت کے سلسلہ میں دو باتوں سے ایک بات ضروری ہے، تعامل یا ذکر بطورِ عجلت، حالانکہ ایسا نہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے پس صحت کے لئے دو شرطیں ہیں، تعامل اور اجل بلا مہلت اور ان دونوں میں سے ایک کے پلئے جانے سے حصولِ فساد ہے۔

طحاوی ۱۸۶ — استصناع بطورِ بیع صحیح ہے، بطورِ معاہدہ صحیح نہیں ہے۔ (تذویر الالبصار) علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ اہل مذہب سے ایک بحث نے بطورِ معاہدہ صحیح ہونے کا قول کیا ہے۔



حضرت — اس جماعت میں سے حاکم شہید بھی ہیں جیسا کہ قستانی میں ہے۔  
نوٹ، بحر الرائق میں بھی اسی طرح ہے :-

فقد اختلفوا في كونه مواعدة ومعاقدة فعند  
الحاكم الشهيد والصفار ومحمد بن سلمة وصاحب  
المنثور مواعدة له (مرتب)

۱۸۴ طحاوی — در مختار میں بیع الوفا کی یہ صورت بیان کی گئی کہ کوئی شخص کسی

میں چیز کو مثلاً ایک ہزار درہم پر بیچے اور یہ بات طے ہو جائے کہ جب وہ چیز  
واپس لوٹائے گا تو رقم واپس کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کہا گیا شد  
اذا ذكر الفسخ فيه او قبله ان

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ جب بیع وفا کی صورت میں علیٰ ان  
اذا ادى عليه الثمن انما ذكره ديا تو پھر شہاداً ذکر الفسخ صحیح نہیں  
لہذا اسے حذف کرنا اولیٰ ہے تاکہ اختلاف صحیح ہو سکے۔

حضرت — میں کہتا ہوں کہ جب بیع مطلق ہو اور نفس عقد میں شرط فسخ اور عدم  
لزوم کا نہ تو صراحت ذکر ہو اور نہ دلالت اور عقد کے بعد اس کا معاہدہ ہو اور اس  
بیع میں بائع کے علم میں غبن فاحش یا اصل ثمن پر زائد منافع بھی نہ ہو تو وہ  
بیع رہن نہ ہوگی اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ بیع وفادہ ہے جس میں نفس  
عقد میں فسخ کا ذکر ہو جس طرح بحر الرائق اور دیگر کتب فقہ میں ہے اور اسی  
میں اختلاف جاری ہوتے ہیں اور در مختار میں تیسرے قیل کے تحت  
جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ مسکد کی مختلف اجمالی صورتیں ہیں اگرچہ بعض صورتیں

بیع وفا کی نہیں ہیں لہذا علامہ طحاوی کا قول سیاقی الخلاف ساقط ہو جائیگا۔  
**طحاوی ۱۸۸** — اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے کہتا ہے کہ حاکم سے میرا  
 فلاں کام کرا دو اور رشوت کا ذکر نہیں کرتا پھر کام بن جانے پر کچھ دیتا ہے تو  
 یہ عطیہ لینا جائز ہے؟ بعض کے نزدیک ناجائز ہے اور بعض کہتے ہیں جائز  
 اور یہی صحیح ہے کیونکہ بدلہ احسان ہے۔

**علیٰ حضرت** — علامہ طحاوی کے لئے مناسب تھا کہ جواز سے عطیہ معہودہ کی مثال  
 کرتے کیونکہ جو چیز معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے۔  
**طحاوی ۱۸۹** — اگر کوئی شخص اپنے مقروض سے کہے کہ میرا فلاں کام بادشاہ  
 سے کرا دو اور میں نے قرض سے تمہیں بری الذمہ کر دیا تو یہ ابراء صحیح  
 نہیں کیونکہ یہ اصلاح ہم کی خاطر ہے اور اصلاح ہم قرض دار کا اخلاقی  
 فرض ہے۔

**علیٰ حضرت** — اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس کام کا کرنا اخلاقی فرض ہے  
 اس پر کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔  
**طحاوی ۱۹۰** — لفظ بجر سے قبل بجر الراق کی عبارت ہے اور اس کے بعد  
 فتاویٰ ہندیہ کی عبارت شروع ہوتی ہے۔

**علیٰ حضرت** — علامہ طحاوی کے قول ”تمتہ“ سے لے کر یہاں تک تمام  
 عبارت بجر الراق سے منقول ہے۔

**طحاوی ۱۹۱** — یتیموں کے مال میں وصی کے لئے مصالحت جائز ہے۔  
**علیٰ حضرت** — مصالحت کا مطلب ہے ظالموں کے ظلم کو دور کرنے کیلئے  
 کوئی چیز بطور رشوت دینا یعنی جب وصی کو معلوم ہو کہ اگر وہ یتیم کے مال  
 سے بطور رشوت نہ دے تو مشقت زیادہ ہوگی یا مال کم ہو جائے گا تو وہ



عالم کو کچھ دے کر بچاؤ کر سکتا ہے، فتاویٰ ہندیہ میں ہے :-

وفي فتاوى لنسفى فى مسائل لميراث الوصى

اذا طوب ببعيات دار اليتيم وكان بحيث لو امتنع

مصادات المونة فندفع من التركة جباية داره

فلا ضمان عليه وكان كالمصانعة له

فتاویٰ — خلاصہ میں ہدیہ کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں :-

(۱) لینا دینا دونوں حلال اور یہ باہمی میل جول کی خاطر ہے۔

(۲) لینا دینا دونوں حرام اور وہ ظلم پر مدد کی خاطر کچھ لیا جائے۔

(۳) دنیا حرام نہیں البتہ لینا حرام ہے اور وہ ظلم سے نجات حاصل کرنے کیلئے

دیا جائے اور اس کا حیلہ، حیلہ استجارہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

مختصر — خلاصہ کی عبارت یہ ہے :

(ترجمہ) اور تیسری (قسم) اپنے نفس سے ظلم دور کرنے کے لئے

ہدیہ دینا اور یہ لینے والے کے لئے حرام ہے اور حیلہ یہ ہے کہ

اس کو تین دن کے لئے یا اس کی مثل کے لئے اجرت پر حاصل کر لے

تاکہ وہ اس کے لئے کام کرے پھر اس سے کام لے لیکن یہ حیلہ اس وقت

ہوگا جبکہ وہ کام جائز ہو، مثلاً پیغام پہنچانا وغیرہ اور اگر مدت کا تعین نہ ہو

تو جائز نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دفع ظلم

کے لئے کچھ لینا جائز نہیں چاہے ظالم کوئی دوسرا شخص ہی کیوں نہ ہو

کیونکہ جیلہ استیجار امر جائزہ میں ہوتا ہے اور مظلوم سے دفع ظلم تو شرعاً ہر اس شخص پر لازم ہے جو اس کی طاقت رکھنا ہو لہذا اس پر اجر لینا جائز نہیں اور یہی مراد بجر الرائق کے اس قول کی ہے جو گزر چکا ہے کہ کسی کی مشکلات حل کرنا دیانۃً لازم ہے اور اس کی دلیل فتاویٰ ہندیہ کا وہ قول ہے جو محیط کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ اگر معاملہ کو ٹھیک کرنے اور ظلم سے نجات دلانے کے بعد کچھ دیا تو دینا اور لینا دونوں صحیح ہیں (اس تفصیل کے بعد) اب اس قول کی حاجت نہیں رہے گی جو میں نے بجر الرائق کے قول مذکور ۴۸۶ پر لکھا ہے کہ شاید اصلاح المہم مستحق علیہ دیانت اس وقت ہو جب وہ بادشاہ کی جانب سے اس کام پر باتنخواہ متعین ہو، پس حکم اجارہ اس پر واجب ہوگا، اور جو کچھ شامی ج ۲، ص ۴۷۱ پر لکھا ہے اسے ملاحظہ کریں۔

۱۹۳ طحاوی — بعض لوگوں کے نزدیک غیر انبیاء پر خلیفۃ اللہ کا اطلاق جائز نہیں کیونکہ ان کے نزدیک یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے جس طرح قرآن پاک میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لفظ خلیفہ استعمال ہوا۔

۱۹۴ طحاوی — حدیث پاک میں حضرت امام مہدی کے لئے خلیفۃ اللہ کا لفظ آیا ہے جس سے غیر انبیاء علیہم السلام پر اس لفظ کے اطلاق کا جواز ثابت ہے۔ صاحب تنویر البصار نے فرمایا کہ "بادشاہ عادل ہو یا جائز اس کی طرف سے عہدہ قضا قبول کرنا جائز ہے"

علامہ طحاوی نے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کیوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ عہدہ قبول کیا



حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حق پر تھے۔

کھڑے — یہ مثال نہایت غیر مناسب ہے کیونکہ کہیں اس سے فاسق، ظالم اور عیب جو قسم کے لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے، صحابہ کرام کے ساتھ اپنے بعض عظیم کی تسکین کے لئے توہین کی جرأت نہ کریں حالانکہ مسلمانوں کے نزدیک جائز اس شخص کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کو اپنی جگہ پر نہ رکھے جیسے عادل، کسی چیز کو اپنی جگہ پر رکھنے والے کو کہتے ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں برحق امام اور سچے خلیفہ تھے البتہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے احکامات کی سماعت و طاعت لازم تھی لیکن انہوں نے اس کے برعکس دعویٰ کر کے خلافت کو اس کے غیر مقام پر رکھا اور یہ لفظ اس لفظ سے زیادہ تعجب خیز بھی نہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری، پھوپھی زاد بھائی اور عشرہ مبشرہ میں سے ایک حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے لئے استعمال کیا اور فرمایا کہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی لڑے گا اور تو ظالم ہوگا تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں سے مراد وہی شخص ہے جو کسی چیز کو اس کے غیر مقام پر رکھتا ہے۔

اب اگر یہ وضع عناد سے ہو تو قابل مذمت ہے اور اجتہاد میں خطا ہو تو مجتہد معذور مستحق اجر غیر عاصی ہوگا (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی خطائے اجتہادی واقع ہوئی) پس یہ لفظ قبیح ہے کیونکہ اس سے صحابہ کرام کی توہین کا دروازہ کھل جائے گا، اللہ تعالیٰ ہم سب کی توبہ قبول فرمائے ہر قسم کی قوت، اللہ بلند و بالا کے لئے جو نہایت توبہ قبول کرنے والا بخشنہار، مہربان ہے۔

طحاوی ————— اجتہادی مسئلہ میں اگر اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کیا تو مطلقاً نافذ نہیں ہوگا اور اسی پر فتویٰ ہے (تنویر الابصار)

امام طحاوی نے کمال کا قول نقل کیا کہ اگر قصداً اپنے مذہب کے خلاف فیصلہ کرنا ہے تو یہ اچھے مقصد کے لئے ایسا نہیں کرنا بلکہ ہلکے خواہش کے تحت ایسا کرنا ہے اور بھول کر ایسا فیصلہ کرنے والے کا فیصلہ اس لئے نہیں قبول کیا جائے گا کہ مقلد نے اس کی تقلید اس لئے کی وہ اس کے مذہب کے مطابق فیصلہ کرے، اس لئے نہیں کہ وہ غیر کے مذہب پر فیصلہ کرے۔

علیٰ حضرت ————— مقلد سے مراد وہ شخص ہے جس نے اس قاضی کو فیصلہ کیلئے قاضی بنا کر اس کی تقلید کی۔

طحاوی ————— باب شہادت میں فرع (جس کا عدل ظاہر ہے) کا اپنے اصل کا عدل ثابت کرنا کافی ہے جس طرح دو گواہوں میں سے ایک کا دوسرے گواہ کی عدالت ثابت کرنا کافی ہے کیونکہ فرع اصل کا ناقل ہونے کی وجہ سے اس کی مثل ہو گیا اور مثل کی تعدیل سے عدل تمت سے ملوث نہیں ہوتا امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس تعلیل لان العدل لا یتھرب مثله کا مطلب ظاہر نہیں۔

علیٰ حضرت ————— الحمد للہ! اس تعلیل کا مطلب واضح ہے کیونکہ وہ شخص جس کے قول پر اکتفا نہیں کیا جانا بلکہ دوسرے کے قول کی بھی ضرورت ہوتی ہے وہ اپنے اصل یا اپنے ساتھی کی تعدیل اس لئے کرتا ہے کہ اس کی اپنی گواہی چل سکے کیونکہ دوسرے کی عدم موجودگی میں وحدت کی وجہ سے اس کی گواہی مردود ہے۔



۱۹۷

طحاوی — زمین کے دعویٰ میں حد بندی شرط ہے جس طرح اس کے خلاف گواہی میں شرط ہے اگرچہ زمین مشہور ہو البتہ جب گواہ زمین کو بتعین جانتے ہوں، اس وقت حد بندی کی ضرورت نہیں (تنویر البصار)

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ مقصود یہ ہے کہ قاضی کو علم ہو جائے اور گواہوں کی معرفت سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا۔

علیٰ حضرت

الا اذا عرف الشهود في حروف باب تفعیل (تعریف) سے ہے، معرفت (مجرد) سے نہیں لہذا امام طحاوی کا اعتراض ساقط ہو گیا، ردالمحتار پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔

۱۹۸

طحاوی — اگر مضارب رب المال کی ہدایات کے خلاف عمل کرنے تو غضب ہو گا چاہے رب المال بعد میں اجازت بھی دے دے کیونکہ مخالفت کی وجہ سے وہ غاصب شمار ہوتا ہے (تنویر البصار مع رد المحتار)

علامہ طحاوی فرماتے ہیں لصیرورة غاصبا بالمخالفة کے الفاظ سے جو علت بیان کی گئی ہے وہ تعلیل الشی بنفسہ ہے۔

علیٰ حضرت

میں کہتا ہوں یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مالک کی اجازت نہ ہونا اس کے غضب کی دلیل ہے، مخالفت کے باعث اس کا غاصب ہونا دلیل نہیں تاکہ عین دعویٰ کا دلیل ہونا لازم آئے، اب معنی یہ ہو گا کہ جب وہ غاصب ہو گیا تو مالک اس کی اجازت سے غضب کو مضاربت میں بدلنے کا اختیار نہیں رکھتا، اس کو بغور دیکھیں شاید حق اس سے متجاوز نہ ہو گا۔

۱۹۹

طحاوی — اجارہ فاسدہ میں مضارب کو نفع میں سے کچھ نہیں دیا جائے گا بلکہ عمل کے مطابق اجر ہو گا، امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر نفع حاصل ہو گا تو غلام بھی بند ہو گا اور نہ محرم سے تاکہ اجارہ صحیح پر اجارہ فاسدہ

کی فضیلت لازم نہ آئے۔

علیہ السلام

۲۰۰ طحاوی ————— کیونکہ جب اجارہ صحیحہ میں فائدہ نہ ہو تو اسے کچھ نہیں دیا جاتا۔

وَحَمَلْتُكَ عَلَى دَابَّتِي هَذَا تَوْبَةُ عَارِيَّتِ هُوَ كِي بَشَرِطِي كِه هِبِه كَارِيَّتِي  
نہ کرے کیونکہ یہ الفاظ عاریت کے لئے صریح ہیں۔

علیہ السلام

۲۰۱ طحاوی ————— کہا گیا ہے کہ یہ الفاظ بادشاہ کی جانب سے ہوں تو ہبہ ہوگا جیسا کہ  
فتاویٰ ہندیہ میں ہے :-

وَقِيلَ هُوَ مِنَ السُّلْطَانِ هِبَةً كَمَا فِي لُغَةِ صِغَرِيَّةٍ

۲۰۱

طحاوی ————— امام طحاوی نے فتاویٰ ہندیہ کے حوالے سے فرمایا کہ موہوبہ  
کے لئے ملک کا ثبوت قبضہ کے ساتھ مشروط ہے اس کے بعد تفریع میں "قبضہ"  
کی بجائے لفظ "قبول" ہے۔

علیہ السلام

میرے پاس فتاویٰ ہندیہ کا جو نسخہ ہے اس میں لفظ قبضہ  
کی بجائے لفظ قبول ہے اور یہی اس تفریع کے لئے ظاہر ہے جو آگے  
آ رہی ہے :-

حَتَّى لَوْ حَلَفَ لَا يَهَبُ فَوْهَبٌ وَلَمْ يَقْبَلِ الْآخَرُ

حَنْثٌ لَهُ

۲۰۲

طحاوی ————— قستانی نے اس مسئلہ کی تائید کی ہے جو محیط میں ہے کہ اگر کسی  
شخص نے اپنا مال راستے میں رکھا تاکہ وہ اٹھانے والے کی ملک ہو جائے



توبہ جائز ہے اس سے معلوم ہوا کہ قبولیت شرط نہیں۔  
**علیٰ حضرت** — میرے پاس جو نسخہ ہے اس میں محیط کی تائید نہیں بلکہ محیط میں مذکورہ  
 مسئلہ کی مخالفت ہے اور اگر مان بھی لیا جائے کہ تائید ہے تو بھی ثابت ہوتا  
 ہے کہ قبولیت شرط نہیں ہے مع ہذا محیط میں رکنیت کا انکار ہے شرط کا  
 انکار نہیں اور فتنائی کے اس استدلال کا جواب ہم نے ردالمحتار کے  
 حاشیے پر دیا ہے۔

**طحاوی** ۷۰۳ — صاحب تنویر الالبصار نے ارکانِ ہبہ میں سے ایک رکن شرط  
 اختیار کا نہ ہونا بتایا، اس پر بطور تفریع صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ اگر  
 اس نے شرط لگا دی تو صحیح ہو جائے گی اگر وہ جدا ہونے سے پہلے اختیار کے  
 امام طحاوی فرماتے کہ عدم صحت ہاب خیار الشرط  
 کے الفاظ اولیٰ ہیں کیونکہ تفریع اس پر قرینہ ہے ورنہ معنی یہ ہوگا کہ ہبہ  
 مطلقاً صحیح ہے اور شرط باطل ہے۔

**علیٰ حضرت** — امام قاضی خاں نے فتاویٰ خانیہ میں فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص نے  
 کوئی چیز اس شرط پر ہبہ کی کہ واہب کو تین دن کا اختیار ہے تو ہبہ صحیح ہو جائیگا  
 اور اختیار باطل ہوگا کیونکہ ہبہ عقد غیر لازم ہے لہذا اس میں شرط اختیار  
 صحیح نہیں (تنویر الالبصار کے) متن سے یہی بات صراحتہ معلوم ہوتی ہے  
 البتہ درمختار کی تفریع اس کے خلاف ہے۔ پھر میں نے فتاویٰ خانیہ میں  
 اسی مسئلہ منقولہ کے متصل دیکھا کہ اگر کوئی شخص غلام یا کوئی اور چیز ہبہ کرے اور  
 موہوب نہ کو تین دن کا اختیار دے (تو اس صورت میں) اگر موہوب مجلس  
 برخاست ہونے سے قبل جائز قرار دے تو جائز ہے ورنہ نہیں (اور اختیار  
 باطل ہے) اور جب اختیار واہب کو ہو تو اس وقت شرط صحیح نہیں اور

جب اختیار مودوب نہ ہو تو بہہ صحیح نہیں، پس مصنف علیہ الرحمہ کی کو  
محل تخصیص میں مطلق ہے کسی ایک کی تخصیص نہیں، اور شارع کی تصریح  
علی وجہ الاختلاف ہے۔

میرے لئے (بیع اور ہبہ) دونوں میں فرق اس طرح ہے کہ ہر  
بنفسہ لازم نہیں ہوتا لہذا واجب کے لئے بشرط اختیار لغو ہے جس طرح فقہ  
خانیہ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ یہ عقد لازم ہے لیکن بیع عقد لازم  
جائز ہے لہذا بائع مشتری کے لئے اور اسی طرح مشتری بھی حیار کی شرط  
لگا سکتے ہیں اور اگر مودوب نہ کے لئے اختیار ہو تو یہ عطیہ کے ذریعے  
بکلیت پہنچانا اسے تین دن تک اپنے مال میں تصرف سے روکنا  
انتظار کرنا کہ آیا مودوب نہ قبول کرتا ہے یا رد کرتا ہے، پس اس میں  
قلب موضوع ہے، علاوہ ازیں قبولیت میں اختیار دینا ہلکا پن ہے  
بیع میں حیار بشرط حاجت کو پورا کرنے کے لئے ہے تاکہ زیادتی نہ ہو  
اور یہاں کوئی حاجت نہیں لہذا جائز نہیں اور اگر شرط حیار ہو تو صحت  
قبولیت کے منافی ہے کیونکہ اس کی بنا رکاوٹ، تردد اور شک پر ہے  
پس جب مودوب نہ کو اختیار دیا گیا اور اسی حالت میں وہ جدا ہوئے  
تو گویا کہ وہ بغیر قبولیت کے جدا ہوئے اور یہ بات معلوم ہے کہ جب تک  
مجلس میں مودوب نہ شے قبول نہ کی جائے، بہہ صحیح نہیں۔

۲۰۴  
طحاوی — فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے  
کے کہ میرے مال میں سے تیرے لئے کھانا، لینا یا کسی کو دینا حلال ہے  
تو اس کے لئے قائل کے مال میں سے کھانا لینا اور کسی کو دینا جائز ہے  
طحاوی خانیہ اور ہندیہ میں وغیرہ میں ہے کہ کھانا تو حلال ہے



لیکن لینا یا کسی کو دینا جائز نہیں اور اس کی دلیل فتاویٰ خانہ میں ہے اور وہ یہ ہے :-

لان اباحت الطعام المجهول جائزۃ وتملیک

المجهول باطل (ملخصاً) ملہ

۲۰۵ طحاوی ————— مشترکہ چیز جو ابھی تقسیم نہیں ہوئی، کیا ہبہ کی جا سکتی ہے؟ عام کتب فقہ میں ہے اور یہی مذہب ہے کہ چاہے شریک کے لئے ہو یا اجنبی کیلئے ہبہ نہیں کی جا سکتی، اور ایک قول یہ ہے کہ شریک کے لئے جائز ہے اور یہی مختار ہے (تنویر الالبصار مع رد مختار)

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ فقہاء کی عبارات سے قول کا معتمد علیہ ہونا ظاہر ہوتا ہے یہاں تک کہ شیخ الاسلام نے اہل مذہب سے اطلاق کی حکایت کے بعد دوسرے قول کو ابن ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔  
۲۰۶ طحاوی ————— امام قاضی خان نے بھی یونہی ابن ابی لیلیٰ کی طرف منسوب کیا ہے۔  
۲۰۷ طحاوی ————— مشترکہ مال سے قرض دینا بالاجماع جائز ہے۔  
۲۰۸ طحاوی ————— اس کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک ہزار روپیہ دیا نصف قرض ہے اور نصف مضاربیت کے لئے ہے۔

۲۰۹ طحاوی ————— یہ عبارت تنویر الالبصار کی ہے، مطلب یہ کہ اگر موصوب ملہ کو مشترکہ چیز ہبہ کر کے اس کے حوالے کر دی جائے تو وہ نہ تو اس کا مالک ہوگا اور نہ ہی وہ اس میں تصرف کر سکتا ہے۔  
۲۱۰ طحاوی ————— یہی صحیح و مختار ہے، یہی ظاہر روایت کے مطابق ہے اور اسی پر

عمل ہے، علامہ شامی کا بھی اسی پر اعتماد ہے جبکہ فتویٰ اس کے خلاف ہے جو بعض فتاویٰ میں مذکور ہے، اسے ظاہر روایت پر جو صحیح ہے، ترجیح نہیں دی جاسکتی اگرچہ دوسری جانب ”دیہ لفظی“ کے الفاظ ہیں مکمل بحث فتاویٰ شامی میں ملاحظہ کی جائے۔

۲۰۸

**طحاوی** ————— محبت میں بعض اولاد کو بعض پر فضیلت دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ عمل قلب ہے (اور اس میں انسان مجبور ہے) اسی طرح اگر ارادہ ضرر نہ ہو تو عطیات میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دیکھا جاتا ہے۔ اگر ارادہ ضرر ہو تو پھر امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی برابر دے اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک (میراث کی طرح) لڑکے دو گنا دے (در مختار مع لطحاوی)

بزازیہ میں ہے کہ لڑکے کا اور لڑکی کو ہبہ کرنے میں تثلیث فضیلت ہے یعنی میراث کی طرف لڑکے کو دو گنا دے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک نصف نصف ہے اور یہی مختار ہے اور اگر تمام مال اپنے بیٹے کو دے دیا تو قضا جائز ہے لیکن واجب گزار ہوگا (بزازیہ) امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بزازیہ کی نص قصد اضرار سے خالی ہے۔

عالت

**الحاضر** ————— ایک کو دوسرے پر فضیلت تفصیل کی صورت میں ہے لیکن جب ایک کو تمام مال ہبہ کر دیا جائے تو مطلقاً ضرر پہنچا نا ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ طحاوی نے بزازیہ کی نص کا ذکر نہیں کیا بلکہ بزازیہ کے قول وعند الثاني التنصيف وهو المختار سے اس کا قصد اضرار سے خالی ہونا مراد لیا جبکہ در مختار میں یہ بات گزر چکی ہے کہ تسویہ قصد اضرار کی صورت میں ہوگا (در تفصیل جائز ہے)



طحاوی — سید حموی نے المفتاح نامی کتاب کے خوانے سے تملیک اور مہبہ کے بارے میں بحث کی ہے جسے علامہ طحاوی نے تنبیہ کے عنوان سے نقل فرمایا، وہ یہ ہے: تملیک مہبہ کے معنی میں ہے اور قبضہ سے مکمل ہوتی ہے، جب قبضہ اور تسلیم نہ پائے جائیں تو اس کے جواز و عدم جواز میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے مہبہ پر قیاس کرتے ہوئے عدم جواز کا قول کیا ہے جبکہ اکثر شائخ کے نزدیک بغیر تسلیم کے بھی جائز ہے، اور یہ بغیر مہبہ ہے کیونکہ مہبہ اور تملیک دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، نام کا اختلاف تو ظاہر ہے اور حکم میں اختلاف یوں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو درخت پر موجود پھل مہبہ کرے تو جائز نہیں اور اگر تملیک کا اقرار کرے تو جائز ہے، اس سے ثابت ہوا کہ تملیک بغیر تسلیم کے صحیح ہے اور یہ مہبہ کا غیر ہے، اسی پر فتویٰ اور لوگوں کا عمل ہے، نیز مقرر کی موت تسلیم کے قائم مقام ہے اور اسی پر اتفاق ہے (مفتاح)

علیٰ حضرت — یہ نقل مجہول وغیر معقول اور غیر مقبول ہے، بہالت اس لئے کہ مفتاح نامی کتاب کتب مذہب سے نہیں ہے اور غیر معقول اس لئے کہ تملیک فی احوال کی چار صورتیں ہیں:

(۱) تملیک عین بالعوض

(۲) تملیک عین بلا عوض

(۳) تملیک منافع بالعوض

(۴) تملیک منافع بلا عوض

تملیک عقلی طور پر ان چار صورتوں میں منحصر ہے اور یہ بات بالبداہت معلوم ہے کہ جس تملیک کا یہاں ذکر ہے وہ نہ تو تملیک عین بعوض ہے نہ تملیک منافع بالعوض اور نہ ہی تملیک منافع بلا عوض بلکہ تملیک عین بلا عوض ہے

اور یہی تو ہبہ ہے، متون فقہ میں اسی طرح تفسیر کی گئی ہے۔ قاضی زادہ نے نتائج الافکار میں فرمایا کہ ہبہ کا شرعی مفہوم مال کی بلا عوض تملیک ہے، اسی طرح عام شرح بلکہ متون میں مذکور ہے۔

نیز شریعت مطہرہ میں ایسا کوئی عقد نہیں کہ جس میں تملیک عین بلا عوض فی الحال ہو اور وہ ہبہ بھی نہ ہو، اگر کوئی ایسا عقد ہوتا تو اس کے لئے کتب فقہ میں کوئی کتاب، باب، فصل یا کچھ عنوان مختص ہوتا جیسے کتب میں بیع، ہبہ، عاریہ اور اجارہ وغیرہ کے لئے باب باندھے گئے ہیں لیکن عام کتب مذہب اس بات کی طرف ادنیٰ اشارے سے بھی خالی ہیں لہذا یہ عقد شریعت میں غیر معروف ہے بلکہ لوگوں کے درمیان یقینی طور پر یہ بات مشہور ہے کہ اگر کہا جائے کہ زید نے عمرو کو اپنے مکان کا بلا عوض مالک بنایا تو اس سے کوئی شخص بھی ہبہ سے سوا کوئی دوسرا مفہوم نہیں سمجھے گا اور کسی عقلمند بچے اور نہ ہی کسی فاضل عالم کے دل میں اس کے سوا (ہبہ کے سوا) کوئی دوسری بات کھٹکے گی۔

ہایہ اور دیگر متعلقہ کتب میں ہبہ کے قبضہ کے ساتھ مشروط ہونے کی تعلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ ہبہ عطیہ پر مبنی عقد ہے اور قبضہ سے پہلے ملک ثابت کرنے میں معطلی پر ایسی چیز لازم کی جارہی ہے جو عطیہ کے خلاف ہے اور وہ مال محبوب کا سپرد کرنا ہے اور یہ بات صحیح نہیں ہے۔

(صاحب مفتح کا مسئلہ اقرار سے استدلال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ کلام بغیر سمجھ کے واقع ہوئی کیونکہ یہاں (صورت اقرار میں) مطالبہ اقرار کی وجہ سے ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے گا کہ ملک کے قبول کے بغیر تملیک صحیح ہو جائے، پھر اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ



بیع کا اقرار جائز ہے تو کیا اس سے یہ استدلال کیا جائے کہ بیع صرف صرف بائع سے پوری ہو جاتی ہے کیونکہ یہاں مشتری کی جانب سے تو کوئی بات بھی نہیں بلکہ وہ بات جس سے استدلال مذکور میں غفلت برتی گئی ہے، یہ ہے کہ اقرار کی دو صورتیں ہیں، ایک لحاظ سے خبر ہے اور ایک لحاظ سے انشاء، پس خبر سے مشابہت کی وجہ سے اقرار کی صورت میں مطالبہ ہوتا ہے، اس لئے مطالبہ نہیں ہوتا کہ یہ کوئی نیا عقد ہے جو قبضہ کا محتاج نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر منقسم گھر کے نصف حصے کا غیر کے لئے اقرار کرے تو صحیح ہے جس طرح در دو وغیرہ میں ہے تو یہ صحت محض اقرار کے خبر سے مشابہ ہونے کی وجہ سے ہے، اگر یہ انشاء ہوتی تو یہ قول صحیح نہ ہوتا جیسے کہ اس پر فقہاء کی نص وارد ہے۔

اگر اس واہم (صاحب مفتاح) کے وہم کو صحیح تسلیم بھی کیا جائے تو بھی اقرار کے باب میں اس سے قبل یہ بات متن اور شرح میں گزر چکی ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا تمام مال جیسے مال کا میں مالک ہوں، فلاں کے لئے ہے تو یہ اقرار نہیں ہوگا پس تسلیم ضروری ہوگی بخلاف اقرار کے لئے جمیع مالی اموال ملکہ لہ ہبۃ لا اقرار فلا بد من التسليم بخلاف الاقرار۔

لام تملیک سے معلوم ہوا کہ یہ ہبہ ہے اور تسلیم شرط ہے اور اقرار میں تسلیم شرط کا نہ ہونا اس لئے ہے کہ وہ ایک لحاظ سے خبر ہے، اس واسطے نہیں کہ وہ ایک ایسا عقد ہے جو تسلیم کا محتاج نہیں، اس میں نکتہ یہ ہے کہ تملیک بیع اور ہبہ

دونوں کو شامل ہے، پس جب کسی نے کسی دوسرے کے لئے تملیک کا اقرار کیا تو (دیکھا جائے) اگر درختوں پر موجود پھلوں کی تملیک کا اقرار کیا ہے تو اس سے مراد بیع ہوگی اور اقرار کی وجہ سے اس سے مطالبہ کیا جائے گا تا کہ اس کی کلام ممکن حد تک صحیح قرار پائے لیکن ہبہ کے اقرار کی صورت میں اس نے اس چیز کی تصریح کی ہے جو بوجہ مشغولیت (پھل کا درخت پر ہونا) پوری نہیں کی جاسکتی اور پونہی ہر بات میں ہوگا کہ جب کوئی اقرار کرے کہ میں نے اس سے قبل فلاں کو مالک بنایا اور اس نے مشغولیت یا اجزاء یا ان کے علاوہ کسی قسم کی تفصیل بیان نہیں کی کیونکہ تملیک کے اقرار سے اس کی ملکیت ختم ہوگئی اور جس کے لئے اقرار کیا اس کی ملکیت ثابت ہوگئی اور عطیات میں یہ بات بلا قبضہ صحیح نہیں لہذا ایسا اقرار ہبہ کا اور اسی وقت قبضہ دینے کا اقرار ہوگا لیکن اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میں نے فلاں کو ہبہ کیا تو وہ اسباب سے ہرگز قبضہ دینے کو مستلزم نہیں پس وہ مہربان کے لئے مہول ملک کا افتراء نہیں ہوگا اور دونوں اقراروں میں یہی فرق ہے۔

یہ مطلب جو صاحب مفتاح نے سمجھا کہ تملیک میں قبضہ ضروری نہیں اگر موصوف یہ دلیل ذکر کرتے تو ہم تعین کرتے کہ یہ ثقل اور فتویٰ مشائخ پر افتراء ہے لیکن استدلال سے ظاہر ہوا کہ مسئلہ کے سمجھنے میں خطا واقع ہوئی اس سے قبل ہم نصوص قاطبہ سے یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں تملیک سے مراد ہبہ ہے اور اس بات کا اس فاضل (علامہ طحاوی) نے بھی کلام کے شروع میں اعتراف کیا کہ تملیک ہبہ کے معنی میں ہے اور قبضہ سے تادم ہوتی ہے۔



لہذا جب قبضہ کے بغیر یہ تمام نہیں ہوتی تو بلا تسلیم کیسے مکمل ہوگی پھر  
 نہایت تعجب کی بات تو یہ ہے کہ اختلاف تو اس بات میں ہے کہ اگر کوئی  
 شخص کہے کہ میں نے مجھے اس چیز کا مالک بنایا، آیا یہ وہی ہوگا یا یہ کلام بالکل  
 صحیح نہیں ہوگی کیونکہ تملیک عام ہے جیسے ہم ردالمختار سے پہلے نقل کرچکے  
 ہیں اور تملیک بلا قبضہ کو بالکل صحیح قرار دینا اور مفتی بہ قول بتانا تو نہایت  
 تعجب خیز ہے۔

تمہ — جامع الفصولین، خیر ملی اور عقود الدریہ میں یہ نص موجود ہے کہ کسی ستاویں  
 میں یہ تحریر ہو کہ فلاں نے فلاں کو تملیک صحیح کے ساتھ مالک بنایا تو یہ تملیک  
 فاسد غیر مقبول ہے کیونکہ جہت تملیک مجہول ہے اور یہ عقد جدید من گھڑت ہے،  
 جس کا شریعت اور عرف میں کوئی وجود نہیں البتہ جو شخص اس قول کو کہہ رہا ہے  
 محمول کرتے ہوئے قبول کرے تو مقبول ہو جائے گا اور یہ بات کہ اقرار  
 کرنے والے کی موت بالاتفاق تسلیم کے قائم مقام ہے، اس اجماع کے خلاف  
 ہے کہ تسلیم سے پہلے عاقدین میں سے کسی ایک کی موت عقد کو باطل  
 کر دیتی ہے، پس حق بارت یہ ہے کہ یہ نقل مجہول لا معقول ہے جس پر  
 نہ صرف یہ کہ اعتماد جائز نہیں بلکہ یہ لائق توجہ ہی نہیں، عصمت و توفیق صرف  
 اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

طحاوی<sup>۲۱۰</sup> — مفتاح کی گذشتہ عبارت کے ذکر کے بعد علامہ طحاوی  
 فرماتے ہیں کہ تملیک کو کہہ کے مقابلہ میں لانے کی صورت میں مناسب  
 یحکا کہ کہا جاتا ولو ملک کیونکہ اقرار بالملک کی صورت یہ ہے کہ کہے یہ چیز

فلاں کے لئے ہے تو یہ خبر ہے، تملیک نہیں ہے لہ

علیٰ حضرت — قرۃ العیون میں بھی امام طحاوی کے حاشیہ سے اسی طرح نقل کیا گیا ہے

اور یہی بہتر ہے۔

طحاوی ۲۱۱ — اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو خط لکھے اور اس میں لکھے کہ جواب اہی

دوسری طرف لکھ دو تو مکتوب الیہ کے لئے وہ کاغذ لوٹنا ضروری ہے اور اسے

اس میں تصرف کا کوئی حق نہیں۔

علیٰ حضرت — اسی طرح اگر اس مکتوب میں لکھے کہ اسے پڑھ کر فلاں کو پہنچا دو تو

مکتوب الیہ کے لئے اس میں تصرف جائز نہیں، اب یا تو وہ کاتب کی طرف

لوٹا دے یا اس (جس کے بارے میں کہا گیا ہے) کی طرف پہنچا دے۔

طحاوی ۲۱۲ — تنویر الباری مع در مختار میں ہے کہ اجارۃ فاسدہ میں اجر مثل

واجب ہوگا اگر مقررہ اجر معلوم ہو۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں (کہ در مختار کے قول) لو المسمی معلوما

سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجر مقرر کی صورت میں اجر مثل واجب ہوگا چاہے

وہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو حالانکہ یہ مطلب نہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ جب مقررہ

اجرت معلوم نہ ہو تو اجر مثل واجب نہیں ہوگا حالانکہ عدیم علم کی صورت میں اجر

مثل ہی واجب ہوگا چاہے وہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں امام طحاوی کے الفاظ یہ ہیں،

مع انہ یجب بالغاما بالغ

علیٰ حضرت — یجب بالغاما بالغ کا مطلب یہ ہے کہ چاہے وہ مقررہ اجرت



سے نائد ہی کیوں نہ ہو۔

**طحاوی** — امام طحاوی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ بزاز اور طلیسی نے بھی اسے روایت کیا اور طبرانی نے بھی حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ذکر میں اسے بیان کیا، یہ بات المقاصد الحسنۃ میں ہے۔

**المختصر** — علامہ شامی نے بھی (رد المحتار میں) اسی طرح المقاصد الحسنۃ کے حوالے سے بلا تبصرہ نقل فرمایا حالانکہ حلیۃ الاولیاء، حافظ ابو نعیم (احمد بن عبداللہ صہبانی (م ۳۴۰ھ) کی تصنیف ہے، حافظ ابوتام سلیمان طبرانی اس کے مؤلف نہیں ہیں لہ

**طحاوی** — تنویر الابصار مع درمختار میں ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس نے اسی شخص یا کسی دوسرے سے یہ عقد باندھا کہ وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے جنابت کی دیت دے گا، تو یہ عقد عقود موالات کہلاتا ہے۔

امام طحاوی نے ابراہیم نخعی کا قول نقل کیا کہ جب کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا اور اس سے عقد موالات باندھا تو وہ اس کا وارث ہوگا اور اس کی طرف سے دیت ادا کرے گا۔

امام طحاوی مزید فرماتے ہیں کہ امام نخعی کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی

ماہ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۷۷۹ میں شیخ ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن اسحاقی (م ۵۹۰ھ) کی تصنیف کے بارے میں ہے: المقاصد الحسنۃ فی کثیر من الاحادیث المشتملۃ علی السنۃ

ماہ کشف الظنون ج ۱ ص ۶۸۹

ہے کہ صحت موالاة، وراثت اور دیت کی شرط پر موقوف نہیں بلکہ صرف عقد ہی کافی ہے کیونکہ حاکم نے وراثت اور دیت کو بطور شرط ذکر نہیں کیا بلکہ صحت عقد کے بعد ان دونوں کو حکم قرار دیا ہے۔

**علیٰ حضرت** — کسی بات کا حکم ہونا اس کے شرط ہونے کے منافی نہیں کیونکہ جب کسی چیز میں تمام شروط پائی جاتی ہیں اس وقت اس پر حکم نافذ ہوتا ہے جب کہا جاتا ہے عقد کذا تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ اس نے تمام شرائط کو پورا کیا لہذا اگر وراثت اور دیت کو شرط قرار دیا جائے تو ابراہیم نخعی کے قول والا کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے کہا "میں نے تجھ سے عقد بانہا کہ تو میرا وارث ہوگا اور میری طرف سے دیت ادا کرے گا جیسے کوئی کہے الرجل الرجل الرجل الخ تو اس سے مراد وہ شخص ہوگا جو مجھ کو النسب غیر عربی ہوگا جس کے لئے نہ تو ولایت عنایت ہو اور نہ ہی کسی کے ساتھ عقد موالات ہو جو اس کی طرف سے دیت ادا کرے۔

**طحاوی** ۷۱۵ — اگر کوئی شخص والیت کے معنی میں نے تجھ سے عقد بانہا اور دوسرا کہے قبلت میں نے قبول کیا "تو اس صورت میں عقد موالات منعقد ہو جائے گا۔ (تحفہ بحوالہ شریانی)

**علیٰ حضرت** — تحفہ کی یہ عبارت دو باتوں کا احتمال رکھتی ہے، یا تو اس مجموعہ عبارت کا معنی ہے جو اولاً ذکر کی گئی یا صرف انت مولای کا بدل ہے اس دوسری صورت میں بقیہ عبارت ضروری ہے کیونکہ ملک العلماء جو صاحب تحفہ کے تلمیذ ہیں، انہوں نے اپنی شرح البدائع، جسے انہوں نے اپنے استاد کے سامنے پیش کیا تو استاد نے ان سے اپنی بیٹی کا رشتہ کر دیا، میں لکھا کہ یا کوئی کہے والیت اور جواباً دوسرا شخص عقد میں وراثت اور دیت کے



تذکرہ کے بعد کے قبلت، یہ سب قیاب کیا۔

۲۱۶ طحاوی — علامہ طحاوی نے ابراہیم نخعی کی عبارت سے ارث اور دیت کی شرط کے بغیر عقد کو ثابت کرتے ہوئے، صاحب تحفہ کی تفسیر کو بطور تائید پیش کیا، جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے ۱۰۱ سے قاضی ابنی زادہ نے رد کرتے ہوئے کہا کہ اس عبارت میں ایسی کوئی بات نہیں جو ارث اور دیت کے عدم شرط ہونے پر دلالت کرے۔

۲۱۷ طحاوی — یعنی عبارت میں صراحتاً ایسی بات نہیں۔

۲۱۸ طحاوی — امام طحاوی فرماتے ہیں کہ قاضی زادہ کا رد محقق بالادلة نہیں بلکہ محض جواز اور امکار پر مبنی ہے۔

۲۱۹ طحاوی — اس کا جواب ہم نے رد المختار کے حاشیے پر دیا ہے۔

۲۲۰ طحاوی — عقد ہوا لاق کی شرائط کے بیان میں صاحب رد مختار نے فرمایا: والنظام من ان يشترط العقل والامث

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس شرط کے بارے میں بحث گزر چکی ہے۔

۲۲۱ طحاوی — قدس سبکی یجائے قدس سلف فیہ کما لفاظ مناسبہ

۲۲۲ طحاوی — صاحب رد مختار نے مجمع الفتاویٰ سے ایک مسئلہ نقل فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیارہ بیوی کو اپنے ماں باپ کے پاس جانے سے روکے اور اجازت کے لئے ہر کے ہبہ کا مطالبہ کرے، اس صورت میں اگر عورت بعض ہبہ کرے۔۔۔ تو ہبہ باطل ہوگا کیونکہ وہ عورت بمنزلہ مجبورہ ہے۔

صاحب رد مختار فرماتے ہیں کہ اس جزیہ سے اس نوہید فتویٰ کا جواب

بھی چل ہو گیا کہ اگر کوئی شخص اپنی باکرہ لڑکی کا نکاح کرے اور زفاف سے منع کرتے ہوئے اس سے گواہی چل کرے کہ اس (لڑکی) نے اپنے باپ سے ماں کی وراثت چل کر لی ہے، پھر جب لڑکی اقرار کرے تو وہ اسے شب باشی کی اجازت دے تو اس صورت میں اقرار صحیح نہیں کیونکہ وہ مجبور کے حکم میں ہے۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ علت اس وقت ظاہر ہوگی جب خاوند اس عورت پر دوسری شادی کرنا چاہے یا لونڈی سے شب باشی کا ارادہ کرے کیونکہ اس سے اس میں صبر کی طاقت باقی نہیں رہتی۔

علیٰ حضرت — ہم نے اس کا جواب ردالمحتار کے حاشیے پر دیا ہے چنانچہ وہاں ملاحظہ کیا جائے۔

طحاوی ۲۲۰ — جو بات محض نفع بخش ہو اس میں بچہ بالغ کی طرح ہے لہذا اس کا (کسی کی طرف سے) ہبہ قبول کرنا اور اسلام لانا صحیح ہے۔

علیٰ حضرت — بچے کا اسلام اسی وقت صحیح ہے جب کہ وہ سمجھدار ہو ورنہ نہیں جس طرح مجنون کا اسلام صحیح نہیں کیونکہ اسلام اقرار اور اعتقاد کا نام ہے اور ان دونوں کے لئے اذعان ثابت نہیں۔

طحاوی ۲۲۱ — نا سمجھ اگر اپنا مال غلط کاموں میں ضائع کرتا ہے تو وہ قاسق ہے، اس کی شہادت قبول نہیں کی جائیگی۔

علیٰ حضرت — جو شخص اپنا مال ناجائز کاموں میں ضائع کرے وہ قاسق ہے

اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، اس سے ان لوگوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو شب برائت وغیرہ میں آتش بازی کرتے ہیں یا پتنگ بازی کرتے ہیں اور یہ دونوں کام ہندوستان بلکہ دوسرے مقامات پر بھی عام ہیں اللہ تعالیٰ



ہماری حفاظت فرمائے۔

**طحاوی ۲۲۲** — صاحب درمختار نے نقل فرمایا کہ بزاز یہ میں ہے، اگر کوئی شخص کسی کی جیب سے درہم غصب کرے، پھر اسے بتائے بغیر واپس کر دے تو بری الذمہ ہو جائے گا۔

**الحقیر** — فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بچے سے کچھ درہم لے اور اپنی ضرورت میں خرچ کرے، پھر ان کی مثل درہم واپس لوٹائے تو عمدہ برا نہیں ہوگا جب تک کہ بچہ بالغ ہو کر اسے بری الذمہ قرار نہ دے۔

**طحاوی ۲۲۳** — اگر کوئی شخص مالِ مَغْضُوب یا مالِ وُدْعِیت میں تصرف کر کے نفع حاصل کرے تو اسے صدقہ کر دے جبکہ وہ درہم اشارہ کے ساتھ یا وُدْعِیت و غصب کے درہم کے ساتھ خریدنے اور نقد قیمت ادا کرنے کی وجہ سے متعین ہو جائیں اور اگر اس کی طرف اشارہ کیا اور نقد سودا کیا، پھر بھی صدقہ کرے کیونکہ نقدیت کی وجہ سے خبث پیدا ہو گیا اگرچہ وہ اشارہ کے ساتھ متعین نہیں ہوا۔

**الحقیر** — مجھے اس بات سے اختلاف ہے جس کا ذکر میں نے ردالمحتار کے حاشیے پر کیا ہے۔

**طحاوی ۲۲۴** — درہم مَغْضُوب و وُدْعِیت کے غیر متعین ہونے کی صورت میں چار صورتیں بیان کی گئی ہیں اور کہا گیا ہے کہ امام کرخی کے نزدیک تین صورتوں میں نفع صدقہ کیا جائے اور اسی پر فتویٰ کا قول کیا گیا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جب نفع میں چار صورتیں جاری ہوتی ہیں تو اس چیز کے حصول میں بھی یہی چار صورتیں پیدا ہونگی جو خریدی گئی ہے کیونکہ نفع اپنے اصل کے تابع ہے۔

**علیٰ حضرت** ————— ردالمحتار میں تبہ بین کے حوالے سے ہے کہ ادائیگی ضمانت سے پہلے حلال نہیں، بعد میں جائز ہے مگر جو کچھ قیمت سے زائد ہے اور وہ نفع ہے وہ (کسی صورت میں) جائز نہیں، اسے صدقہ کر دے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں حکم نفع، حکم صل کے خلاف ہے پھر فتاویٰ ہندیہ میں تبہ بین کے حوالے سے دیکھا وہاں صراحت ہے کہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد اصل کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن صورت نقد میں نفع کا استعمال جائز نہیں۔ امام کرخی کا مذہب ذکر کرنے کے بعد کہا کہ ہمارے مشائخ نے اسے ہر حال میں تجویز لیب قرار دیا ہے، چاہے ضمانت سے قبل ہو یا بعد، ہر حال میں نفع کا استعمال اچھا نہیں اور یہی مختار ہے۔

میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ علامہ طحطاوی کا کلام اس صورت کے بارے میں ہو کہ حلیہ ضمانت ادا نہ کی جائے کیونکہ اس صورت میں صل اور نفع دونوں ناپاک ہیں، اسی لئے اس پر خبیث کا حکم لگایا گیا ہے یعنی اہم کرخی کے نزدیک اس وقت جب اشارہ کیا جائے اور نقد ادائیگی ہو اور مختار قول کے مطابق مطلقاً ناجائز ہے۔

**طحطاوی** ۲۲۵ ————— حموی میں صدر الاسلام سے ہے کہ اگر بقیہ شدہ ہزار روپے سے کھانے کا سامان خریدا تو کھانا جائز ہے۔

**علیٰ حضرت** ————— یعنی ضمانت ادا کرنے سے پہلے (جائز ہے) ۲۲۶

**طحطاوی** ————— صدر الاسلام کا قول نقل کرنے کے بعد علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ ایسا کھانا حلال نہیں کیونکہ سبب میں ایک قسم کا خبیث پایا جاتا ہے، پھر اس پر تفریع کے طور پر فرماتے ہیں کہ بعض ظالم غیر عابد چیزیں خریدتے ہیں، پھر اپنی حاجات پوری کرنے کے بعد قیمت ادا کرتے ہیں۔



۲۲۷ علیہ السلام — عدم ملک کی وجہ سے خبیث پایا گیا، پس یہی خبیث لغو و میں بھی مستعمل ہوگا۔  
البتہ ضمانت کی ادائیگی کے بعد چونکہ یہ خبیث زائل ہو جاتا ہے لہذا یہ کھانا بھی حلال ہے  
اور منصوب مال سے خرید کردہ لونڈی سے وطی بھی صحیح ہے جیسا کہ ہم نے دلچسپ  
کے حاشیے پر تحقیق کی ہے۔

۲۲۸ طحاوی — اگر کسی شخص نے کپڑا وغیرہ غضب کیا اور اس سے لونڈی خریدی  
تو اس کے ساتھ وطی حلال نہیں اور اگر اس منصوبہ کپڑے کے ذریعے شادی  
کی تو جائز ہے۔

۲۲۹ علیہ السلام — یہ خلاف صحیح ہے یعنی امام طحاوی کا یہ قول کہ لونڈی سے  
وطی جائز نہیں، یہ ضمانت کی عدم ادائیگی تک ہے، بعد ادا اسے ضمانت صحیح ہے۔  
۲۲۸ طحاوی — اگر ان دونوں میں سے ایک عورت سے نکاح کیا یا کپڑا  
وغیرہ خریدا اور ضمانت ادا کر چکا ہے تو نفع حلال ہے۔

۲۲۹ علیہ السلام — ہمارے کام مرجع در اہم غضب و دلعت ہیں یعنی ان دونوں میں  
سے کسی ایک کے ساتھ خریدا۔

۲۲۹ طحاوی — مختصر کے حوالے سے علامہ طحاوی نے ایک عبارت نقل فرمائی  
جس کا کچھ ذکر پیچھے ہو چکا ہے کہ اگر منصوبہ کپڑے سے لونڈی خریدے تو  
وطی حلال نہیں البتہ اس منصوبہ کپڑے کے ذریعے کسی عورت سے شادی  
کی تو وطی جائز ہے۔

اسکی تحت علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ جب در اہم غضب جو معین  
بھی ہوں اور نقد بھی، کے ساتھ کچھ خریدا تو اس کا استعمال حرام نہیں کیونکہ  
عین کے ساتھ عقد کا تعلق نہیں۔

۲۲۹ علیہ السلام — یہ بات جو علامہ طحاوی نے بیان فرمائی، اس ضابطہ کے تحت ہے

جو بیع فاسد میں ذکر کیا گیا کہ اگر کلام اس میں ہو جس میں ضمانت ادا کی گئی تو اس وقت وہ ملک ہوگی اگرچہ ملک خبث ہی سہی اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ اگر خبث فساد ملک کے سبب سے ہو تو غیر معین میں حلال نہیں پس نفع بغیر عقد و نقد کی تفصیل کے حلال ہوگا اور مطلقاً حجاز کے قول سے بظاہر جو فائدہ نظر آتا ہے کہ چاہے ضمانت ادا کی جائے یا نہ، وہ ضابطہ کے خلاف ہے ضابطہ میں کہا گیا ہے کہ جب خبث عدم ملک کے سبب سے ہو تو متعین و غیر متعین دونوں میں عمل ہوگا، پس اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کیونکہ یہ مقام لغزش ہے اور ہم نے ردالمحتار کے حاشیہ پر کتاب الغصب اور بیع فاسد کے بیان میں اس بات کی تحقیق کی ہے۔

طحاویؒ ۲۳۰ — کسی شخص نے ورق غصب کیا اور اس پر کچھ لکھا آیا مالک کی ملک منقطع ہو جائیگی؟ اس میں اختلاف ہے، مغدی نے کہا صحیح یہ ہے کہ ملک منقطع نہیں ہوگی۔

علیہ السلام — خلاصہ میں ہے کہ منقطع ہو جائے گی۔

طحاویؒ ۲۳۱ — کتاب بحر ذخیر میں ہے کہ مضمویہ بکری کو پکایا یا بھونا تو قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مالک غائب ہو یا حاضر ہو لیکن ضمانت پر راضی نہ ہو تو غاصب کے لئے قیمت کی ضمانت ادا کرنے یا اس کے ذمہ قرض ہو جانے سے قبل نہ تو کھانا جائز ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کو کھلانا، یونہی کسی دوسرے کو کھانا جائز نہیں۔ (مکی)

علیہ السلام — السراج الوہاج کے ص ۵۵ پر ”غصب الشاة“ کے ذکر میں یہ مسئلہ زیادہ بتن اور واضح ہے۔

طحاویؒ ۲۳۲ — تنویر الالبصار مع درمختار میں ہے کہ کسی شخص نے کوئی چیز غصب کی



اسے تبدیل کر دیا یہاں تک کہ اس کا نام بدل گیا اور وہ زیادہ نفع بخش ہو گئی یا وہ منصوبہ چیز غاصب کی ملک سے مخلوط ہو گئی اور امتیاز ناممکن ہو گیا تو اس صورت میں غاصب کو ضمانت دینی پڑے گی اور وہ چیز کا مالک ہو جائے گا لیکن ادائیگی ضمانت سے قبل نفع حاصل کرنا جائز نہیں، صاحب درمختار فرماتے ہیں قیاس یہ ہے کہ ضمانت کی ادائیگی سے قبل بھی انتفاع حلال ہے۔

علامہ طحاوی اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ذیل یعنی نے کہا قیاس یہ ہے کہ اس سے انتفاع جائز ہے اور یہ قول امام زفر، امام حسن رحمہما اللہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی ایک روایت یوں ہی ہے۔  
**نوٹ** یہ بات واضح طور پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ظاہر روایت کے خلاف ہے لیکن خلاصہ، ہندیہ اور دیگر کتب میں اسے امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کا قول قرار دیا گیا ہے، صاحبین کا قول سخاں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے لیکن فتاویٰ بنیازیہ میں ہے کہ امام نجم الدین شافعی اس قول کی امام اعظم کی طرف نسبت سے انکار کرتے تھے۔ اگر اسے امام اعظم رحمہ اللہ ہی کا قول قرار دیا جائے اور یہ سوال کیا جائے کہ اس صورت میں اور بیع فاسد کے ساتھ مبیع میں کیا فرق ہو گا کیونکہ اس سے انتفاع امام صاحب کے نزدیک حلال نہیں حالانکہ اس میں ملک ثابت ہے اگرچہ ملک خبیث ہی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں میں اس طرح فرق کیا جائے گا کہ منصوب میں تبدیلی ہو جائے تو رد نہیں کی جاسکتی جبکہ بیع فاسد کے مبیع کا رد کرنا حق تشریعت کے تحت واجب ہے کیونکہ یہ بیع فسخ ہے پس غیر کا حق اس چیز کی ذات سے ہے جبکہ بدلے ہوئے منصوب میں یہ بات نہیں۔

۲۳۳  
طحاوی

مقصودہ زمین کے مسائل کو صاحب درمختار نے تفصیل سے بیان فرمایا۔  
علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ تفصیل علامہ کرخی نے اپنی بعض کتب میں ذکر فرمائی  
اور فرمایا کہ کتاب میں جو کچھ ہے اس سے یہی مراد ہے۔

علیہ السلام

کتاب کے مطلقاً ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ البدایہ مراد ہے  
اور ہو سکتا ہے کہ مبسوط مراد ہو لیکن مختصر القدوری مراد لینا ممکن نہیں جیسے  
عام طور پر فقہاء مطلقاً ذکر کتاب کے وقت مختصر القدوری مراد لیتے ہیں  
کیونکہ امام قدوری کو امام کرخی سے تین واسطوں سے شرف تلمذ حاصل ہے  
طحاوی ۲۳۴

ضمانت غصب کے ضمن میں صاحب درمختار نے چند مثالیں  
بیان فرمائیں مثلاً زمین غصب کی اور اس پر مکان تعمیر کیا یا درخت لگائے  
یا مرغی نے کسی کا موتی نگل لیا وغیرہ تو ان صورتوں میں زیادہ قیمت دے  
کو اختیار ہے، چاہے تو کم قیمت والی چیز لیکر مالک کو قیمت دے دے  
یا وہ چیز چھوڑ دے اور کم قیمت والے سے اپنے چیز کی قیمت وصول کرے  
مثلاً زمین غصب کی اس پر مکان بنایا، اب قیمت زیادہ ہو گئی اب یا تو  
زمین کی قیمت دے یا مکان بھی چھوڑ دے اور اسکی لاگت وصول کرے  
امام محمد علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے اور مصنف نے بھی اپنی شرح میں یوں  
ذکر کیا ہے۔

علیہ السلام

فتاویٰ خانیہ میں جو کچھ اس بارے میں مذکور ہے وہ بھی اس  
قول کو رد کرتا ہے کہ صاحب اکثر صاحب اقل کو قیمت کا مالک بنائے گا  
طحاوی ۲۳۵

کسی غیر کی زمین میں عمارت تعمیر کی یا درخت لگائے تو درخت  
۱۰۰۰



کاٹنے اور زمین واپس کرنے کا حکم دیا جائے گا۔  
 امام کرخی فرماتے ہیں کہ یہ حکم نہیں دیا جائے گا اور وہ فاصب  
 قیمت کی ضمانت دے گا، اسی پر بعض متاخرین، مثلاً صدر الاسلام وغیرہ  
 کا فتویٰ ہے اور یہ احسن ہے۔

**طالت المحضر** ————— قستانی اور عقود میں ان سے اس تفصیل کے ہمزہ کے بغیر (صرف)  
 ”حسن“ مروی ہے۔

**ططاوی** ۲۳۴ ————— در مختار میں ہے کہ کسی انسان کے گھر میں اس کی اجازت  
 کے بغیر داخل ہونا جائز نہیں لیکن جہاد میں (جائز ہے)

علامہ ططاوی نے الا فی الغزو کے دو احتمال بیان کر کے فرمایا کہ  
 تفکرات اور پریشانیوں کی کثرت کی وجہ سے میری سوچ میں ضعف ہے لہذا  
 کسی دوسری جانب رجوع کیا جائے۔

علامہ ططاوی نے پہلا احتمال یہ ذکر فرمایا کہ غازی، اہل حرب کے  
 گھروں میں بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے اور دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ  
 جب جہاد فرض ہو جائے اور بعض لوگ پہلو ہتی کریں تو سربراہ کو اختیار ہے  
 کہ وہ کسی کو بھیجے جو لوگوں کے گھروں میں داخل ہو کر انہیں نکال لائے۔

**طالت المحضر** ————— علامہ شامی نے تیسری توجیہ یہ بیان فرمائی کہ جب کسی شخص کا گھر  
 دشمنوں سے بلندی پر واقع ہو تو مجاہدین کے لئے وہاں داخل ہونا جائز ہے  
 تاکہ وہ وہاں سے دشمن کے ساتھ جنگ کریں۔

میں کہتا ہوں کہ ایک چوتھی توجیہ میرے لئے ظاہر ہوئی اور وہ یہ کہ  
 بعض کفار کسی ذمی یا مسلمان کے گھر میں پناہ لیں اور مجاہدین اسلام اسے  
 قتل کرنا چاہتے ہوں جبکہ صاحب خانہ ان کو اندر آنے کی اجازت نہ دیتا ہو

تو مسلمانوں کے لئے اندر داخل ہونا جائز ہے اگرچہ گھر میں ستورات ہوں کی  
خود گھر والا مسلمانوں کو روک کر ستورات کے بے پردہ کرنے کا باعث بنے  
پانچویں توجیہ یہ ہے کہ مجاہدین کسی حاجت یا مصلحت کے تحت از  
جانا چاہتے ہوں، اور یہ تمام توجہیات ممکن ہیں کیونکہ ضابطہ یہ ہے کہ ضرورت  
مقامات استثنائی ہیں جیسے تجنیس کے حوالے سے غمز میں ہے۔

۲۳۷ طحاوی — درمختار میں ہے کہ اگر غاصب منسوبہ مال کو اجرت پردے  
اجرت مالک کی طرف لوٹا دے تو یہ مالک کے لئے پاکیزہ ہے کیونکہ اجرت  
لینا جائز ہے۔

۲۳۸ علیہ السلام — یہ عجیب بات ہے کیونکہ اجازت کا تعلق معدوم چیز کے ساتھ  
نہیں ہو سکتا اور اجازت کی صحت کے لئے معقود علیہ کا قائم ہونا شرط ہے  
اور وہ اس صورت میں نفع ہے جو معدوم ہے البتہ یہ تعلیل اس صورت میں  
جاری ہو سکتی ہے جب تاجر کے مال اجرت سے نفع حاصل کرنے سے پہلے  
اجرت حاصل کر لی جائے اور مالک کی طرف لوٹا دی جائے۔

۲۳۹ طحاوی — صاحب درمختار نے فروع کے عنوان سے چند مسائل بیان  
فرمائے جن میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ سوائے جہاد کے (جس کا ذکر پہلے  
ہو چکا ہے) کسی انسان کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونا ناجائز ہے۔

۲۴۰ علیہ السلام — یہ مسائل الاشباہ سے منقول ہیں اور حموی (شارح اشباہ  
۲۴۱ الا فی الغزو پر کوئی بحث نہیں کی۔

۲۴۲ طحاوی — امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں علامہ طحاوی  
نے شرح النقایہ اور تشنیع المصنف کے حوالے سے ایک عبارت نقل فرمائی  
جو یہ ہے :-



وقد ايدلا ما صح عندنا اننا فضل العلماء في  
ثمانه واكمل العرفاء في اوانه نهين الملة والدين  
وقد سأي بعضهم في السنام انه شافعي المذهب الخ  
ت اصل عبارت جو ص ۲۲۳ پر منقول ہے وہ یہ ہے

طاوی — اہل ہوا اور بدعتی کی تکفیر میں اختلاف ہے، اگر بدعتی کا مذہب  
کفر کی طرف پہنچاتا ہو اور اس کی کوئی تاویل ممکن نہ ہو تو وہ بالاجماع کافر ہے  
البتہ جس کی بدعت اس طرح نہ ہو اس کے بارے میں اختلاف ہے ابن حنبل  
نے شرح ہدایہ میں فرمایا کہ اہل مذاہب کی کلام میں ایسے بہت سے لوگوں کی  
تکفیر ثابت ہے لیکن یہ ان فقہار کی کلام نہیں جو منصب اجتہاد پر فائز ہیں اور  
غیر مجتہد کا اعتبار نہیں، فقہار و مجتہدین سے عدم تکفیر منقول ہے۔  
ت غیر فقہار کی کلام جب فقہار کے اقوال کے خلاف ہو اس وقت  
غیر معتبر ہوگی (مطلقاً نہیں)

طاوی — مذکورہ جانور کے پیٹ سے بچ نکلا تو صاحبین کے نزدیک اگر  
اس کے اعضاء مکمل ہو گئے ہوں تو کھایا جائے گا ان تم خلفہ کی قید سے  
یہ پتہ چلا کہ ناتمام کو نہیں کھایا جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے وہ بمترکہ جزو جانور

مقام طحاوی کی منقول عبارت میں انہ میں ضمیر کے اضافے ابو یوسف البانباری کے عدم ذکر اور  
قد سأي میں واؤ کے اضافے سے عبارت کا مفہوم بالکل بدل گیا اور امام ابو یوسف کی بجائے  
ابو یوسف مراد لے لئے گئے اور خواب دیکھنے والے خود ابو یوسف ہیں جبکہ امام طحاوی کی عبارت  
خواب کسی دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتی ہے (محمد صدیق ہزاروی)  
یہ آگے خواب کا ذکر ہے جو امام ابو یوسف کی عظمت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

کے ہے لہذا حلال ہے۔

۲۲۲ علیہ السلام ————— یہ احتمال صحیح نہیں کیونکہ نفس سے ثابت ہے کہ مضغہ ناپاک ہے

اسی طرح وہ بچہ بھی جس نے پیدا ہونے کے بعد کوئی آواز نہیں نکالی اور یہ پتہ بھی معلوم ہے کہ ہر نجس حرام ہے۔

۲۲۳ طحاوی ————— شرمگاہ، کپورے اور مثانہ مکروہ ہیں اور یہ کراہت تحریمی ہے یا تنزیہی، اس کے بارے میں دو قول ہیں۔

۲۲۴ علیہ السلام ————— مادہ جانور کی شرمگاہ اور پتہ دونوں کا بھی مکروہ ہیں جیسا کہ اسی کتاب کے آخر میں مختلف مسائل کے ذکر میں آئے گا۔

۲۲۵ طحاوی ————— اسی طرح وہ خون بھی مکروہ ہے جو گوشت سے نکلتا ہے۔

۲۲۶ علیہ السلام ————— رد المحتار میں والدم المسفوح کے الفاظ ہیں نیز وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں رہ جاتا ہے مکروہ نہیں اور اس سے خود علامہ طحاوی نے مسائل ششہ کے باب میں بیان کیا ہے۔

۲۲۷ طحاوی ————— کیا یہ کراہت تحریمی ہے؟ اس میں دو قول ہیں۔

۲۲۸ علیہ السلام ————— یعنی شرمگاہ اور اس کے بعد مذکورہ اشیاء کی کراہت کے بارے میں دو قول ملتے ہیں۔

۲۲۹ طحاوی ————— مچھلی کی ایک قسم الجریث کا ذکر کرتے ہوئے علامہ طحاوی نے ابوالسعود کے حوالے سے بتایا کہ عینی سے الجریث جیم کے کسرہ کے ساتھ مروی ہے۔



تصحیح لفظ الوانی ہے کیونکہ البعود کی عبارت میں عینی سے جو منقول ہے وہ الجریث سمکتہ ہے اور الوانی سے الجریث بکسر الجیم منقول ہے۔

طاوی ۲۴۱ — اگر ماکول اللحم جانور نے شراب پی اور پھر اسی وقت اسے ذبح کر دیا گیا تو اس کا گوشت حلال ہے البتہ مکروہ ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں یہ بات معلوم ہے کہ جب مطلقاً کراہت کا لفظ بولا جائے بالخصوص کتاب الخطر میں تو اس سے مراد مکروہ تحریمیہ ہے۔

تحریر — حلت کے ساتھ مقید کراہت مطلقہ نہیں ہوتی اور اس کی تحقیق ردالمحتار کے حاشیہ پریم نے کی ہے لہذا وہاں ملاحظہ کی جائے۔

طاوی ۲۴۲ — عورت اپنے خاوند کی محبت کے حصول کے لئے تعویذ کرے اور اس سے قبل وہ اس سے بغض رکھتا ہے تو یہ عمل حرام ہے، حلال نہیں، جامع صغیر میں اسی طرح ہے۔

تحریر — جامع صغیر میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں التولہ تار کے کسر اور واؤ کے فتح کے ساتھ، ایک قسم کا جادو ہے جو محبت کے حصول کے لئے کیا جاتا ہے۔ اور اس کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن وہ تعویذ جو اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ یا کسی قرآنی آیت سے کیا جائے ظاہر ہو یا پوشیدہ، جیسا کہ عام طور پر لوگ کرتے ہیں، اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اسمائے باری تعالیٰ میں تاثیر پائی جاتی ہے، نیز محبت اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب چیز ہے، البتہ اگر عورت کا ارادہ یہ ہو کہ حاکمیت کے لئے خاوند کو مطیع بنایا جائے تو اس مقصد کے لئے یہ تعویذ یا دوسری کوئی بھی کوشش حرام ہے اور اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں کیونکہ

اس میں شرعی موضوع کو بدلنا ہے جو مرد کے حق میں ہے اور وہ قرآن پاک کا لفظ ہے کہ مرد عورتوں پر حاکم ہیں کیونکہ بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے اور اس صورت میں حرمت ایک دوسری وجہ سے ہے۔

۲۴۸ طحاوی — ہر ملاقات کے وقت مصافحہ مستحب ہے اور صرف صبح اور عصر کے نماز کے بعد کے ساتھ تخصیص کوئی شرعی مسئلہ نہیں (امام نووی) ابو الحسن البکری کہتے ہیں کہ شاید یہ اس زمانے میں لوگوں کی عادت ہو۔  
۲۴۹ علیہ السلام — یعنی فجر اور عصر کے ساتھ تخصیص اس زمانے (امام نووی کے زمانے) میں لوگوں کی عادت ہو۔

طحاوی — امام نووی کے زمانے میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ صبح اور عصر کے بعد مصافحہ کرتے تھے۔  
۲۵۰ علیہ السلام — امام ابو الحسن البکری کی کلام کا متمیز یہ ہے کہ (یہ امام نووی کے زمانے کی عادت ہوگی) ورنہ تمام نمازیں اسی طرح ہیں یعنی ہر نماز کے بعد مصافحہ مستحب ہے۔

طحاوی — جو چیز بازار میں فروخت کی جا رہی ہے، اگر گمان غالب ہو کہ یہ غلام حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو وہ چیز نہیں خریدنی چاہئے۔  
۲۵۱ علیہ السلام — علامہ طحاوی نے یہاں فتاویٰ ہندیہ کے الفاظ نقل کئے ہیں کہ ہر وہ چیز جو قائم ہے اور خریدنے والے کو ظن غالب ہے کہ یہ غیر سے ظلماً حاصل کی گئی ہے اور پھر بازار میں بیچی گئی ہے تو اس کا خریدنا مناسب نہیں اگرچہ بار بار فروخت ہوتی چلی آئی ہو۔

یہ بات مقصود کو نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہے یعنی وہ مقصود: چیز خریدنی جائز نہیں جس کے بارے میں گمان غالب ہو کہ یہی مقصود ہے۔



**مطاولی** ————— منصوبہ چیز نہیں خریدنی چاہئے اگرچہ کئی ہاتھوں سے ہو کر آئے۔  
**مختصر** ————— پھر مذہب مختار کے مطابق اس حکم میں سامان اور نقد برابر  
ہیں کیونکہ خبث عدم ملک کی وجہ سے ہے لہذا متعین اور غیر متعین دونوں  
میں عمل کرے گا لیکن امام کرخی کے مذہب کے مطابق نقد و منصوبہ کا بدل  
خریدنا جائز ہے جبکہ ان نقد پر عقد نہ ہو لیکن بعینہ مال منصوبہ کا خریدنا جائز  
نہیں اور قرض میں لینا، امانت رکھنا یا کسی بھی انداز میں لینا، جائز نہیں  
جب تک غاصب عمدہ برائے ہو جائے یا ضمانت نہ ادا کر دے۔ اس پر  
اجماع ہے کیونکہ نفس منصوب سے خبث کے ازالہ کی یہی صورت ہے۔

**مطاولی** ————— اگر یہ معلوم ہو کہ منصوبہ چیز بعینہ قائم ہے لیکن دوسری چیز سے  
اس طرح مخلوط ہو چکی ہے کہ امتیاز ناممکن ہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے  
نزدیک اگرچہ غاصب کی ملک ہو جائیگی لیکن جب تک مخالف عوض لے کر  
رہی نہ ہو جائے، یہ منصوبہ چیز خریدنی مناسب نہیں۔

**المختصر** ————— میں کہتا ہوں اگر غاصب نے منصوبہ چیز کو کسی دوسری شے سے  
بدل دیا تو اس کا بدل خریدنا بھی جائز نہیں جبکہ منصوب متعین ہو کیونکہ وہ ملک  
خبث کے ساتھ اس کا مالک ہوا لہذا مفتی بہ مذہب کے مطابق برائت  
سے پہلے انتفاع جائز نہیں اور جب خبث، فساد ملک کی وجہ سے ہو  
تو متعین میں عمل ہوگا البتہ ایک ضعیف روایت اس کے خلاف ہے اور  
وہ یہ کہ محض تغیر اور مخلوط ہو جانے سے انتفاع حلال ہو جاتا ہے۔ اگر غیر متعین ہو  
تو بدل کا خریدنا جائز ہے کیونکہ خبث فساد ملک کی وجہ سے ہے اور غیر متعین میں  
عمل صرف ان لوگوں کے قول پر ہوگا جو رد کرنے یا ضمانت دینے سے قبل غلط  
اور تغیر کو ملک کے لئے مفید نہیں سمجھتے۔

امام مفتی ثقلین نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب میں سے محققین نے اس پر  
پراجماع کیا ہے، پس اس وقت عدم تعین کی وجہ سے خبیث ملک پایا گیا نہ  
اس میں عمل ہوگا اور ابدال اسی وقت جائز ہوگا جب اس معصوب سے عمل  
ہو جائے یا ضمانت دے دے۔

۲۵۳ طحاوی — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگور نچوڑنے والے پر لعنت کی  
صاحب درمختار نے فرمایا کہ شراب کے لئے انگور کا نچوڑنا جائز نہیں کیونکہ  
کے ساتھ معصیت قائم ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ اس سے قبل صاحب درمختار نے فرمایا :

لَا تَعَصِيَةَ لَا تَقُومُ بِعَيْنِ

لہذا دونوں قولوں میں منافات ہے اور معصیت کی دلیل المنع میں رسول  
صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک کو قرار دیا گیا ہے :-

ان التی صلی اللہ علیہ وسلم لعن العاصی

۲۵۴ علیہ السلام — مطلقاً نچوڑنے والا ملعون نہیں بلکہ وہ جو گناہ کا ارادہ کرے  
اور شارح علیہ الرحمہ کے قول میں بھی یہی مراد ہے لہذا یہ تعلیل (جو حدیث  
پاک سے بیان کی گئی ہے) صحیح ہے کیونکہ وہ اس کے ذریعے قصد گناہ  
کرتا ہے، چنانچہ ان دو اقوال میں سے منافات بھی زائل ہو گئی۔

۲۵۴ طحاوی — صاحب درمختار نے فرمایا کہ گانے بجانے والے کو کچھ دینا  
حرام ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ جو کچھ وہ بلا شرط لیتے ہیں، جائز ہے اور  
یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔



تحریر — یہ بات معلوم ہے کہ معروف، مشروط کی طرح ہونا ہے اور شاید یہ مسئلہ محشی (امام طحاوی) نے باب الاجارہ میں تحریر فرمایا ہے۔

طحاوی ۲۵۱ — صاحب درمختار نے وہابیہ سے چند اشعار نقل کئے جن میں سے ایک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پرندہ چھوڑے اور یہ کہے کہ جو اسے پکڑے وہی اس کا مالک ہے، تو یہ جائز ہے اور اگر بغیر کسی کی ملکیت کے ارادے کے آزاد کیا تو بعض ائمہ نے اس کا انکار کیا ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ شارح نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اکثر ائمہ نے اسے جائز قرار دیا حالانکہ یہ منقول نہیں بلکہ ظاہر مذہب کے مطابق حرام ہے۔

تحریر — لیکن احادیث مبارکہ سے (بلا ملک چھوڑنے کا) جواز اور استحباب ثابت ہوتا ہے اور شارح علیہ الرحمہ نے جو اس سے پہلے حج کے باب میں بیان کیا ہے وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔

درمختار میں ہے :-

شری عصافیر من الصیاد واعتقها جارات

قال من اخذها فہی لہ الخ

طحاوی ۲۵۴ — المجتبیٰ کے حوالے سے درمختار میں ایک مسئلہ بیان کیا گیا کہ صاحب مال قرضدار کا مال بلا اجازت رہن رکھ سکتا ہے اور کہا گیا ہے کہ جب ناامید ہو جائے تو اپنا قرض پورا کرتے ہوئے اسے لے سکتا ہے

لہذا جہاں گویوں کو کچھ دینا معروف ہے وہاں اسے مشروط ہی تصور کیا جائے گا۔ (مرتب)

حاشیۃ الطحاوی ج ۱، ص ۵۳۲

لفظ 'قیل' کے ساتھ دوسرا قول بیان کر کے آخر میں کہا گیا واقفہ السمنہ  
امام طحاوی فرماتے ہیں کہ مصنف کی نقل میں لفظ قیل نہیں ہے۔

علیہ السلام — لیکن فتاویٰ شامی میں درمختار کا یہی قول (قیل کے ساتھ) نقل کرنے کے  
کہا گیا ہے کہ اسی طرح المنخ میں تعبیر کیا گیا ہے۔

طحاوی ۲۵۷ — اگر راہن، مرہون کو فروخت کرے تو (اس کی صحت) مرہن کی باج  
پر موقوف ہوگی (تذویر الابصار)

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نقل  
بیع نافذ ہو جائے گی۔

علیہ السلام — فتاویٰ خانیہ میں عمادیہ سے نقل کیا گیا کہ صغریٰ میں مرہون کی بیع کے  
نفاذ کا فتویٰ دیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ راہن اور مرہن دونوں میں سے

کسی کو نسخ کا اختیار نہیں، اسی طرح طحاوی کے باب الاجارہ میں بھی گزر چکا  
طحاوی ۲۵۸ — کیا مرہن، مرہون کے زوائد سے، راہن کی اجازت سے نسخ  
جہل کر سکتا ہے؟ بعض کے نزدیک یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ سود ہے۔

علیہ السلام — علامہ خیر الدین دہلوی نے بھی فتاویٰ خیرہ میں راہن کے باب  
میں یہی فتویٰ دیا ہے۔

طحاوی ۲۵۹ — بعض فقہاء نے مرہون کے زوائد سے مرہن کے انتفاع کو مباح قرار  
دیا ہے، کئی کتب فقہ اور شرح میں اسی طرح ہے اور جمہور نے اشباہ کے ملانے  
میں کہا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے لہ



تحریر ————— اباحت کے قول کو اس بات سے مقید کرنا ضروری ہے کہ جب عقد میں شرط نہ رکھی گئی اور عرف میں بھی ایسا نہ ہو، کیونکہ وہ مشروط کی مثل ہے رد المحتار کی کتاب البیوع کے باب القرض اور باب الرهن کے شروع میں نیز اسی حاشیہ طحاوی کے ص ۲۳۶ پر بھی اسی طرح ہے۔

طحاوی ————— دیت کے بیان میں صاحب تنویر الالبصار نے آنکھوں کا ذکر کیا علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ اس کی اصل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے فی العینین الدیۃ۔

تبيين الحقائق میں یہ حدیث مذکور ہے۔

طحاوی ————— اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کا حصہ کسی دوسرے کے لئے وصیت کر دے تو صحیح نہیں جیسے کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے زید کی ملکیت کی وصیت کر دے پھر وہ مر جائے اور زید اسے اجازت دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

تحریر ————— اس صورت میں بیٹے کو مطلقاً نہ کے لئے مال دینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص غیر کا مال ہبہ کر دے تو محض مالک کی اجازت سے صحیح نہیں ہوگا جب تک مالک مال موہوب موہوب لہ کے سپرد کر دینے پر رضی نہ ہو جائے، فتاویٰ عالمگیری کتاب الوصایا کے پہلے باب کے آخر میں یونہی بیان کیا گیا ہے:-

كانه وهب مال غيره لا يصح الا بالتسليم

والقبض كذا في المبسوط له

اس بارے میں اختلاف ہے کہ دو وصیوں میں سے ایک فعل دوسرے کی رائے کے بغیر باطل ہوگا یا دونوں اپنے اپنے فعل میں ہونگے، صاحب درمختار فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف اس وقت ہے جب وصی کی تقرری، میت، واقف یا ایک قاضی کی طرف سے ہو اور اگر دو شہر کے دو قاضیوں کی جانب سے دو وصی مقرر ہوں تو دونوں کا تصرف باطل ہوگا کیونکہ دونوں اپنے اپنے تصرف میں منفرد ہیں لہذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ بَلَدَتَيْنِ کی قید یا تو اتفاقی ہے اس لئے کہ عام طور پر ایک شہر میں ایک ہی قاضی ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر بادشاہ نے ایک شہر میں دو قاضی مقرر کئے اور انہیں وصی مقرر کرنے کا اختیار تو اس کا حکم بھی یہی ہوگا، اور قید احترازی بھی ہو سکتی ہے لیکن تغلیل پہلے احتمال کی مؤید ہے، تغلیل یہ ہے کہ ہر قاضی کا تصرف اپنی جگہ جائز ہے۔ اسی طرح ان کے نائبین کا تصرف بھی جائز ہے۔

**علاقت**  
**الحضر** — اگر سلطان کسی ایک کنارہ شہر کے لئے کسی کو قاضی مقرر کرے اور دوسرے حصے کے لئے دوسرے کو پھر ہر ایک قاضی نے وصی مقرر کیا تو ہر وصی اپنے قاضی کی جانب سے منفرد ہوگا کیونکہ دونوں قاضی تصرف میں منفرد ہیں لہذا ان کے نائبین کا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ایک شہر میں دو قاضی مقرر کئے تو ہر ایک کے لئے فیصلے میں افراد نہیں ہوگا جیسے کہ وکالتہ الاشباہ میں ہے، یہی حکم اوصیاء کا بھی ہے البتہ وصی کو قاضی کا نائب قرار دینا محل نظر ہے کیونکہ وصی میت کا نائب ہے اگرچہ قاضی نے مقرر کیا جس طرح محافظ اوقاف، فقراء کا وکیل ہے اگرچہ واقف نے مقرر کیا۔



۲۶۲  
طاوی — وصی یتیم کے مال میں سے کسی کو قرض نہ دے اور اگر دے دیا تو  
خیانت نہیں ہوگی۔

۲۶۳  
تحریر — اگر قرض دے دیا تو ضمان ہوگا جیسے فتاویٰ شامی میں فتاویٰ خانہ  
کے حوالے سے ہے :-

ولا يتصدق بشيء خانيه وفيها ولا يملك اقراض

مال اليتيم فان اقراض حرم له

۲۶۴  
طاوی — الاشباہ میں فتاویٰ خانہ سے منقول ہے کہ وصی کسی دوسرے کو  
وصی بنا سکتا ہے، چاہے میت کا مقرر کردہ وصی ہو یا قاضی کا البتہ ثانی یعنی  
قاضی کے مقرر کردہ وصی میں اختلاف ہے۔

۲۶۵  
تحریر — اقوال مختلفہ میں اس طرح موافقت پیدا کی گئی ہے کہ قاضی نے وصی کو  
عمومی اختیار دیا ہے تو اس کا مقرر کردہ وصی، وصی کہلائے گا ورنہ نہیں اور  
عنقریب اس کی شرح آئے گی اور وہ یہ ہے :-

فله ان يوصي في العامة دون الخاصة

اور وقد نقل البيري عن القنية مامنه يستفاد التوقيف

بين وصي القاضی ووصي الميت في نصب الوصي

عنها من غير تقييد بعصوم في جانب وصي القاضی

۲۶۵  
طاوی — درمختار میں ہے کہ قاضی اپنے مقرر کردہ قاضی کو معزول کر سکتا ہے  
اگرچہ وہ عادل ہو۔

امام طحاوی فرماتے ہیں، تتمہ میں ہے کہ اسے یہ اختیار نہیں کیونکہ  
غیر مقید میں مشغولیت ہے۔

عالت  
الحضر

مناسب ہے کہ متولی اوقات پر قیاس کرتے ہوئے فتویٰ دیا جائے  
اور وہ یہ کہ قاضی کو اپنے مقرر کردہ متولی اوقات کو بلا وجہ معزول کرنے کا  
حق نہیں جس طرح واقف کے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کیا جاسکتا  
کیونکہ اس دور کے قاضی قابل اعتماد نہیں ہیں۔

۲۶۶

طحاوی

قرض کی ادائیگی سے قبل ترکہ قرض کے بدلے میں مرہون کے حکم  
میں ہے لہذا اس میں وراثہ کا تصرف نہیں نافذ ہو سکتا۔

عالت  
الحضر

یعنی قرض خواہوں کی مرضی کے بغیر تصرف نہیں ہو سکتا اور اگر  
وہ رضا مند ہوں تو جائز ہے، اسی طرح خانیہ اور جموی میں ہے۔

۲۶۷

طحاوی

تتویر الالبصار میں ہے کہ اگر اصحاب فروض سے ترکہ بچ جائے  
اور عصبیات میں سے کوئی نہ ہو تو بقیہ ترکہ اصحاب فروض کی طرف ان کے  
اپنے اپنے حصے کے مطابق لٹایا جائے البتہ بیوی یا خاوند کی طرف نہ  
لٹایا جائے۔

در مختار میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا کہ زوجین کا  
بھی لٹایا جائے، اسے مصنف وغیرہ نے بیان کیا اور میں (صاحب دہلی)  
کہتا ہوں کہ الاختیار میں اس بات پر جزم ہے کہ یہ راوی کے وہم  
سے ہے۔

علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ مولیٰ عجم زادہ نے حاشیہ شرح سید  
السراجہ میں اسے ضعیف قرار دیا کیونکہ ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی زوجین



کی طرف ٹوٹنے کا قول نہیں کیا۔

اس کے بعد علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ کوئی بات نہیں کیونکہ جب مثبت اور نافی کی خبروں میں تعارض پیدا ہو جائے تو مثبت کی خبر اولیٰ ہوتی ہے۔  
**الحق** امام طحاوی کا لیں شیئ کنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ روایت ثبوت کی شان درایت ثبوت سے زیادہ ہے اور یہاں روایت ثبوت نہیں ہے، اس لئے اگر ایسی کوئی روایت ثابت بھی ہو کہ ایک عورت مگرئی اور اس کا وارث اس کا خاوند ہی ہے، خاوند کو تمام مال وراثت دے دیا گیا تو اس واقعہ سے زوجین پر رد ثابت نہیں ہوتا کیونکہ واقعات خارجیہ میں ہر قسم کا احتمال ہے لہذا ہو سکتا ہے کہ وہ خاوند اس عورت کا چچا زاد ہو اور بقیہ مال اسے بصورت عصبیت ملا ہو، اسی بات پر ”الاختیار“ میں جزم کیا گیا ہے۔

تمام شد بقلم سیکے از گدایانِ پیر سیال  
 شاہ محمد حشمتی سیالوی، محلہ محمود پورہ، قصبہ

## بسم الله الرحمن الرحيم

قوله — ولو كان من الوسم كما قال الكوفي الخ له  
 اقول — وتعدّها الكوفية من باب القلب كما در في ادود  
 اينق في انيق -

قوله — واما كون خاصا فلان الاولى الخ له  
 اقول — ولا يضر كون خاصا عند قيام القرينة -  
 قوله — وخيرة خاصا لمعنى بالمؤمن الخ له  
 اقول — يعنى اذا اطلق على الله تبارك وتعالى -  
 قوله — رحيم الدنيا ورحمن الآخرة الخ له  
 اقول — اقول والحق ان تغير اللفظ في الحديث من  
 قبيل التفتن والا فقد ورد في الحديث رحمن الدنيا  
 والآخرة ورحيمهما وهذا يرد المذهبين فاذا الصواب  
 ما يستنظره -

له حاشية الطحاوى ، ج ١ ، ص ٢ سطر ١ ،

له ايضا : ص ٢ ، ج ١ ، سطر ١١ ،

له ايضا : ص ٢ — ص ٥ ، سطر ٢

له ايضا : ص ٥ — سطر ٥



<sup>٥</sup> قوله — فتسن التسمية واما المباح الخ له

اقول — قلت وهو الثابت بالحديث الذى ذكر فيه

سيدنا عثمان رضى الله تعالى عنه وجه عدم كتابة  
 بسم الله فى اول البراءة كما لا يخفى -

<sup>٤</sup> قوله — هل توكل الاصح لا لكفرة الخ له

اقول — اقول هذا خلاف السعتمد ولا يعول عليه كما

افادة الشاى عن السائحانى وبيناه فى الذباى من فتاوى

<sup>٣</sup> قوله — آيهم السنادى تعظيما له

اقول — ومنهم من كرهه والصواب الجواب للوردى

كثير من الاحاديث منها قوله صلى الله تعالى عليه وسلم

يامن ستر القبيح واظهر الجميل وقوله صلى الله عليه

وسلم يامن وعد فوفى واوعد فعفاى غير ذلك -

<sup>٨</sup> قوله — كما قاله فى القنية وان استبعد الزيلعى

اقول — كما ان الاكتفاء عن حروف المد بالحركات لغة

قوم آخرين كما حكاها ايضا فى القنية فالاولون يقولون

فى اعود اعود والاخرون اعد -

له حاشية الطعطاوى ، ج ١ ، ص ٥ ، سطر ٣٥ - ذ

٥ ايضا : ص ١ ، السطر ٧ ، ذ

٣ ايضا : ص ١ ، السطر ٢٣ - ذ

٤ ايضا : ص ١٢ ، السطر ٣٥ - ذ

قوله — روى الخطيب في تاريخه عن ابي يوسف قال قال ابو حنيفة <sup>عليه</sup> السلام  
 اقول — سامحنا الله تعالى واياة جمع في كتابه مثال البالام  
 ومناقبه واكثر من ايراد كلام الطاهنين والمادحين  
 وقد جوزى على ما اورد من جهالات الدامين بالسهم  
 المصيب في كبد الخطيب وهذه الحكاية من ذلك  
 الباب غير ان واضعها ساق فيها الكلام بحيث لا يكون  
 حكاية في الذم فاغتربه الامام العجلال السيوطي  
 فاوردها في المناقب وتبعه هذا السيد غفر الله للجميع  
 وكل من يرجع الى عقله يشهد بسخافتها خلقة مما فيها  
 من الركاكة وسخت القول مسا لا يرجي الا من السوقية  
 العوام الانعام دون العلماء الاثمة الاعلام وكان  
 الزمان من خير القرون ولم يكن الناس يلقوا من  
 الجهالة والضلالة الى ان يتركوا الحديث <sup>عليه</sup> والقرآن  
 ويمنعوا الطالب عن طلبها ومن اكبر شاهد على

له حاشية الخطاوى ، ج ١ ، ص ٢٦ ، السطر ٢٥

له حكاية (مخطوط)

له عما ( " )

له الطعام ( " )

له الحيل ( " )

له الحديث ( " )



بطلان ان الفقه لم يكن يعرف عندهم  
مع حفظ الفروع من كلام احد بل هو الاجتهاد  
ولا امكان له الا بعد الاحاطة باحكام القران  
والحديث ولا ادراك لها الا باللغة العربية  
فقيح الله من وضعها وانما غرضه من هذه

الدياسة الخبيثة ان يوهما ان الامام لم يتعلم  
القران ولا الحديث الا العربية وانما افترى على  
الشريعة برأيه فاحل ما شاء وحرم ما شاء  
هذا لا يقول به من له حياء ودين ولا حول  
ولا قوة الا بالله العلي العظيم -

قوله — ان العلم ببركته حصل تصحيحه هـ

اقول — وقصر الغزالي في الاحياء من حال العلم الحقيقي  
بان لا تحصل الا اذا خلصت النية لله تعالى وما يرى  
لمن لم يخلصها فليس بالعلم الحقيقي الذي هو علم

له مور (مخطوطه)

له بالخواله ( " )

له افتح ( " )

له مبرآتيه ( " )

هـ السهم المصيب في كيد الخطيب (اوفي ردا الخطيب) مصنفه عيسى بن ابي بكر الملك المعظم

الايبوبي العنفي (م ١٥٦٢٢) كشف الظنون ج ٢ ، ص ١٠١٠

هـ هـ حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ٣٠ (السطر ١٨)

الأخيرة المرغب الى الله المزهة فيما سواه - هذا حاصل  
ما قاله والتفصيل فيه -

<sup>١١</sup>قوله — فهو كذب لا اصل له والتنجيم له

اقول — اى نسبت الى امير المؤمنين رضى الله عنه  
نعم هو حق ثابت من سيدنا الامام جعفر الصادق رحمه  
الله كما ذكره العلامة الزرقاني في شرح السواهد الملدنية  
اقول ومن عرف علم الجعفر علم ان ليس فيه خطر ولا  
خطر الا من اعتقد الخير والشر من غير الخالق العلى  
الأكبر او ادعى علم الغيب بنفسه وبهذا لا يثبت في  
نفس العلم ضرر والله اعلم بحقائق الخير -

<sup>١٢</sup>قوله — اى الشيخ زهير في الاشياء والنظائر

اقول — ونصه هكذا <sup>٣٩</sup>الرجل لا يصير محدثا كاملا  
الا ان يكتسب اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع  
عند اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع اسرعا مع  
لا يتم الا باسرع في اسرع فاذا تمت له كلها هانت عليه  
اسرع باسرع فاذا اصبر اكرم الله تعالى  
في الدنيا باسرع واثابه في الاخيرة باسرع الخ

<sup>١٣</sup>قوله — في ان عليا مات قبل الثمانين سنة ذ

له حاشية الطحطاوى : ج ١ ، ص ٣١ ، السطر ٢٧ .

عنه ايضا ، ص ٣٢ ، السطر ٢١ .

عنه ايضا ، ص ٣٤ ، الثلاثين (مخطوط) السطر ١٩ .

ذ. قلت في اصل المخطوطة وحاشية السيد الطحطاوى لفظة (الثلاثين) - ذ



اقول — الظاهر ان الباء في بجدي زيادة من بعض النسخ  
او الرواية وانما الرواية ذهب ثابت جدي -

<sup>١٢</sup>  
قوله — صاحب الاشاعة الخ له

اقول — السيد محمد بن السيد عبد الرسول البرنجي  
المدني الشافعي المتوفى ١١٠٣ هـ رحمه الله تعالى -

<sup>١٥</sup>  
قوله — في تصنيف له شاع الخ له

اقول — اى بالفارسية كما في الاشاعة المراد به الشيخ  
المجيد وذكره في مكتوب ٢٨٢ من الجلد الاول واول  
بموافقة احكام المسيح لاجتهاد ابي حنيفة في المكتوب  
من الجلد الثاني -

<sup>١٦</sup>  
قوله — من كتاب انيس الجلساء الخ له

اقول — لمزيد ذكره في كشف الظنون ولا يعرف هو ولا مؤلفه  
قوله — وكفر فيما اظهر له (السطر ٤٤)

اقول — بالذى في الاشاعة ص ١٢٦ فيما ظهر له ولو كان كما  
وقع ههنا لكان الاظهر كفر بما اظهر -

<sup>١٨</sup>  
قوله — ينسخ شرع الخ له (السطر ١٧)

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ٣٩ ، السطر ٣٣  
له ايضا ج ١ - ص ٣٩ ، السطر ٣٩

له ايضا ص ٣١ - السطر الاول

له ايضا ملحوظة : الصحيح عندى ان حاشية سيدى الفاضل البريلوى

هـ ايضا يقول السيد الطحطاوى (وذهب ثابت بجدي الى على بن ابي طالب  
رضي الله عنه) لا على قوله (فيه ان علياً الخ) كما لا يخفى - ذ. نقشبندى

اقول — هذا من شنيع الزلات والعياذ بالله تعالى  
وانما معناه انه لا نبي بعده صلى الله تعالى عليه وسلم  
احد من العلمين اى لا تحدث النبوة لاحد سواء جاء  
بشرع موافق او مخالف او لا ولا فهذا هو ايمان المسلمين  
قوله — فيصدقني دليل على ان عيسى عليه السلام الخ له  
اقول — لا يدل الا على انه عليه الصلوة والسلام عالم  
بان اياه ريرة عدل ضابط مرضى في القول -  
قوله — ثم راد ايضا قول القائل الخ له  
اقول — اى صاحب الاشاعة فان من ههنا الى ههنا  
الى اخر القول كلامه ببعض اختصار -  
قوله — اى تنقيص الانبياء عليهم الصلوة والسلام فانا  
نله وانا اليه راجعون الخ له  
اقول — بعدة في الاشاعة ومن العجائب انه وقع للقسمتي  
مع فضله وجلالته شئ من ذلك في شرح خطبته  
اقتفاء به له ان عيسى عليه الصلوة والسلام اذا نزل  
عمل بمذهب ابي حنيفة رضى الله تعالى عنه ذكره

له حاشية الطعطاوى ، ج ۱ ، ص ۲۱ ، السطر ۲۲، ۲۱  
السطر ۳۶، ۳۷

له ايضا : ص ۲۱

السطر ۳۷

له ايضا : ص ۲۲

له افتقابة (مخطوطة)



قلت واصل العبارة في الخطاوى هكذا (وكذا يقال نحوه في الشبر بجسر) بوجوه (وعدم النزاع - ذ. هـ)  
وعبارة مخطوطة الامام احمد رضا صحيفة و الناقل قد سهى .

في الفصول الستة وليت شعري ما الفصول الستة وما  
على هذا القول اهـ

شربعدة فاننا لله وانا اليه راجعون الخ  
اقول الفصول الستة كتاب مشهور للامام الجليل  
العارف بالله تعالى سيد الخواجه محمد ياسر هاشم سره  
المتوفى في ٨٢٢ هـ ولان السيد راجع كشف الظنون لوجدها  
لو عرفها عرف مصنفها العامل المكاشف يسأل عن  
الدليل فان الكشف عيان والعيان غنى عن البيات  
وليس لسعنى على لتقليد حاش لله بل ان عمله عليه  
الصلوة والسلام بهوافق مذهب الامام كما نقل السيد  
انفا عن الفتوحات ان لورفعت تلك النازلة الى  
محمد صلى الله عليه وسلم لحكم بحكم المهدي ومن  
الدليل عليه ما نقل في سرد المختار عن العارف الشكراني  
قدس سره -

<sup>٢٢</sup>  
قوله — وكذا يقال في الشبر بجسر اهـ

اقول — الشيخ نفسه نقل في حاشية مراق الفلاح عن  
بعضهم يكون طول شبر مستعمله لان الزايد يركب  
عليه الشيطان -

<sup>٢٣</sup>  
قوله — قالوا في المفهوم اهـ

له حاشية الخطاوى ، ج ١ ، ص ٤٠ سطر ١٩

سطر ٢٥

له ايضاً : ص ٤٢

له الصحيح رد المختار لانه يرد على الدر بخلاف الدر فانه لا يرد . ذكره ان الكون

له ايضاً : ص ٤٢

اقول — اى بيان مفهوم قولهم ان الحديث محمول على  
الاعتقاد -

<sup>٢٢</sup>  
قوله — الحاجة فلا بأس به له

اقول — فافادوا ان لو نراد بلا غرض فان فيه ياس -

<sup>٢٣</sup>  
قوله — ولو كان كما ذكر لا تنكح الزيادة مطلقا له

اقول — انه لا بأس الا فى الاعتقاد -

<sup>٢٤</sup>  
قوله — فى حقيقته ومجانزه له

اقول — اقول بيل يحمل على المعنى الاخير وهو الذى

حصل له الوضوء وهذا شامل للشيء <sup>اللتعبد</sup> بوضا نفسه -

<sup>٢٥</sup>  
قوله — انه الاولى (قوله لما قالوا) به

اقول — انما يرجع الكمال والسرخصى قوله بها كما فى

سردا السحتار وانما تتبع المحشى تحريفا وقع فى البحر -

<sup>٢٨</sup>  
قوله — وفى الدراية قول محمد الخ هـ

اقول — كذا فى الفتحة لكن فى منحة الخالق ان فى الدراية

ذكر اول قول ابى يوسف ثم قول محمد ثم قال والاوال هـ -

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ٢٠ ، سطر ٢٦

سطر ٢٧

سطر ٨٤

سطر ٢٥ ، ٢٦

سطر ٢٥

له ايضا : ص ٢٠

له ايضا : ص ٢٠

له ايضا

به ايضا



٢٩  
قوله

فهما قولان مصححان له

اقول

لكن الذي اختار الشارح ظاهرا الرواية -

قوله

من تصحيح الزيلعي فهو سهو له

اقول

اي لعدم النقص في الصلوة مطلقا -

قوله

ولو تيمم ما صلوة له

اقول

اقول هذا نسخ من الناسخ كما لا يخفى لانها

صفة بطهارة صغرى -

قوله

عدم التأخر فالحصص ممنوع له

اقول

الحصص وانهم فانه لم يكن الا من علة وبروقها

لا يجعلها لم تكن -

قوله

لانه ربما حصلت الشهوة الخ له

اقول

اقول كذا ذكره الزاهد على ما في حفظي والله

تعالى اعلم -

قوله

ولريد ذكر هذا المعنى الخ له

اقول

الى ان السرا دنفى الوجوب دون النهي -

له حاشية المطعاري ، ج ١ ، ص ٤٩ سطر ٢٠

سطر ٣٧

له ايضا : ص ٨١

له ايضا : ص ٨٣

له ايضا : ص ٨٥

له ايضا : ص ٨٤

له ايضا : ص ٨٧

سطر ١٤

سطر ٣٣

سطر ٣٦

له الصحيح درأى حرف تفسير كما في الاصل المخطوط

قوله —————  
تلا في الحكم كما في الأصل المخطوط (ص ٦١) - ذكر الله نقشبدي جلال آبادي  
والشلبى وغيرها الخ

اقول —————  
لكنه في الفتح بلفظ لا يجب -

قوله —————  
اي في فخذة او ثوب كذا في البحر

اقول —————  
او في احليله كما في المنية والغانية -

قوله —————  
في كلام الشارح الخ

اقول —————  
لان السحذوف هو التذكر وفيه الفصل وان

علمانه مذكور -

قوله —————  
ان في مفهوم المستيقظ تفصيلا الخ

اقول —————  
اي مفهومه المغالط وهو السكران والمغشى عليه

تفصيلا فيجب في المنى دون المذى بخلاف المستيقظ

حيث يجب عليهما -

قوله —————  
وهو ايضا متعلق بكلام

اقول —————  
اي مثل قوله الا اذ علم كما تقدم -

قوله —————  
ولم يذكر ما اذا كان الخلاف الخ

اقول —————  
اقول قسم الى مباحث واسا في جميع الاوصاف

سطر ٣٧

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ٨٤

٢٧ //

له ايضا : ص ٩٢

٣٤ //

له ايضا : ص ٩٢ — من ٩٢ و ٩٣ خطأ رد

سطر ٣٠

له ايضا : ص ٩٢

١١ //

له ايضا : ص ٩٣

٢٥ //

له ايضا : ص ١٠٣



ووافق ومماثل الى جميعها فبقى الموافق بمعنى ما  
يوافق في بعضها وهو يشمل الوصف او الوصفين  
ولم يفضل بينها كما فعل النزيلعي ومتابعوه لاتحاد الحكم  
وهو حصول الغلبة بتغيير احد الاوصاف فلم يعد شيئا  
وهو من لطائف اعجاز الله تعالى.

<sup>٢١</sup>  
قوله — وذلك نصف ذراع وستة من ثمن له

اقول — ثم ظهر ان هذا سقطا واصل العبارة مثل ان  
يقول وذلك نصف ذراع ونصف ثمن ذراع ثلثة سبعة  
وسبعون ذراعا وستمائة واحد وخمسون جزءا من الف  
وما تين وخمسين جزءا من ذراع وذلك نصف ذراع  
وسدس ثمن ذراع.

<sup>٢٢</sup>  
قوله — والشايع جرى على ما نص محمد عليه

اقول — بل الظاهر انه جرى على الفرق بالقطعية والظنية  
وكل مجتهد فيه لا قطع به والله اعلم.

<sup>٢٣</sup>  
قوله — كما في البحر الذي يظهر ان ذلك لكونهما

اقول — اقول بل لان الماء لا يحمل الخبث اذا بلغ  
القلتين عند الشافعية ومطابقا عند الظاهرية.

له حاشية الطحاوي ، ج ١ ، ص ١٠٨ السطر الرابع

٢١ //

الرابع //

ص ١١١ : ص ١١٢

ص ١١٩ : ص ١٢٠

قوله — وقتها عند الضرب كما في نون لا يصح الخ له  
 اقول — يأتي الكلام فيها اذا نوى بعد الضرب عند قوله  
 ضربتين -

قوله — لا وجه للتفريع الخ له  
 اقول — ليس تفريعاً بل تعليل لتعظيم النفي المستفاد  
 من قوله في محالها فان الذي تجوز حمله هو بتراب عليها  
 لا بهما كذا في الفتح والبحر -

قوله — يضرب ثلاثاً للوجه الخ قد مر عند قوله بضربتين  
 ولو من غيره ما يخالفه له

اقول — ولعل الوجه فيه ان الغير اذا يميم فالعادة ان  
 يمسح كلام من يديه بكلتا يديه فاذا مسح اليمنى  
 بالضربة الثانية فكان صار التراب مستعملاً فيحتاج  
 ليسرى الى ضربة ثالثة وهو الفرق بين التيمم والميم  
 فافهم والله تعالى اعلم -

قوله — ويفعلها وصورها بعض له  
 اقول — شريطة ان يصلى الفرض في وقت الظهر -

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ١٢٣ السطر ٣٤

له ايضاً : ص ١٢٨ السطر ٢٤

له ايضاً : السطر الاول لكن العبارة من الدر المختار لا من شرحه ومزينة

له ايضاً : ص ١٢٩ السطر ٢٣



<sup>٢٨</sup>  
قوله — ان عدم صحة الصلوة به متفق عليه هـ

اقول — عند ابي يوسف يصح وتجويز الصلوة به عنده  
كما صرح به في البحر.

<sup>٢٩</sup>  
قوله — وفيه ان حيث كان المشتك الخ هـ

اقول — فيه ان الحكم لعله مبني على الدليل الثالث من  
عدم جريان المسامحة من الميت فلا يجري في المباح.

<sup>٥٠</sup>  
قوله — لان التراب لا يوصف الخ هـ

اقول — التراب لا يوصف بالاستعمال وناظره الشامي  
مستند للنهر والحلية والغنية وقرر ان ما علق بيده  
وسمى بـ يصير مستعملاً لا السحل الذي تيمم —  
حققنا بتوفيق الله تعالى ان الصواب هو الاطلاق راجع  
فتاوانا.

<sup>٥١</sup>  
قوله — لا يحد ثا سواء كان ذلك الخ هـ

اقول — بحد ث اصغر وان كان كل جنب محدثا وبه يجب  
عن النظر الاق.

<sup>٥٢</sup>  
قوله — هل يعد قادراً الخ هـ

له حاشية الطحاوي ، ج ١ ، ص ١٣٠ السطر ٢٨

هـ ايضاً : ص ١٣٣ //

هـ ايضاً : الصحيفة ١٣٣٣ السطر ٣٩

هـ ايضاً : ص ١٣٢ //

هـ ايضاً : ص ١٣٥

ص ١٣٣

قوله — قال الامام لاوقالا نعدو في سداد المحتار في صلوة  
المريض ما يقيد ان هذا القول من الامام غير مطهر  
عند بل مخصوص ببعض المواضع.

قوله — خمس عشرة درجة الخ له

قوله — اي مع سيرة الشمس في ساعة بسيرها الوسيط

وهو بـ قـ مط الحلب لم - قوله ٥٥

قوله — هل الامر لابن سبع وهل الوجوب بالمعنى ٥٥

قوله — استظهرش ان نعرب دليل الامر اي ولا صلف

٥٥ استظهرش الاول لطنية الحديث - ٥٥ اقول ٥٥ كذا في الدليل المخطوط

قوله — الوقت المكروه في الظهر الخ ٥

قوله — سيأتي مـ عن البحر ان وقت الظهر لا كراهة فيه

٥٧ وهو الوجه كما حققت على هامش سداد المحتار -

قوله — فان نحن صاحب الملتقى والقهستانى بالكراهة له

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ١٢٦ السطر ٢٤

له تيسرة (مخطوط)

له بـ x ( " )

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ١٦٩ ٣٨

له ايضاً : ص ١٤٤ السطر ٣١

له ايضاً : ص ١٨٥ ٢١

واصل العبارة هكذا: وانظر هل الأمر لابن سبع واجب كالضرب لابن عشر وهل الوجوب بالمعنى المصطلح عليه او بمعنى الافتراض - ذنب

مخزونه لا بيري اداره تحقيقات امام احمد رضا كراچي



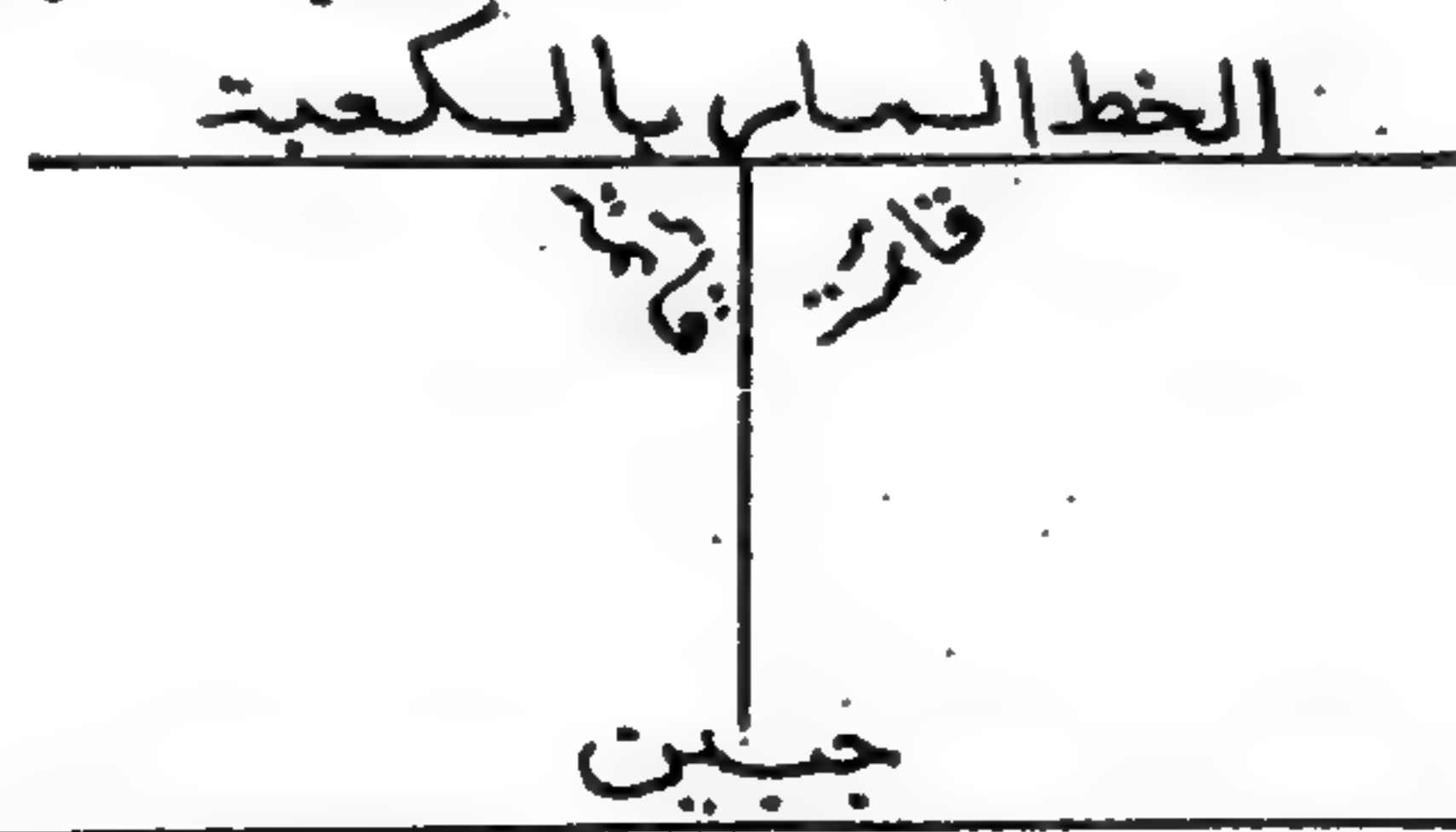
هـ (والموزن ليقم قعد الى قيام الامام) <sup>٢٠٢</sup> ذو عبارة الخطوة صحيحة - ذ

اقول — اى ملتقى البحر وهو المتن الجامع للنبين  
الاربعة المعتمد عليها صنف الامام العلامة ابراهيم  
بن محمد الخلبى صاحب شرحى المنية الكبير والصغير  
<sup>٥٥</sup> قوله وأفاد فلا بأس ان الاولى عدمه له

اقول — ليس كذلك بل هو الافضل كما فى رد المحتار عن  
خزانة الاسرار عن امالى الامام قاضى خان فلا بأس لنفى  
البأس المتوهم بل سيأتى نقله للمحتشى عن البحر.  
<sup>٥٥</sup> قوله — يقيم قعد الى قيام الامام الخ له

اقول — ويكره انتظارها هندية فليحفظ -  
<sup>٥٥</sup> قوله — قلت وهذه صورت له

اقول — قد يقال ليس كما فهم بل المراد بالخط المائل  
بالكعبة المماس بها من جنبيه يميناً ويساراً وبالقائمتين  
الزاويتين الحادتين عن جنبيه الخط الخارج من جبين  
المصلى حين تلاقيه للخط المماس بالكعبة وهذه صورة  
الخط المماس بالكعبة



هـ (والموزن ليقم قعد الى قيام الامام) <sup>٢٠٢</sup> ذو عبارة الخطوة صحيحة - ذ  
اقول — اى ملتقى البحر وهو المتن الجامع للنبين  
الاربعة المعتمد عليها صنف الامام العلامة ابراهيم  
بن محمد الخلبى صاحب شرحى المنية الكبير والصغير  
<sup>٥٥</sup> قوله وأفاد فلا بأس ان الاولى عدمه له  
اقول — ليس كذلك بل هو الافضل كما فى رد المحتار عن  
خزانة الاسرار عن امالى الامام قاضى خان فلا بأس لنفى  
البأس المتوهم بل سيأتى نقله للمحتشى عن البحر.  
<sup>٥٥</sup> قوله — يقيم قعد الى قيام الامام الخ له  
اقول — ويكره انتظارها هندية فليحفظ -  
<sup>٥٥</sup> قوله — قلت وهذه صورت له  
اقول — قد يقال ليس كما فهم بل المراد بالخط المائل  
بالكعبة المماس بها من جنبيه يميناً ويساراً وبالقائمتين  
الزاويتين الحادتين عن جنبيه الخط الخارج من جبين  
المصلى حين تلاقيه للخط المماس بالكعبة وهذه صورة  
الخط المماس بالكعبة

له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ١٨٨ السطر : ١٥ ، ١٦  
له حاشية الدر المختار على تنوير الابصار بحواله حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ١٨٩  
له حاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ١٩٤ السطر ٣١

هذا على ما فهم العلامة الشامي وحبل هذا التصوير من  
الدر على بيان المسابقة تحقيقا كما ذكرنا على هامشه  
والاقرب بل الاصوب عندي ان كليهما البيان التوجه  
التقهيي وان السواد بالجبين معناه التحقيق وهو طرف  
الجهة وهما جبينان كما في القاموس وآثر د البعثات  
ايضا فاذن تكون صورة هي التي ذكر العلامة ط كما قررنا:

قوله — يلتقيان الى الدماغ له ٦١

قول — صواب كما في الدر -

قوله — وانظر هل يقال فيه ما يقال في التحريم الخ له ٦٢

قول — اقول رحمتك الله ذهلت عن المسائل الاثني عشرية  
وقد نص في الحلية عن البدائع ان القعدة الاخيرة  
يشترط لها ما يشترط لسان الامر كان -

قوله — كما يأتي قريبا الخ له ٦٣

قول — الا في ايضا غير مستند الى نقل والذي حقق الشامي  
هو استئان المتابعة في السنة وهو الاقرب نعم صرح  
في الامكان الرابعة بوجوب المتابعة في كل مشروع -

قوله — فهي واجبة مطلقا الخ له ٦٤

له حاشية الطحاوي ، ج ١ ، ص ١٩٤ السطر ٣٣

له ايضا : ص ٢٠٣ // ٣١

له ايضا : ص ٢١١ السطر العاشر

له ايضا : ص ٢١١ السطر الثاني عشر

وفي النخوة الرضوية (فهي واجبة قطعاً) وهي صحيحة كما في شرح الدر



له اصل عبارة الطحاوي: كما صرح به <sup>٢٢</sup> السغدري، لكنه مكتوب مشابهاً  
بالسغد وإذا تفكرت وجدت السندى - ذ

اقول — اقول بل تجب انما الواجب عدم التأخير ببعض  
ان لا يقع فعله بعد فراغ الامام عن ذلك الفعل اما  
القرآن فسنت كما حققه الشامي -

٦٥ /

قوله — فالظاهر موافقة الاول في الاعادة له

اقول — اقول كيف هذا مع ان في الغنية بعدة ولو خافت  
نأية او اكثرت بها جهرا ولا يعيد كسا في هذا المحتار -

٦٦ /

قوله — كما صرح به <sup>٢٣</sup> العضدي في رسالتنا المسماة الخ

اقول — الظاهر ان السندى بالنون قال ش قال كثير

من المشائخ ان كان عادته مراعاة موضع الخلاف جاز

والا فلا ذكر السندى رحمه الله -

٦٧ /

قوله — اي وقبل الصلوة له

اقول — اقول هذه العناية بعيدة الغاية وقد قال في

المجتي والبحر والرهينة مثل ما في المتن ونص

البحر قيد المغذور في المجتي بان يقاسم الموضوع الحديث

او يطرد عليه للاختلاف على اذا توصأ على الانقطاع وصلى

كذلك فانه يصح الاقتداء لانه في حكم الطاهر اه ولفظ

له ماشية الطحاوي، ج ١، ص ٢٣٢ المسطر ٦٥٠

له ايضا : ص ٢٣٩ // ٣٨

له ايضا : ص ٢٣٩ // ٢٤

له بحاشي : ج ١، ص ٣٦٠

له والعبارة الرضوية: السغدري، ذ

الهندية لا يصلح الطاهر خلف من به سلسل البول انه  
 اذا قاسن الوضوء الحدث وطرو عليه هكذا في التراهدي  
 ومعلوم نصان من توضحاً على الانقطاع شرعية في الوقت  
 فان وضوء وضوء معدوم سواء عاد قبل الصلوة او بعدها  
 حتى لا ينتقض به وينتقض بخروج الوقت كما نصوا  
 عليه جميعاً فمن توضحاً على الانقطاع وصل عليه شرعية  
 في الوقت يستحيل ان تكون صلوات صلاة كاملة لانها  
 لا تتأدى بوضوء عذر فكيف يصح اقتدار الصحيح به  
 الا ترى ان طهارة الصحيح طهارة مطلقة وطهارة من  
 توضحاً على الانقطاع شرعية في الوقت ولو بعد الصلوة  
 طهارة مؤقتة حيث تبطل بخروج الوقت فكيف يصح  
 بنا للقوى على الضعيف ولا يغرنك انه اذا توضحاً على  
 الانقطاع وصل عليه نعلم قطعاً انه صلى بطهارة سالمة  
 عن المنا في فينبغي صحة اقتدار الصحيح به لما علمت  
 انه دون سالمة ولانها مؤقتة فهي طهارة منعقة لاجل

له فتاوى هندية ، ج ١ ، ص ٨٢ ( بيان من يصلح اماماً للغير )

له كاملة ( مخطوطة )

له تناو ( " )

له انها دون سلمت ( مخطوطة )

له معاننا ( مخطوطة )



التاقت وايضا لان سلم عدم المنافي فان الانقطاع الناقص  
 كالطهر المتخلل لا يمنع اتصال الدم ببل هو دم متوال  
 كما في الحائض كما نص عليه في البحر عن السراج الوهيد  
 فكما ان الحائض لا يصلوة لها في الطهر الناقص كذلك  
 المعذور لا امامة له في الانقطاع الناقص وهو مفاد  
 اطلاق المستون والشروح منع اقتدار صحيح بالمعذور  
 نعم ان توجنا على الانقطاع ودام الى خروج الوقت كان  
 وضوء هذا كوضوء الاصحاء وان لم يخرج هو من العذر  
 ان عادة في الوقت الثاني ولذا يبطل بخروج الوقت ويبطل  
 بالسيلان لغدة كما نصوا عليه قاطبة فان قلنا بجواز الاقتدار  
 بمن شانه هذا لا يتجبه لان وضوءه لما كان وضوء  
 المعذور فكذلك اصلوت هذا ما ظهر للعبد الضعيف  
 فليحرم فان المحشى رحمه الله تعالى لم يستند لنقل  
 وقضية الدلائل ما ترى والله تعالى اعلم شدرس آيت في  
 حواشيه على مراقي الفلاح (لا يصح اقتداء غيره به) اي اذا

له متخلص (مخطوطه)

له مبتدل ( " )

له فالحقت ( " )

له لا تحب ( " )

له وضوء العضو ( " )

توضاً بعداً وطراً عليه بعداً اما اذا توضأ وصلى خاليا  
 عنه كان في حكم الصحيح - وقد تبين في السيد الانهري  
 باللفظ لفظ غير انه قال كان في حكم الطاهر وهذا  
 محتمل وان كان يوهى ظاهر قوله ما خاليا عنه ما وقع ههنا  
 ذلك لانهم اطلق في الطريان بعداً فتشمل ما اذا طراً  
 بعد الصلوة وان كان يجب تقييدها بحصوله في الوقت  
 قوله ما خاليا عنه لا يكون خاليا الا ان لا يعود في الوقت  
 ما علمت وقد افاد الصواب الصحيح قوله ما كان في  
 حكم الصحيح فلا يكون في حكمه قط اذا عاد في الوقت  
 الظاهر انه شبه رحمه الله تعالى بقول الماتن توضاً  
 على الانقطاع وصلى كذلك فحسب ان به كفاية وليس  
 بذلك فان المراد للانقطاع المعتبر وهو تمام مستوجب  
 وقتاً كاملاً ولا يبرأ ههنا ان به يخرج عن العذر والكلام  
 في قدسرة العذر وناقض وهو المستقر الى خروج  
 الوقت لا يخرج به عن العذر لكن الوضوء فيه كوضوء  
 صحيح حتى لا ينتقض بخروج الوقت فيه المراد ههنا  
 انه ضعيف في الوقت هنيئة شرعية فانه ليس من  
 الانقطاع في شيء ثم قد علمت ان المتون والبشروح  
 والفتاوى قاطبة على اطلاق المنع وانما ابدى هذا



التقييد الزاهدي وليس في كلامه على ما نقل في الهندية  
إلا التقييد بالقرون أو الطيران وقت إرساله رسالاً  
فشمل الطرد وبعد الصلوة والمصنعة رحمة الله تعالى  
عليه لتعود بإدخال مسائل الزاهدي في المتن وإنما  
المتن لظاهر المذهب والله تعالى اعلم -

٤٨ قوله — منفرداً فاسدة على لظاهر الخ لـ

أقول — أقول أي إذا أمكن الاقتداء والافلات تكلف  
نفس الأوسعها ومعلوم أن لا أحد لا يجتهد ببل أمر به  
دائماً فهذا الحكم مستفاد من قول الشارح لا تصح  
صلاته إن أمكن الاقتداء -

٤٨ قوله — وبالقاضي أبو القاسم لـ

أقول — الذي في البرازيلية وهنا أيضاً في الهندية أبو عامر

٤٩ قوله — مخالف لما في البحر لـ

أقول — فانهما تكلمتا في الوضع على كتفين ولا شك أنه

أرسل جانبية كرة مطلقاً سواء كان موضوعاً على كتف

أو أحدهما وإنما كلام الشارح في جانب الثوب فلذا أرسل

كرة وإن أرسل أحدهما من الكتفين والأخر مطوف

على الكتف الآخر لم يكره فإين هذا مما فهمنا رحمها

تعالى ورحمنا بهما آمين -

له حاشية الطحطاوي ، ج ١ ، ص ٢٥١ السطر الرابع

٣٠

له أيضاً : ص ٢٧٤

٤٩ - ليس مراداً ما فهم السبيط العلامه الشامي

قوله — في قنوت سقط عنه الواجب له ٧١

اقول — اقول لا كلام في سقوط الواجب انما الكلام في انه  
ماذا ينبغي له ان يفعل هل القنوت المختار في مذهبه  
تبع المذهب ام قنوت الامام بالنظر الى متابعتة وجوابه  
ما قرره الشيخ عبد الحمى الشرنبلاني رحمه الله تعالى -

قوله — وقد يقال ان طول القيام له

اقول — اقول القعود بعدة اشد منه في عدم المشروعية  
فانه غير مشروع اصلا ووصفا بخلاف طول القيام -

قوله — فقط والذي يظهر لي له

اقول — فيه ما فيه كما يظهر للرجوع الى كتب الحديث  
وسياتي في اخر هذه القولة وكانه اراد السواظبة كما  
سياق -

قوله — وقال بعض الفضلاء له

اقول — اراد العلامة ابراهيم الحلبي والعلامة الشرنبلاني  
فانهما قالاه في الغنية والسراق -

قوله — في نور الايضاح هـ

له حاشية الطحطاوي ٢ ج ١، ص ٢٨١ سطر ١٧

له ايضا : ج ١ ص ٢٨١ سطر ٢٥

له ايضا : ص ٢٨٣ ، السطر ٩

له ايضا : ص ٢٨٣ ، السطر ١٤

له ايضا : ص ٢٨٣ - السطر ٢٠



اقول — ومثله في الخلاصة وغيرها.

قوله — وان نص لنزاهة اتفاقه

اقول — لا يجب القيام في النقل السند من مال السر ينصر

قلت والمسألة فيها الخلاف -

قوله — وصلوة القوم فاسدة

اقول — لان بين كل دابة ودابة فصلا يمنع الاقتدار -

قوله — فان المخالفة فيه

اقول — اقول ليس هذا مخالفة في التشهد بل بالتشهد

في السلام بل في الخروج بصنعة قائما يصح هذا القول

من الدرر على قول من لا يقول بافتراضه والله تعالى اعلم -

قوله — لكن تعليل الشرح يعمل المفرد

اقول — اعتراض على الشارح حيث علل بما يعمل المفرد

فهرم بخلافه وقد اجاب عنه رد المحتار بوجه حسن -

قوله — لان المتبع يتبع للتأويل

اقول — اجاب عنه ش بانه وان كان اصلا بمجاعة تتبع -

له حاشية الطحطاوي ، ج ١ ، ص ٢٩٣ السطر السادس

ج ١ ، ص ٢٩٣ ، السطر ٢٩

من ٢٨٣ ملاحظة يجب ان تكتب العبارة قبل قوله

والذي يظهر في ص ٢٩٤ السطر ١٨

ج ١ / ٢٩٧ ، السطر ١٩

له ايضا

له ايضا

له ايضا

له ايضا

هذه العبارة الصحيحة هي: لان المخالفة فيها هو من الاركان والمشرط فيفسدة - آه الدار المختار على هاشم الطحطاوي ج ١ ص ٢٨٨ . وقد اخطأ المخرج في أمرين ١ - في محذوره بما يشبه الى الحاشية و ٢ - في رقم الصفحة وقد صححتها من الاصل المخطوط الرضوي

هـ الامام زائدة والصحيف «وفي مختصر البحر» كما في الشرح والنسخة  
الرضوية المخطوطة - ذن

قوله — ولا للعشاء عند الامام له

قول — هذا قد يوهم جواز الوتر بجماعة ولعلم يصل

الفرض بها وهو خلاف المنصوص عليه في شرح النقاية  
والغنية وغيرهما وتام تحقيق المسألة في فتاوانا -

قوله — متعلق بالاخير فقط انتهى حلي له

قول — قلت وان علق بالدرس والوعظ والحاجة جميعا

سقطت الابحاث الموردة -

قوله — وفي المختصر البحر له

قول — ليس هو المرائق فانه نقل عن الامام الزيلعي

المقدم بكثير على صاحب البحر -

قوله — ويلزم عليه ان مسافة السفر له

قول — لقد احسن الجواب عن العلامة الشامي فراجع -

قوله — ان نهارها اطول من ليلها هـ

قول — كلما كان النهار اطول في الصيف كان اقصر بقدره

في الشتاء لا بد من ذلك في كل موضع واقتصاره في

له حاشية الطحطاوي ، ج ١ ، ص ٢٩٤ السطر ٢٠

هـ ايضاً : ص ٢٩٩ ، السطر ٣١

هـ ايضاً : ص ٣٢٢ السطر الخامس -

هـ ايضاً : ص ٣٣١ السطر ٦٤

هـ ايضاً : ج ١ / ٣٣١ ، السطر ٧٤



الاوراق على ذكر انهار الاطول في حق العشاء حيث يطلع  
 الفجر قبل غروب الشفق اما انهار الاقصر فلا بد فيه  
 نوال وبلوغ مثل ومثلين وان كان النهار قصرا حذا  
 كما لا يخفى.

قوله — افادها الشيخ زرين له

اقول — هو ما خوذ من البدائع

قوله — يبحث فيه بان العلة في القصر له

اقول — الباحث الامام ابن الهمام -

قوله — وهو بحث قوى له

اقول — وبالله التوفيق يظهر للمفكر الضعيف ان البحث

ليس بشيء والدليل تام فان الشارع تبارك وتعالى

انهار خص بالقصر والفطر لعل المشقة واعتبر المشقة

سيرة ثلاثة ايام يلبس اليها فلة الرخصة حقيقة بعد استكمال

سيرة هذه المدة اذ به تحقيق المشقة الجالبة

للمرجئة الالهية الموجبة للتخفيف ولا مشقة في مجرد

مفارقة البيوت وبهذه النية ولكن الرخصة للتخفيف

حال اقبال المشقة لا بعد اكمالها فان من امره بحمل

له حاشية الطحاوي ، ج ١ ، ص ٣٣١ السطر السادس عشر

له ايضاً : ص ٣٣٢ ، السطر ١٩

له ايضاً ج ١ / ٣٣٢ ، ص ٢١٠

له قلت هذه العبارة متأخرة من التي بعدها كما في شرح الدرر للطحاوي  
 اثنان في الحضر ثم امرت بالسفر فاردت التخفيف  
 عنه فانما يكون هذا بان تضع عنه بعض الاثقال حين  
 اخذ في السفر لا ان تضعها بعد ما اتمه فلذلك يثبت  
 الحكم بمجرد المقارفة بهذا المقصد ثم اذا لم يبلغ  
 مدة اعتبارها الشارع للمشقة واساذا الرجوع تبين  
 ان لم يكن هناك مشقة مرخصة فعادت عليها الاثقال  
 التي كانت وضعت عند لمظنة المشقة هذا ما ظهر لي  
 والله تعالى اعلم.

قوله ٩٨٨ — لان البركة تنزل على المتقدم له

اقول — على الامام او لا ثم من يحداه من الصف المتقدم  
 ثم من عن يمينه منه ثم من عن يساره منه فاذا اتم  
 الصف الاول نزلت على من بعده بالترتيب المذكور  
 فيتقدم الوسط ثم اليمين ثم اليسار وهكذا الى  
 اخر الصفوف.

قوله ٩٩٠ — وذكر انه ما يدعى بشيء له

اقول — قلت وفيه حديثا.

قوله — ان الكرامة تنزيهية له

له حاشية الطحاوي ، ج ١ ، ص ٣٢٩ السطر ٣٩

٣٨

٣٤٩/١٥

له ايضاً

٢٣، ص

ص ٣٥٥

له ايضاً



اقول — قلت فتد يطلق الجوانز على ما يقابل الواجب  
فيشمل المكروه تحريمها وههنا الامر كـ

قوله — فيكرة ان يجتمع جمعهم الى جمع المسلمين هـ  
اقول — هذا في غير حاجة او مصلحة والا فقد صرحوا بجواز  
عبادة الذمى بالاجماع بل يجوز للمسلم دخول دار الحرب  
للتجارة -

قوله — ذكره القرطبي في تذكرته هـ  
اقول — قلت وفي الفاظه ما يلوح عليه اثار كيت وذيت  
قوله — وعنده للنهي ومن هذا يعلم هـ

اقول — اى عليه او اليه بلا حلل اذا كان في موقع النظر  
لمن يصلى صلوة الخاشعين وكذا جنبه ايضا اذا كان  
هناك قبر تحت او بجانبه اما اذا خلا عن كل ذلك وصلى  
بجنب قبر فلا بأس ولم يروى عنى عند وان فعل ذلك  
بقبر صالح ساجد ان تعود ببركته اليه كان حسنا كما حققناه  
في فتاونا والله تعالى اعلم -

قوله — وهو ظاهر العدالة هـ

له الناسين (مخطوطه)

له عاشية الطحطاوى ، ج ١ ، ص ٣٦٠ س ٢٣

له ايضا : ص ٣٨٣ س ٢٥

له ايضا : ج ١ / ٣٨٣ س ٣١

له ايضا : ص ٢٢٦ س ١٢

لقد اخطأ الناسخ في أمرين الاول انه كتب يماثلها موضع يماثلها الثاني  
 اقول — اى عدالت ظاهرة معلومة كما هو المذهب لان  
 من لبسته وصورته لا يرى فيها مخالفة للشرع فان هذا  
 شأن المستور.

قوله — على من يماثلها هـ

اقول — لعله سقط بعد من لفظة لا وقبله لفظة غير

قوله — او الدخان هـ

اقول — او النجار او الندى او النصاب

قوله — اى لا قاضي ولا والى (هندي) هـ

اقول — قلت ويشمل العالم فان العلماء ولا حيث لا ولاية

يجب على المسلمين الرجوع اليهم وطاعة امرهم كمثل الولاية فان

كثر فان من فيهم اعلم كان هو الالى والا فترعوا نصب

على كل ذلك في الحديقة الندية هـ

قوله — بلا بأس للناس هـ

اقول — وهكذا في الخانية والخلاصة والفتم وجلها للاخلاص

له لبسته (مخطوط) وهو الصحيح لان المراد اللباس والوضع الظاهري. ذان.

له حاشية الطحاوي . ج ١ ، ص ٢٢٦ س ٢٩

هـ ايضا ج ١ / ص ٤٤٦ ، س ٣٣

هـ ايضا ج ١ / ص ٤٤٦ ، س ٣٩

هـ

له حاشية الطحاوي ج ١ ، ص ٢٢٤ ، س ٢

انه كتب تبعاً لما كتبه الامير احمد رضا قدس سره مع ان الامام قد صرح بخط النسخة حيث ترك حرف النفي فيها والعبارة الصحيحة في النسخة المصرية المطبوعة من شرح الدر هي هذه: من لم يماثلها آه. ذان



۱۱۶  
 له الصحيح بدون كما في المخطوطة وشرح الدرر لطحاوي في  
 وغيرها.

قوله ۱۱۷ — بذلك اه حلي له

اقول — اقول بل معناه انه يتصب نائباً عنه ثم يشهد  
 هو بنفسه عند نائبه.

قوله ۱۱۸ — في الفطر بسبب له

اقول — اصابهم مفطرين اول رمضان.

قوله ۱۱۹ — وشهدوا عند قاضي له

اقول — بهلال رمضان.

قوله ۱۲۰ — فصاموا وتبعوهم له وتبعهم

اقول — كما حكم الشرع ان من رأى هلال رمضان صام

وان ساد قوله.

قوله ۱۲۱ — جمع كثير على الصوم له

اقول — واساءوا ان لم يكونوا رأوا بانفسهم.

قوله ۱۲۲ — وامرهم بالناس له

له حاشية طحاوي ، ج ۱ ، ص ۴۴۲ س ۶

له ايضاً ، ج ۱ / ۴۴۲ ، س ۳۸

له ايضاً ، ج ۱ / ۴۴۲ ، س ۳۸

له ايضاً ، ج ۱ / ۴۴۲ ، س ۳۹

له ايضاً ، ج ۱ / ۴۴۲ ، س ۳۹

له ايضاً ، ج ۱ / ۴۴۲ ، س ۳۹

تنبيه: الصحيح «شهدوا» ولا واو قبلها كما في الحاشية . ذ

اقول ——— اي القاضي وقد اصاب عملاً بظاهر الرواية -

قوله ——— والفطروا هل المشرق له

اقول ——— عمن ههنا هلال الفطرو قال في الطريق الموجب

او يستفيض الخبر فافاد ان هلال الفطرا ايضا ثبت

بالاستفاضة قلت فكذا اساساً لاهلة والله تعالى اعلم -

قوله ——— في شرح الملتقى له

اقول ——— لعله اسراد به سكب الانهر كما نص عليه في

حاشية على مراقى الفلاح -

قوله ——— بالعباس بن مرداس له

اقول ——— اللهم اغفر هذا سبق قلم فان العباس رضي الله

تعالى عنه صحابي ولم يذكر فيه احد ما نقله عن الحفاظ

وانما قول بن حبان في ابنه كنانة ومع ذلك اختلف

قوله فيه فذكره في الضعفاء وقال هذا او اورد في الثقات

فهو ثقة كما نبه عليه الحفاظ بن حجر -

قوله ——— وايضا ورد في الحديث هـ

اقول ——— اي ففي هذا الحديث ما يدل على الفضل العظيم

له حاشية الطحطاوي ، ج ١ ، ص ٢٢٩ س ١٥

له ايضاً : ص ٢٥٠ س ٣٠

له ايضاً : ص ٥٥٩ س ٣٦ - ٣٦

له الحفاظ (مخطوط)

له ايضاً حاشية الطحطاوي: ص ٥٦٢ س ١٢ (ص ٥٦٢) الأخيرة

وخذ هذه أخر حاشية من المجلد الاول قد فرغت من مقابلتها في يومين - اليوم

خميس ١٦ من يونيو سنة ٢٠٠٥ الميلادية على صاحبها السلام



للمسجد الكريم فكما ان الحديث الذي اوردته الشارح رحمه  
الله تعالى -

قوله <sup>٩</sup> — قولين مصححين له

اقول — بل ثمة ثالثها التفصيل المأثور عن قاضي

الذي قال فيه في الفتح نقل عنه في رد المحتار ان العز  
هذا التفصيل الخ قلت ويصلح ان يكون توفيقا -

قوله <sup>١١</sup> — لا يفيد السلك له

اقول — في ش بكل لفظ يفيد الخ وهو الصواب -

قوله <sup>١٢</sup> — بل موقوف على اجازتها له

اقول — هذه نزلة نبهنا عليها على هامش رد المحتار قلت

فليتنبه -

قوله <sup>١٣</sup> — لا بد لها من نهى له

اقول — اقول وكذلك التنزيه ايضا لا بد لها من نهى

خاص والا لا يكون الاختلاف الاول كما حققه المحقق

في الفتح والله اعلم - قلت الهيم خلاف الأولى كما هو ظاهر

قوله <sup>١٤</sup> — هل المحكم مثله يحرس له

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٨

له ايضا ، ص ٩

له ايضا ، ص ١٢

له ايضا ، ص ٢١ السطر ٢٤

له ايضا ، ص ٢٢ سطر ٢٢

اقول — قلنا قد صرحوا ان الحكير كالقاضي الا في القود و  
المحدود.

قوله — في الشرح فتأمل له

اقول — قد حقق العبد الضعيف في فتاوب ان كل هذا  
لا طائل تحت وان الصحيح الواجب التعويل هو عدم  
الجواز فيكون النكاح نكاح الفضولي.

قوله — عن السهر

اقول — اي لغرض فوقه سقط هذا او معناه من هنا.

قوله — لا يجوز ان يزوجه

اقول — فلا ينقد النكاح كما في الهداية.

قوله — اي غير الاب والجد

اقول — فلوانكم غير الاب والجد الصغيرة او هما وهما  
سكرانان او معروفا بفسوق الاختيار والزواج بشئ العسرة  
فعلى هذه ينبغي ان لا يصلح النكاح اصلا قلت ولكن  
صرحوا ان الزوج ان صار خيرا كفوبعد النكاح لا يرتفع  
ولا يحصل لاحد خيار الفسخ فينبغي ان يكون الزوج

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٠ السطر الخامس

له غير مطبوع نسخ من فطاهر مذكور

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٠

له ايضا ، ص ٣٢

له ايضا



معروفاً بسور العسرة من قبل كما قالوا في سور اختيار الأبرار  
فافهم -

قوله <sup>۱۱۸</sup> — ويثبت النسب وعليها العدة هـ  
اقول — اقول سيحیی فی اخبار اب ثبوت النسب ان شكاح  
الكافر مسلمة باطل لا فاسد فلا يثبت النسب ولا تجزى  
العدة -

قوله <sup>۱۱۹</sup> — ولا يوقف عليها هـ  
اقول — لئلا تختلف القافية ش عن ح -

قوله <sup>۱۲۰</sup> — لما مر قاله الحلبي هـ  
اقول — اقول هذه الحوالة من العلامة الطحطاوى  
غير مستحسنة فانه لم ينقل عن الحلبي فيها سبق  
ايضاً الا الحكم دون التعليل وهو ما نقل عن الشافى -

قوله <sup>۱۲۱</sup> — لا لطلب البهر هـ  
اقول — اى ولا للمشروط عادة كالخف والمكعب  
وديباج اللقافة هـ

هـ سوار (مخطوطه)

هـ حاشية الطحطاوى ، ج ۲ ، ص ۵۹

هـ ايضاً : ص ۶۰

هـ ايضاً : ص ۶۱ — ص ۵

هـ ايضاً : ص ۶۱ — ص ۶۲ — ص ۳۳

هـ النفاقة (مخطوطه)

ودرس اهم السكر على ما هو عادة اهل السر قند -

نوله ١٢٢ — الا اذا ضمن ولا يرجوع له

قول — صرحوا بالنفقة لا تكون ديناً الا بالتراخي او فرض  
القاضي ومعلوم ان الكفالة لا تكون الا بدين ولذا انصوا  
على بطلان الكفالة بنفقة الزوجة كما في باب الكفالة  
فلا بد من حمل ما فهمنا على ما اذا كانت النفقة مفروضة  
بالقضاء او الرضا والا فلا يؤخذ الا بقطعاً بطلان الكفالة  
ذكر هذا التوفيق العلامة الشامي في باب النفقة في مسألة  
اخذ المرأة كفيلاً بالنفقة والله تعالى اعلم -

نوله ١٢٣ — لان العادة جارية

قول — التليل قاض بان وجه الافتاء على قول الامام الثاني  
انما هو ملاحظة العرف والعادة فيدور مع العرف حيث  
داس والمتعارف في بلادنا الدخول قبل الاداء مطلقاً فيجب  
ان لا يكون لها الامتناع اتفاقاً لان المعروف كالمشروط  
وسيصرح بان لو يشترط الدخول قبل الحلول ورضيت  
لم تملك الامتناع بالاتفاق فعليه فعول والله اعلم -

نوله ١٢٤ — وذلك اكرام له عليه الصلوة والسلام

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٢٢

٢٥

: ص ٢٣

له ايضاً

٢٣ -

: ص ٨٠

له ايضاً



اقول — وتوضيحه ان هذا التخفيف مع ثباته على الكفر وموته عليه واستحقاقه بانتهاار علمه في شان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بتربيته من صغره وملازمته في حضرة وسفرة ورويته لمعجزاته وغيره واستماعه لشرعه وذكره زياده عذاب على غيره اما يكون بان ارما كان يحوط النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وينصرة او اكراما للنبي صلى الله تعالى عليه وسلم فان صلى الله تعالى عليه وسلم كان يحبه حبا طبعيا لما يرى منه التشهير عن ساعد الجد في نصرة و حمايته ولان عم الرجل صنوا بيه لاسبيل الى الاول لما نطق به القرآن العزيز من ان اعمال الكفار هباء منثور وما عملوا من طيبات فقد اذهبوها في حياتهم الدنيا فتعين الثاني ولا شك ان اكرامه صلى الله تعالى عليه وسلم في ابويه انما يد منه في عمه وحزنه باصابة المكروه والعياذ بالله تعالى اياهما اشد من ايتامهما بما يصيب عمه فلو ثبتنا واستغفر الله على الكفر لوجب ان يكون عذابهما اخذ من عذاب ابى طالب لاسيما وهما لم يدرسوا البعثة ولم يردا الدعوة بخلاف ابى طالب ولكن الحديث اشد اشد ان هو ادلهم عذابا فثبت انهما مسلمان وليس عندنا فيه شك انشاء الله تعالى والله يهدي الى سبيل الصواب.

١٢٥

قوله — ان يضيغه له

قوله — ضمير الفاعل للجندى والمفعول به للفاضل

قوله — لا يتوارثون لأن الإرث له

قوله — أي لا ترث الزوج والزوجة ولا بالعكس وأما الأولاد

فيرثون من الأبوين لعدم اقتصار أتمهم على ولادتهم من

النكاح الصحيح لعدم كونه على خلاف القياس فحيثما

ثبت النسب ثبت الإرث وأذاً لا يرث الأب في الباطل

كولد مسلم من وثنية لا يرث الأب —

قوله — والمعتبر مدة الحرية له

قوله — والتشكيك في هذا امر عجيب فانه لو اعتبر في

كل مدة أيامها لم تفضيل الأما على الحرائر إذ يصيبها في

كل شهرين مرة ولا يزيد إلا برضاها ولا يصيب الحرية

إلا بعد مضي أربعة أشهر بل الزيادة ههنا هي النقيض

المطلوب والتنقيص هو الزيادة المنكرة ولذلك قدر

الطحاوي بيوم وليلة من كل أسبوع للحرائر والأما بيوم

ليلة من كل أسبوع وروى أن عمر رضي الله تعالى عنه

بعث عسكراً وكان رضي الله تعالى عنه ينعس بالليالي فسمع

امراً تنشد أشعاراً فيها من الاشتياق الملهب إلى الجماع

عاشية الطحاوي ، ج ٢ ، ص ٨١

أيضاً : من ٨٨

النقيض (مخطوط)

الملهت ( " )



والتحرر من الزنا خوف من الله وحفظنا موسى النرويج  
وكان قد طال فراق نروجهما عنها في جهاد فرجع امير المؤمنين  
الى بيته وسأل بنت امير المؤمنين رضى الله تعالى عنه  
كربتصر المرأة من الرجل قالت اربعة اشهر ولا شك  
انه يعرف من تحت الامار فتثبت ان لا معتبر الا مدة الحرة  
والله تعالى اعلم شمس آيت العلامة الشامي ذكر البحث كما  
بحث والله الحمد -

<sup>١٢٨</sup>  
قوله — فقل ترك مضاجعتها

اقول — وهو ظاهر الآية -

<sup>١٢٩</sup>  
قوله — ترك جماعها

اقول — والآية تحملها -

<sup>١٣٠</sup>  
قوله — كلامها مع المضاجعة

اقول — هذا بعيد من ظاهر لفظ واهجر وهن في المضاجعة

ظاهر افعله الاظهر دليلا والله تعالى اعلم -

<sup>١٣١</sup>  
قوله — ظاهرة انه عند الامر به يكون واجبا عليها

اقول — ويأتي في اوائل كتاب الجهاد من المحشى عن البحر

له حاشية الطحاوى ، ج ٢ ، ص ٩١ س ٢٥

له والفقهاء تشويزهن فعظوهن واهجر وهن في المضاجعة واهجر وهن الآية (ج ٢ ص ٩١ س ٢٥)

ج ٢ / ٩١ س ٢٥

له حاشية الطحاوى ، ج ٢ ، ص ٩١ س ٢٥

له ايضا ج ٢ / ٩١ - س ٢٥

اقول — صواب برفقتك كما في الهندية —

قوله — واماك عفوت عنك له

اقول — اخاف ان يكون في الدر المنتقى ذكر وجه كون قوله

وهبتك لاهلك كناية بانه يحتمل الطلاق ويحتمل ان

المعنى عفوت عنك لاجلهم فزلت قدم النظر وقد قال

في متن الدر المنتقى الملتقى وهبتك لاهلك فقال في

مجمع الانهر اى عفوت عنك لاجل اهلك لو وهبتك

لهم لاني طلقتك —

قوله<sup>١٣٤</sup> — اظفري بمرادك له

اقول — مثل ذلك الاحتمال في هذا فعله مذكور تحت قوله

افلحى كسا قدم الفاضل المحشى في هذه الصفحة عن هذا

البحر من انه يقع الطلاق فيها بالنية لانه بمعنى اذهبي

ويحتمل اظفري بمرادك الخ نصره هو ظاهر حيث سألت

المرأة طلاقها وقالت اريد ان تطلقني فقال اظفري

بمرادك وليراجع الدر المنتقى —

قوله<sup>١٣٨</sup> — في سم الخياط لغو وكونه متصلا له

اقول — ويخطر ببالى ان لغوية تعليق التطليق بالمستحيل

له حاشية الطحاوى ، ج ٢ ، ص ١٣٨

له ايضا

له ايضا



ظاهر كل ظهور اما ان علق به عدم الطلاق كان  
دخل العجل في سم الخياط فلست بطلاق هل يقع  
لان مفهومه تعليق التعلق بالكائن فيكون تنجيزا  
ام لا لان الطلاق انما يقع باللفظ لا بمجرد النية و  
الفرض ولذا قالوا لوقال لا حاجة لي فيك لا يقع الطلاق  
نوى او لم ينو له ليس من الفاظه فكذا ههنا التعلق  
مفهوم لا ملفوظ فليحذر والله تعالى اعلم -

قوله <sup>١٣٩</sup> — ولو معها شيء خير ما يطبخ كفاكهة - هـ

اقول — قلت وعرفنا اعر منها فانها تعد من اثره  
ولو لم يكن معها شيء -

قوله <sup>١٤٠</sup> — او تطاول واقعدة فهو مريض له

اقول — قلت ولكن الشامي من الوصايا عند قوله و  
اعتقد في التجريد ما يعطى خلاف هذه -

قوله <sup>١٤١</sup> — او دلالة الحال على ما مره

اقول — اقول للفقير كلام في الاكتفاء بدلالة الحال -

قوله <sup>١٤٢</sup> — اذا صار ما كولا لئلا ملك المبيع عنه هـ

اقول — اقول اسر ادب مسترسل كاشملى ما اياح بـ

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٦٥

هـ ايضا : ص ١٩٠

هـ ايضا : ص ٢٠١

الماء ليتوضأ به أو يغتسل أو يغسل الثياب وامثال ذلك.

<sup>١٢٣</sup>  
قوله — المراد بالإباحة التملك له

أقول — كيف يراد بالإباحة التملك مع أنه قابلها بقوله وكذا إذا ملكه وكان الحامل للمولى المحشى الفاضل على ذلك أنه قال أولاً بإباحة دفعة وأخرى ملكه بدفعات فظن أن الفرق في المسألتين إنما هو بدفعة وبدفعات والالكان تقييد الأول بدفعة والآخر بدفعات باطلا ولكن ما أحسن إشارته إلى المولى المحقق الشاخي في الجواب عن هذه बात من قبيل الاحتباك حيث صرح في كل الموضوعين بما سكت عنه في الموضوع الآخر الخ فالمراد في كلا الموضوعين بدفعة أو دفعات.

<sup>١٢٤</sup>  
قوله — والشكائر والمسحوس له

أقول — على صيغة السبالة هو الذي إذا عانق المرأة أو لمسها أو قبلها أنزل قبل أن يدخل في قبلها.

<sup>١٢٥</sup>  
قوله — فهو أعم من الاصطلاحى

أقول — بل هو أخص من الاصطلاحى فان الاصطلاحى من



لا يقدر على جماع فرج نروجه وان قدر على جماع دبرها  
او جماع فروج سائر النساء ولا في اللغوى من لا يقدر  
على الجماع مطلقاً ولكن الله اراد ان الساخوذ في اللغوى  
عدم القدرة على جماع جميع النساء وفي الاصطلاح  
عدمها على جماع فرج امرأة خاصة فكان بهذا المعنى  
اعمالى اشمل للفروع المنتفية القدرة على  
جماعها فافهم -

<sup>١٢٦</sup> قوله — اشد من جماع القبل له

اقول — ولكن لم يعلم ان القدرة على فرج الزوجة  
ربما منتفى بعقد السحر -

<sup>١٢٧</sup> قوله — وظاهرة ولو محكما له

اقول — لكن مخالف تصريح ما في الخيرية من التحكيم  
الا انه لم يستند الى نقل سواء تصريحهم بالصابط الكلى  
وهو جواز التحكيم في غير الحد والقود -

<sup>١٢٨</sup> قوله — هذا يرجع الى التجربة لله

اقول — يعنى وقد ثبت الفرق بالتجربة -

له حاشية الطحاوى ، ج ٢ ، ص ٢٠٩

له ايضاً : ص ٢١١

له ايضاً : ص ٢١٢

له اللغوى (مخطوط)

قلت: في نسخة الحاشية الطحطاوية (لأنها يناقض) موضع إنها وهو الصحيح ذ

١٢٩

قوله — والحق بها القهستاني كل عيب له

اقول — اقول هو نصل لن يلحق في التبیین حيث قال حيث

الله تعالى قال محمد تترد المرأة اذا كانت بالنزوح

عيب بحيث لا تطبق المقام معه لانها تعذر عليها

الوصول الى حقها بعيب فيه فكان كالجب والعنة بخلاف

ما اذا كان بها عيب لان النزوح قادر على دفع الضرر عن

نفسه بالطلاق ويمكنه ان يستمتع بغيرها.

١٣٠

قوله — لانها يناقض قوله بعد ولاحق له

اقول — لا يتناقض بعد ما يقرر ان قوله لاحق لولد عمه

انما هو في حق المشتهة اذا كان ابن العم غير مأمون

على ما سينقله من البحر فافهم والله تعالى اعلم.

١٣١

قوله — تقتضي عدم الدفع اليه هـ

اقول — اما اولاد الاعمام فان يدفع اليهم الغلام و

الصغير لا تدفع اليهم (كافي ملخص) لاحق لغير المخرم

في حضنة الجارية ولا للعصبة الفاسق على الصغيرة

عنه الصحيح: الغيرة كما في الاصل ذكره في الترتيب

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٢١٣

له معنى (مخطوط)

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٢٢٦

له ولا هم (مخطوط)

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٢٢٦



(كفاية أهلها في الهندية) الامتنى لا تدفع الا الى محرم  
(خيريه عن المنهاج للعقيلي والخلاصة والتاتارخانية وغيره)  
لاحق لابن العم في حصانة الجارية (خانية) وهذا هو  
الذي يعطيه كلام العلامة (في فقه القدير) وكذلك عمر  
الحكم (في الهداية) من دون التفصيل بين المشتهاة  
وغيرها والعامون وغيره وان كان ظاهرا لفاظ دليله  
ناظرا الى التفصيل لتعليقه بالتحرز عن الفتنة ومعلوم  
ان لا امتنان الا بالمشتهاة والله اعلم بالصواب.

نوله — وهو ابن سبع سنين له

نول — والصواب عشر سنين.

نوله — لتغلق يامه وربما يمنعها او يمنع له

نول — وله وجه اقوى فان المرأة نفقتها على نزع وجهها

والعادة ثبوت يدها على البيت وما فيها وربما يحصلها شققتها

على ان تطعم ولدها من مال نزع وجهها وان تخرجت وقل

من يخرج منهن عن امثال ذلك لاسيما في الفواكه والمطعومات

فان الزوج يتيها ويسبي الظن بها انها تطعم ولدها من

اشياء فيحصل ذلك على كراهته ومعاداته ثم يقع بذلك

مشاجرات بين الزوجين فيكون ذلك اهيجه لعداوت

يتيها.

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٣٦

له ايضا

في قلب الرايب بخلاف الاجنبي فان النصارى يتخرجون من  
 اموالهم وهم قلسا يتهمونهم وكل ذلك مرقى مشاهد  
 فكثيرا ما ساراينا الاجانب يشفقون على الصغار والحرى  
 سارايا الا هو يكره ربيبه وبالجملة فله مع الاجنبي عدم  
 العلاقة ومع الرايب علاقة العداوة فشتان ما هما.  
**قوله** <sup>١٥٢</sup> — لكثرة الفساد نيلعى له (قول الدر المختار على هامش الحاشية)  
**اقول** — ومحل هذه الرواية ما اذا كان هناك اب او  
 عصبه وان لا تبقى عند الخاضعة به خيرية قلت والمراد  
 بالعصبه من كان من المحارم ولا يتدفع هي الا اليهم.  
**قوله** <sup>١٥٣</sup> — للعلامة عبد القادر عليه  
**اقول** — بن يوسف الا فندى الشهير بقدرى وروى  
**قوله** <sup>١٥٤</sup> — عن هذه المقامد فيجوز الحلف به  
**اقول** — ورد الحديث يذم الحلف بالطلاق وبه صرح  
 ابن بليان في شرح تلخيص الجامع كما نقله الشافعى  
 وقد ذكرنا التوجيه على هامشه  
**قوله** <sup>١٥٥</sup> — لان خلاف الشافعى بعد محمد عليه

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٢٤

ص ٢٤٣ : مس ١٠

ص ٣٢٥ : س ٢

ص ٣٢٦ :

له ايضاً

له ايضاً

له ايضاً



أقول — ليس الشافعي منفرداً به بل سبقه بذلك أئمة  
مجتهدون تقدموه وتقدموا محمد بن الحسن -

قوله<sup>١٥٨</sup> — ولا يكون يميناً ولعل الفارق العرف له

أقول — واحسن منه ما ورد في رد المحتار انه قال كان  
احترانه عما اذا بالسلطان البرهان والحجة الخ فان البرهان  
ليس من صفات الرحمن تبارك وتعالى -

قوله<sup>١٥٩</sup> — ان بعض الناس يجهلها لله

أقول — اقول ومع ذلك جديد العهد بالاسلام يرى  
كثيراً من احكام الشريعة الحققة مخالفة للاحكام ملته الباطلة  
فعلمه بحرمة في ملته لا يوجب العلم بحرمة في ملته  
الاسلام -

قوله<sup>١٦٠</sup> — وفي اخراج ذلك بالكيفية لله

أقول — خروجه عن حد الزنا الموجب للحد الذي  
لا يعلمه بجميع قيوده الا العلماء لا يوجب خروجه  
عن حد الزنى وتعرف ذات شرعاً الذي يسئل عنه  
الشهود | احترام عن عقده من في العين واليدين مثلاً  
او التفخيز والتسريير مثلاً ولذا اقتصر في بيان ذاته

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٣١

له ايضاً : ص ٣٨٩

له ايضاً

الشرعية على الايلاج فقط ولا شك ان وطئ السمكة  
لا يخرج عن ايلاج الذكر في الفرج فوجب السؤال بكيف  
هو اخراج السمكة مثلاً والله تعالى اعلم -

<sup>١٤١</sup>  
قوله — لان الدبر انما خلق في الدنيا له

اقول — وعلى قياسه ينبغي في فروج النساء لانها ثقبة البول -  
قوله — الا فيما يرجع الى النكاح لله

اقول — كالتزيين والاجابة الى الجساعة بشروطها وعدم  
الخروج من بيته الا بحق وعدم البيوتوتة عند احد  
ولو ابسها الا اذا احتاج اليها عينا وترك الصيام النافلة  
وتطيب اللباس والبدن بالعطريات والفرج بعد الحيض  
بفرصة مسكة وامثال ذلك والله اعلم -

<sup>١٤٣</sup>  
قوله — وقد يقال انما الرجال <sup>قدم</sup> قدم الرجال .

اقول — وعلى هذا لا يبعد ان يقول قائل ان الامام ان كان  
محتاجا الى تكثير العسكر في الحال قدم شراء الرجال والافتقار  
النساء اجب صوتا للفروج الزكية عن وقوع الكلاب  
الدنية والله تعالى اعلم -

له حاشية الطحاوى ، ج ٢ ، ص ٣٩٨

له ايضاً : ص ٢٣٩

له الحاجة (مخطوط)

له حاشية الطحاوى ، ج ٢ ، ص ٢٢٨ السطر الاول



قوله — ولعلهم دمن سرده في غزوة بدر له  
 قول — ليس هذا من كلام الفتح بل نقله عن الامام  
 الشافعي رضي الله تعالى عنه كما بين في نصب الراية له  
 قوله — فان تحقق منك كفر والا فلا له

قول — نعم تتفاوت الموجبات في ذلك فمنها ما يستوي  
 فيه الجانبان ولا يثبت الاستخفاف الا بدليل كمن  
 حكى ما كان عليه النبي صلى الله عليه وسلم من قلته  
 مبالاة بالتجمل الظاهري فقد تصير ثياب وسخة  
 فحكاية ذلك اما على طريق الملقى صلى الله تعالى  
 عليه وسلم كما ذكرنا واظهرها ان الدنيا لا تصلح للالتفات  
 او غير ذلك من المقاصد الحسنة فهو محمود وان حكى  
 ذلك ان لا ريب صلى الله تعالى عليه وسلم كفر ولا يعلم  
 ذلك الا من خارج ومنها ما يرجح فيه جانب الاستخفاف

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٥١

له نصب الراية (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٤٨ س ٢٣٣ -

له حكم (مخطوط)

له بالتجمل ( " )

له ونسخه ( " )

له جانب جانب ( " )

فيحكر به ما لم يدل دليل على خلافه كالقار المصنف  
في القاذورات وكشف السوءة عند ذكر النبي صلى الله  
تعالى عليه وسلم فاتقن هذا الاصل تنفعك في الجزئيات  
والله تعالى اعلم وانظرها في رد المحتار ج ٣ ص ٢٣٨ -

<sup>١٤٤</sup>  
قوله — لم تعص الانبياء لله

اقول — وقع في الاشياء لم يعصوا فقال الحموى الظاهرات  
لم يعصوا كيف وقد ذهب اكابر المحققين من اهل السن  
انهم عليهم الصلوة والسلام لم يعصوا الله تعالى اصلا لا بعد  
النبوة ولا قبلها منه القاضى عياض قلت و ابن حجر المكي  
في افضل القرى والنزاجر -

<sup>١٤٤</sup>  
قوله — لم يخلق ادم وهو خطأ لله

اقول — اقول بل الصواب السجعة عليه الوارد في صحاح  
الاحاديث فاخذ بهذا الخطأ -

<sup>١٤٨</sup>  
قوله — بعث رجل بعينه لله

اقول — وفيه نظر فان النصوص المتواترة على ما فيها من

له قاذورات (قاذورات)

له عندنا ( " )

له تنفك ( " )

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٤٩

له ايضا



اقول — وان اوصى بالتولية جازر وكان الوصى هو المستور

بعد كما في الغيرية <sup>١٤٢</sup> <sup>هـ</sup> وياتي في ط (طحاوي) اخر <sup>١٤٢</sup>

قوله — لا يثبت الحق للمفروغ له

اقول — ولا ينعزل هذا الفاسرغ الا اذا كان بعلم من الواقف

او القاضى كما ياتي متنا -

قوله <sup>١٤٥</sup> — وان في مرضه <sup>هـ</sup>

اقول — ونانزع الحموى لا بخراة الى ابطال شرط الولا

قوله <sup>١٤٤</sup> — بان الوقت صحيح <sup>هـ</sup>

اقول — اى لا نزم لزوم الواقف فلا يملك سلطان الخرابط

وليس لمراد انه وقف ضحيح شرعى يجب اتب

بشروط كما حقق العلامة الشامي رحمه الله -

قوله <sup>١٤٤</sup> — في المشتري من بيت اليمال <sup>هـ</sup>

اقول — يعنى اذا علم الشراء ولم يعلم من انه حقيقى ام لا

على الصحة اما لم يعلم فيه نفس الشراء فهذا لا يح

له حاشية الطحاوي ، ج ٢ ، ص ٥٢٢

هـ ايضاً

هـ لا تجارة (مخطوط)

هـ حاشية الطحاوي ، ج ٢ ، ص ٥٢٨

هـ ايضاً

هـ x (مخطوط)

هـ تنفس : " /

على الصحة ولا يكون الاوقفا صوريا لان وقفه لا يستلزم  
شراؤه كما حققه الفاضل الشافعي رحمه الله.

قوله ١٤٨ — وبعدة عطف له

اقول — تبع فيه السيد الحموي وانظر ما كتبنا عليه.

قوله ١٤٩ — ولما نعر من عطف له

اقول — بل هو المتعين كما بينا ثمة.

قوله ١٥٠ — بيع المضطر وشراؤه فاسد له

اقول — وانظر الى حكاية الامام مع الاعرابي في بيع السماء

المذكورة في الاشياء ولعلها لم يثبت عن الامام فافهم.

قوله ١٥١ — ولا يفعل ذلك في غير الدنانير له

اقول — وليس للغريم ان ياخذ الدنانير بنفسه اذا كان

دينه دسرا همد ولا العكس على ظاهر الرواية مصحح قاضيان

في باب الصرف والفتوى في نرمانا على مذهب الامام

الشافعي وانظر ما سيأتي في الحجر.

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٥٤٣

له ايضا

له ايضا ، ج ٣ ، ص ٦٤

له ونظر (مخطوط)

له العام ( )

سطر (٣)

له حاشية الطحطاوي ، ج ٣ ، ص ٤٣



قوله ١٨٢ — ولو استهلكه بطبخه له

اقول — هذا التعميم مستقيم على مذهب الصاحبين

فان عندهما لا يملك الغاصب بتغيير المغصوب و

استهلاكه ما لم يؤد قيمته او يضم من اما على مذهب الامام

فيملك لكن السبب خبث فيكون كالشترى فاسد

فينبغي ان يطيب للمشترى فيه لان سبب الخبث مقتصر

على الغاصب ولا يتعلق حق المغصوب منه بعين المغصوب

بعد التغير والاستهلاك لا انتقال حق الى الضمان بل قد حقق

ان حصول الملك بذلك مجمع عليه بين ائمتنا كما بين

على هامش رد المحتار من الغصب -

قوله ١٨٣ — كذا في البحر عن البزائرية له

اقول — ليس بلفظ الصحيح في البزائرية اخر الفصل العاش

من البيوع -

قوله ١٨٤ — افادة في الهندية له

اقول — وكذا في الخانية من باب الصرف -

قوله ١٨٥ — ان ذكر على سبيل الاستمهال له

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٨٢

له ايضاً : ص ٨٦

له ايضاً : ص ١٠٦

له ايضاً : ص ١٢٦

قوله — اهل المذهب عدة ثم

قوله — فالاولى حذفه ليتأتى الخلاف

۱۰ قدم (مخطوطہ)

۱۲۶ ص ۳ ، ج ۳ ، حاشیۃ الطحطاوی

۱۲۳ : ص

سکہ بالامر  
(مخطوطہ)



وحاشية الفصولين والعناية والكفاية والمحيط وغيرها  
وفيه تجرى الاختلافات إما ما ذكر في القيل الثالث من  
التفصيل فاستقصاء للصورة المحتملة في المسئلة وان  
لم يكن بعضها بيع وفافسقط قوله ليتأتى لفافهم -

قوله<sup>١٨٨</sup> — وهو الصحيح له .

اقول — وينبغي استثناء ما كان معهود الان المعروف  
كالمشروط -

قوله<sup>١٩٠</sup> — واصلاح المهم مستحق عليه ديانة له

اقول — افاد ان كل ما كان مستحقا على اخذ ديانته فلا يجوز  
اخذ شيء عليه فافهم -

قوله<sup>١٩١</sup> — بحر وقال في الهندية له

اقول — من بعد قوله تمت الى ههنا كله من البحر -

قوله<sup>١٩١</sup> — وتجاوز المصانعة للأوصياء له

اقول — اى اعطاء شيء رشوة لدفع ظلم الظلمة اذ علموا  
ان لو منعوا خادمت المونة ونقصت الاموال انظر الى  
الهندية من باب الوصية -

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ١٤٤

له ايضا // ج ٣ ، ص ١٧٨ الحاشية ١٨٩ فى الاصل ١٩٠ د

له ايضا // ج ٣ ، ص ١٧٧

له ايضا : ص ١٤٨

قوله — حيلة الاستتجار المتقدم انتهى له

اقول — عبارة الخلاصة والثالث الاهداء لدفع الظلم عن نفسه وهو حرام على الأخذ والحيلة ان يستاجر بثلاثة ايام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا يجوز كتبليغ الرسالة ونحوه وان لم يبين المدة لا يجوز الخ اقول ويبدل على انه لا يحل الأخذ على دفع الظلم وان كان الظالم غيرة فان حيلة الاستتجار انما يكون في امر جائز فيبدل على ان دفع الظلم عن المظلوم مستحق ديانة على كل من يقدر عليه فلا يجوز له اخذ الاجر عليه وكانت هذا هو المراد بقول البحر المار اصلاح المهم المستحق عليه ديانة بدليل قول الهندية المار عن المحيط اذا اعطاه بعد ان سوى امره وفجاءه من الظلمة الخ وحينئذ لا حاجة الى ما كتبت على قول البحر المذكور ج ٦ ص ٢٨٦ مانصه اقول لعل هذا اذا كان مقررا عليه من جهة السلطان بمشاهدة فيجب عليه بحكم الاجارة فافهم ، وانظرها كتبنا على ش ج ٢ ص ٢٤١ -

قوله — يخص الانبياء كادم وداود

له حاشية الطحاوى ، ج ٣ ، ص ١٤٨

له الابداء له (مخطوط)

له عند مد ( " )

له حاشية الطحاوى ، ج ٣ ، ص ١٨١



له أقول: الصحيح الذي عليه الإعتقاد (وخيلة الاستجار) ذكره في

قوله — خيلة الاستجار المتقدم انتهى له  
 قول — عبارة الخلاصة والثالث الهداء لدفع الظلم عن  
 نفسه وهو حرام على الأخذ والحيلة ان يستاجر بثلاثة  
 ايام او نحوه ليعمل له ثم يستعمله اذا كان فعلا يجوز  
 كتبليغ الرسالة ونحوه وان لم يبين المدة لا يجوز الخ  
 اقول ويبدل على انه لا يحل الأخذ على دفع الظلم وان  
 كان الظالم غيرة فان خيلة الاستجار انما يكون في امر  
 جائز فيدل على ان دفع الظلم عن المظلوم مستحق ديانة  
 على كل من يقدر عليه فلا يجوز له اخذ الاجر عليه وكان  
 هذا هو المراد بقول البحر السار اصلاح المهم المستحق  
 عليه ديانة بدليل قول الهندية الماسر عن المحيط  
 اذا اعطاه بعد ان سوى امره ونجاة من الظلمة الخ وحينئذ  
 لا حاجة الى ما كتبت على قول البحر المذكور ج ٦ ص ٢٨٦  
 مانصه اقول لعل هذا اذا كان مقرر عليه من جهة السلطان  
 بمشاهدة فيجب عليه بحكم الاجارة فافهم ، وانظرها كتبنا  
 على ش ج ٢ ص ٢٤١ -

قوله — يخص الانبياء كادم وداؤد

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ١٤٨

له الابداء له (مخطوط)

له عند مد ( " )

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ١٨١

اقول — وقد ورد في الحديث فان فيها خليفة الله المهدي  
وينادي من السماء هذا خليفة الله المهدي فاسمعوا  
واطيعوا.

<sup>١٩٢</sup>  
قوله — لان الصحابة تقلدوه من معاوية له  
اقول — ما اشنع مثالا وافظعه لا يستجرب الفسفة  
الظلمة الهنزة اللينة الذين في قلوبهم مرض الى تسكين  
بعض عظيم من صحابة رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم  
والقصد المتعين المفترض على كل مسلم ان الجائر هو  
الواضع شيئا غير موضعه كما ان العادل هو الذي يضع كل  
شيء موضعه ولا شك ان السيد معاوية رضي الله تعالى  
عنه لما خرج على امام المرتضى والخليفة المرتضى ولقد  
كانا والله امامي حق وخليفتي صدق وادعى ما ادعى فقد  
وضع الشيء في غير موضعه اذ لم يكن غير السمع والطاعة  
في وسعه وليس قولهم هذا باعجب من قول النبي صلى الله  
عليه وسلم لحواشي وابن عمته واحد عشرته سيدنا ومولانا  
من بدير بن العوام رضي الله تعالى عنه تحارب اي سيدنا علي  
كرم الله وجهه احسن تكريم وانت ظالم له وكما قال

له حاشية الطعطاوي ، ج ٣ ، ص ١٨١

(مخطوطة)

له ما شنع

( " )

له ما فظعه



تعالى عليه وسلم فليس لفظ الجائر أكبر من لفظ الظالم  
والإيمان يشهد بان لم يرد ههنا ما ارتكن في الأذهان  
الأمّا ذكرنا في تأويل الجوار من وضع الشيء في غير موضعه  
فإن كان هذا الوضع عن تغنت وعناد فهو المزموم المشوم  
أو عن خطأ في اجتهد فصاحبه معذور وما جوره غير ما ذور  
قطعا فيقبح هذا اللفظ لأن فيه فتح باب انتهاك حرمة  
الأصحاب -

قوله — فلان المقلد ما قلده هـ

قول — الذي قلده للتضار وجعله قاضيا -

قوله — لربط هذه العلة هـ

قول — الحمد لله معناه واضع فان الذي لا يكتفى بقوله هـ

انما عدله ليمشي شهادة لنفسه اذ لولاه لردت بالوحدة -

قوله — فيه ان المقصود هـ

قول — في ان عرف من التعريف لا من المعرفة فسقط الاعتراض من

سراجنا علقتنا على مراد المحتاس -

له ومع (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ١٩٨

له ايضا : ص ٢٥٩

له بقول (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٢٩٢

قوله :

١٩٨

قوله — في تعليل الشيء بنفسه هـ

اقول — ان تقول انه تعليل لعدم افادة اجازة المالك شيئاً لا لصيرورتها غاصبا بالمخالفة حتى يكون مصادراً على المطلوب والمعنى انه لما صار غاصباً فلا يملك المالك قلبه الغاصب منسوبة باجازته فتبصر فعل الحق لا يتجاوز عنه والله تعالى اعلم -

١٩٩

قوله — تربوا الفاسدة على الصحيحة هـ

اقول — لانه ان لم تربح الصحيحة لاشيئ له -

قوله — لانه صريح هـ

اقول — قيل الامن السلطان فهبة كما في الهندية -

قوله — والقبض شرط ثبوت الملك هـ

اقول — في نسخة الهندية التي عندي لفظ قبول مكان

القبض وهو الظاهر للتفريع هـ

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٣٩٢

هـ قلب (مخطوط)

هـ حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٣٩٢

هـ ايضاً : ص ٣٨٥

هـ ايضاً : ص ٣٩٣

له وايضاً في النسخة المطبوعة من نورا في كتب خانة پشاور ، نفاذ قبول -

هـ ان التفريع (مخطوط)



٢٠٢

قوله — ما في المحيط بما قالوا لوضع ماله له

اقول — على النسخة التي عندي فلا تأيد بل هو مخالف  
 لما في المحيط فانها ان تعدل على عدم اشتراط القبول ايضا  
 مع ان المحيط انما ينكر الركينة دون الاشتراط وقد اجبنا  
 عن استدلال القهستاني، هذا على هامش رد المحتار والله  
 تعالى اعلم -

٢٠٣

قوله — وعدم صحتها بخيار لله

اقول — ولكن قال القاضي الامام في الخانية ولو هب شيئا  
 على ان الواهب بالخيار ثلاثة ايام صحت الهبة وبطل  
 الخيار لان الهبة عقد غير لازم فلا يصح فيها شرط الخيار  
 وهو كما ترى صريح في ما يفيد الممتن وان كان مخالفا  
 لما يعطيه تفريع الشرح فافهم وحرر -  
 ثم ايت صرح في الخانية متصلا بما نقلت مقدما  
 عليه لو هب غلاما او شيئا على ان الواهب له بالخيار  
 ثلاثة ايام ان اجاز قبل الافتراق جاز وان لم يجر حتى فترقا  
 لم يجر انتهى فاما عدم صحة الشرط فيما اذا كان الخيار للواهب

له حاشية الطحطاوي ، ج ٣ ، ص ٣٩٣

له فانها (مخطوطة)

له حاشية الطحطاوي ، ج ٣ ، ص ٣٩٣

له فتاوى خانية على هامش الفتاوى الهندية ، ج ٣ ، ص ٢٦٦ ٥٥ ايضا

له فافاد عدم (مخطوطة)

المكتوب

وعدم صحة الهبة فيما اذا كان للموهوب له فكلام المصنف  
رحمه الله مطلق في محل التخصيص وتفريع الشارح رحمه الله  
تفريع على المضاد الذي ظهر لي من الفارق بينهما ان  
الهبة بنفسها لا تلزم فاشتراط الخيار فيها للمواهب لغو فيلغو  
الشرط كما افادة بقوله لان الهبة عقد غير لازم انما بخلاف  
البيع فانه لازم جانبا فيصع ان يشترط البائع الخيار للمشتري  
وكذا المشتري واما اذا كان الخيار للموهوب له فهذا اضرار  
بالمستبرع وحجر له عن التصرف في ماله الى ثلاثة ايام مثلا  
وشخص بصرا الى الموهوب له هل يقبل ام يرد فقيه قلب  
الموضوع مع ان الخيار في القبول خفة<sup>١</sup> وانما جانبا في البيع  
دفعاً للحاجة كيلا يغبن وظهرت الحاجة فلا يشترع فبقى منافيا  
للقبول على اصله لانه بناء على محظور متروك ومشكوك فاذا  
افترقا عن خيار للموهوب له فكانما افترقا من دون قبول  
ومعلوم ان القبول اذا لم يكن في المجلس لم تصح الهبة فكذا  
هذا ما ظهر للعبد الضعيف فافهم والله تعالى اعلم.

قوله<sup>٢</sup> — الاكل والاخذ<sup>٣</sup>

اقول — الذي في الخانية والهندية<sup>٤</sup> وغيرهما حل الاكل

له التردى ( مخطوطه )

له حقيقة ( " )

له حاشية الطعطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٩٢

له فتاوى هندية ، ج ٢ ، ص ٣٨١



دون الاخذ والاعطاء ودليله في الخانية -

له — شيخ الاسلام له

ول — والامام قاضي خان -

وله — وفي قرينه فانه يجوز اجبا عا له

قول — كان اعطاء الفان نصفها قرين ونصفها ثمن

ما اشترى مثلاً -

وله — ولو سلمه شاعراً لا يملك فلا ينفذ تصرفه له

قول — هو الصحيح وهو المختار وهو ظاهر الرواية وعليه

العسل وعليه اعتماد الشافعي والفتاوى بخلافه انما هي

في بعض الفتاوى فلا ترجح على ظاهر الرواية المصحح المختار

وان كان في الجانب الاخر يفظ به يفتى وتمايم فيه فليراجع له

وله — عن قصد الاضرار وقال في الخانية هـ

قول — التفصيل به انما كان في صورة التفصيل وما بهت

الكل من احد هم فاضرار مطلقاً فلم يرد العلامة الطحطاوى

بنص البزارية هذه المسألة وانما اراد بقوله وعند الثاني

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٣٩٦

له ايضاً

له ايضاً

له فتاوى شامى ، ج ٣ ، ص ٥١١

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٢٠٠

له قوله (مخطوطه)

التصنيف وهو المختار اطلاقاً عن قصد الاختيار بخلاف  
ما مر في الدر المختار من ان التسوية انما هو عند  
قصد فهم فافهم -

<sup>٢٠٩</sup>  
قوله — على انه يجوز بدون تسليم وانه غير الهبة لله  
اقول — نقل مجهول لا معقول ولا مقبول اما الجهة التي فلا

المفتاح ليس من كتب المذهب واما انه غير معقول فلا  
التملك حالا اما للعين او للمنافع وكل اما بعوض او مجاناً  
هذا تقسيم حاصر عقلي لا مكان لخروج قسم عنه ومعلوم  
بداية ان هذا الشيء الذي ذكر ليس تملك المنافع  
ولا تملك العين بعوض فان ليس تملك المنافع  
لا تملك العين بعوض فاذا ليس لا تملك العين  
حالا مجاناً وما هو الا الهبة وبه فسرت في المتن وقال  
قاضي زادة في نتائج الافكار الهبة في الشريعة تملك المال  
بلاعوض كذا في عامة الشروح بل المتن وما عهد من  
الشرع السطر قط عقد يكون لملك العين في الحال  
بلاعوض ولا يكون هبة ولو كان لوجب ان يخصص له  
كتاب او باب او فصل او اقل شيئاً في كتب المذهب كما

المسكون

له اطلق (مخطوطه)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٣ ، ص ٢٠٩

له يعينه (مخطوطه)



عقدت الكتب للبيع والهبة والعارية والاجارة لكن ترى  
 كتب المذهب عن اخرها خالية عن ادنى ايماء الى ذلك  
 فاذن هو عقد غير معهود من الشريعة بل ومعروف  
 في عرف الناس قاطبة فانك لو اخبرت احدا ان زيدا  
 ملك دارا من عسرو مجانا في الحال لم يفهم منه احدى الهبة  
 ولا يطرو وبيال صبي عاقل ولا محال فاضل غيرها وقد  
 علل في الهداية وغيرها عامة الكتب المتعلقة اشترط  
 القبض في الهبة بانه عقد تبرع وفي اثبات الملك قبل  
 القبض الزام المتبرع شيئا لم يتبرع به وهو التسليم فلا يصح  
 والتمسك بمسئلة الاقرار ادا دل دليل على ان هذا الكلام  
 لم يصدر عن فقيه فان انما كان المراد مواخذة باقرا  
 فهل يستدل به على ان التسليم يصح من دون ايجاب  
 من المملك اصلا ثم لا تشك انه لو اقربا لبيع جاز فهل  
 يستدل به على ان البيع يتم من جانب البائع وحده لانه

(مخطوطه)

له يضم

( " )

له احمد

( " )

له ولا يطرو وبيال صبي على قل

( " )

له فاضل

له هداية اخيرين، كتاب الهبة -

(مخطوطه)

له محاب

ليس فهنا شيء من جانب المشتري بل الشيء الذي  
 غفل عنه هذا الاستدلال<sup>٤</sup> ان الاقرار<sup>٥</sup> اقرار من وجه  
 كما انه انشاء من وجه فلشبه الاخبار يؤخذ بامثال  
 الاقرار لا لانه انشاء عقد لا يحتاج الى القبض الا ترى  
 انه لو اقر لغيره بنصف<sup>٦</sup> داره مشاعا هم كسافي الدر وغيره  
 وليس<sup>٧</sup> ذلك الا لشبه الاخبار ولو كان انشاء لم يصح  
 كما انصوا عليه مع وجوب الصحة على وهم هذا الواهم  
 ان التملك قد تقدم في الاقرار متنا وشرحنا جميع مالى  
 او ما املك له هبة لا اقرار فلا بد من التسليم بخلاف  
 الاقرار<sup>٨</sup> -

فقد افاد ان لام التملك تفيد الهبة ويشترط  
 التسليم وان عدم اشتراط في الاقرار من جهة انه اخبار  
 من وجه لا ان ههنا عقد لا يحتاج الى التسليم والنكته  
 فيه ان التملك يعبر البيع والهبة فاذا اقر بانه ملك  
 الثمار وهي على الاشجار صرف الامر الى البيع مواخذة له

له ان ( مخطوط )

٤ هذا استدلال ( " )

٥ اقرار ( " )

٦ ا. م. ت ( " )

٧ ليس ( " )



بإقراره وتصحيح الكلام فيما يمكن بخلاف ما لواقرباني  
 قد ملكته من فلان قبل ولم يبيح عن الشغل والبعض  
 وغيرهما لان الاقرار بالتملك اقرار بخروجه عن ملكه  
 الى ملك المقر له ولا يصح ذلك في التبرعات الا بالقبض  
 المفترضا لا اقرار به اقرار بالهبة وبالاقتباس معا بخلاف  
 ما لواقرباني وهبة فان صدور الهبة من الموهب لا يستلزم  
 الاقتباس فلا يكون اقرار بحصول الملك للموهوب له  
 هذا هو الفرق بين الاقرارين لا مانع من اقرار التملك  
 لا يحتاج الى القبض ولا ذكر هذا الدليل لا يقتضيان هذا  
 النقل والفتوى مكذوب بـ على المشائخ ولكن  
 باستدلاله تبين ان الخطأ في الفهم وقد قدمنا نصا  
 قاطعة بان التملك هبة هبة وقد اعترف به هذا  
 الفاضل في صدر كلامه ان التملك يكون في معنى الهبة  
 وتـ بالقبض فاذا كان تمام بالقبض فكيف يجوز بدون

(مخطوطه)

له بالي

(مخطوطه)

له ولا حرم

( " )

له ذكره

( " )

له مكذون

( " )

له باستدلاله

له حاشية الطحاوي ، ج ٣ ، ص ٣٩٢

(مخطوطه)

له وهم

التسليم ثم العجب أشد العجب ان الاختلاف كان في انه  
 لو قال ملكتك هذا هل يكون هبة ام لا يصح اصلا  
 لان التملك اهم كما قدمنا عن رد المحتار والآن  
 جارتنا الفتوى بانه صحيح طلقا حتى بلا قبض بل هذا  
 اعجب عجاب وقد اسمعناك نص التتمة وجامع الفصولين  
 والخير الرهلي والعقود الدرية ان المحضر المكتوب فيه  
 ملكه تسليم كما صحيحا فاسد غير مقبول لان جهة التملك  
 فيه مجهول ومن قبله قبله حمل له على لهبة والآن  
 صار مقبولا لانه عقد جديد مخترع لم يعهد في شرع  
 ولا عرف وان قوله موت المقر بمنزلة التسليم بالاتفاق  
 خرق للاجماع الناطق بان موت احد العاقدين قبل التسليم  
 يبطل فالحق ان هذا النقل المجهول غير المعقول  
 مما لا يحل الاعتماد بل يسوغ الالتفات اليه وبالله  
 العصمة والتوفيق-

قوله — اخبار لا تملك لله

اقول — كذا نقل عن عني عن الطحطاوي في قرّة العيون

(مخطوطه)

له سمعناك

( " )

له الغير لا مقبول

له حاشية الطحطاوي ، ج ٣ ، ص ٢٠٩

(مخطوطه)

له ط



وهو الصواب -

قوله — ليس له التصرف فيه هـ

قوله — وكذا اذا كتب فيه اقراءة واوصلا الى فلان فليس له

التصرف فيه وانما عليه ان يرد الى المالك او يوصل

الى فلان -

قوله — يجب بالغاً هـ

قوله — اى وان مراد على المسمى -

قوله — من الحلية ام من المقاصد الحسنة هـ

قوله — هكذا نقل عند الشافعى وسكت عليه مع ان حلية

الاولياء من تصانيف الحافظ ابى نعيم دون الحافظ القاسم

سليم الطبراني -

قوله — حكما له بعد صحتها هـ

قوله — لا ينافى كون الشئ حكما كون ذكره شرطا والحكم

انما يترتب على الشئ المستجمل لشروطه وقوله

عقد كذا انما يكون معناه اى بكل ما يشترط فيه

عاشية الطحاوى ، ج ۳ ، ص ۲۰۹

ايضا ۲۳ : ص ۲۲

ايضا : ص ۲۴

ومكت (مخطوط)

عاشية الطحاوى ، ج ۲ ، ص ۴۰

فان كان ذكر العقل والامرث شرطاً كان معنى قوله ابراهيم  
والا اله ان قال له واليتك على ان تترثني<sup>له</sup> وتعقل عني كما  
ان معنى قوله الرجل الرجل الرجل الخ المجهول النسب  
الغير الخري الذي ليس له ولا رعتاقت ولا موالة مع  
احد قد عقل عنه -

<sup>٧١٥</sup> قوله — اذا قال واليتك وقال الاخر قبلت<sup>له</sup>

اقول — ويحتمل ان هذا تعويض عن مجموع العبارة المذكورة

اولاً او عن قوله انت مولاي فقط<sup>له</sup> فتبقى بقية العبارة

بما لها لا جرم اذا قال ملك العلماء تلميذ صاحب التحف

بما لها - ذ  
كما في الاصل

في شرحها البدائع التي فتد عرضها على المصنف فنزول

ابنته او يقول واليتك<sup>له</sup> فيقول قبلت بعد ان ذكر الامرث

والعقل في العقد -

<sup>٧١٦</sup> قوله — ما يدل على عدم اشتراط<sup>له</sup>

اقول — اي ما يكون نصافيه كما قد عرفت -

<sup>٧١٧</sup> قوله — سرده على الجوانس<sup>له</sup>

له ان ترى ثني ( مخطوط )

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٤٠

له فقد ( مخطوط )

له والسكت ( " )

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٤٠

له ايمننا : ص ٤٠



اقول — اجبنا عن هذا على هامش رد المحتار -

قوله <sup>٢١٨</sup> — وقد سبق ما فيه هـ

اقول — قد سلفت فيه -

قوله <sup>٢١٩</sup> — او التشرى فان ذلك هـ

اقول — اجبنا عن على هامش رد المحتار فارجم اليه -

قوله <sup>٢٢٠</sup> — قبول الهبة والاسلام هـ

اقول — يعنى اذا كان مميزا والا لا يصح الاسلام كاسلام

ذا هب العقل اصلا لان اذعان واعتقاد ولا اذعان لهما -

قوله <sup>٢٢١</sup> — ان كان مضيعا لماله هـ

اقول — من كان مضيعا لماله في الشرفان فاسق لا تقبل

شهادته بهذا يعلم حكم اللاوعيين بالنار في ليلة البراءة

وغیره وحكم الذين يستصنعون من القرطاس لعبات

يطيرونها في الهوار وهذا ان الامران شائعان في الهند

بل وغيره ايضا وحسبنا الله -

قوله <sup>٢٢٢</sup> — في البزائرية هـ

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٤١

هـ ايضا : ص ٤٩

هـ ايضا : ص ٨٠

هـ ايضا : ص

هـ ايضا : ص ١٠١

اقول — وفي الهندية اخذ دراهم من مال الصغير فصرفها  
في حاجة نفسه ثم رد مثلها الى الصغير لا يبرؤ الا بابرار  
الصغير بعد بلوغه او كما قال يراجع اليها من باب  
الوصى -

قوله<sup>٢٢٣</sup> — فان ضم النقد يورث الخبث ، فهستاني له

اقول — عندى فيه كلام ذكرناه على هامش رد المختار -

قوله<sup>٢٢٤</sup> — في تناول المشتري فان الربح به

اقول — في رد المختار عن التبيين لا يحل له التناول منه

قبل ضمان القيمة وبعد<sup>٢٢٥</sup> يحل الا فيما زاد على قدر

القيمة وهو الربح فان لا يطيب له ويتصدق به اه

فافاد ان حكم الربح غير حكم الاصل في بعض الصور ثم رأيت

في الهندية عن التبيين انه صرح بهذا اعنى حل

التناول من الاصل بعد الضمان لا من الربح في صورة

النقد ايضا حيث قال بعد ذكر مذهب الكرخي قال

مشائخنا لا يطيب بكل حال ان يتناول منه قبل ان

يضمنه وبعد الضمان لا يطيب الربح بكل حال وهو

المختار الخ قلت ويمكن ان يكون كلام الطحطاوى

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٠٥

له ايضا

له ولعبده (مخطوطه)



فيما اذا لم يؤد الضمان فانه حينئذ يكون الاصل و  
الرجح كلاهما خبيثين حيث يحكم بالخبيث اى عند الكرخي  
فيما اذا اشار و نقد وفي القول المختار مطلقا -

قوله <sup>٢٢٥</sup> — لو شري بالفت له

اقول — قبل اداء الضمان -

قوله <sup>٢٢٦</sup> — ويصرفونها الى حوائجهم له

اقول — لعدم السلك فيعمل في النقود ايضا نعيد قول بعد  
اداء الضمان فيباح الاكل والفرط وكما حققنا على هامش

سرد المختار -

هذا خلاف الصحيح

قوله <sup>٢٢٧</sup> — به امت لا يحل وطؤها ولو غضب له

اقول — هذا خلاف الصحيح ، كما لم يؤد الضمان -

قوله <sup>٢٢٨</sup> — باحدهما امرأة له

اقول — اى بدراهم الغصب او الوديعة -

قوله <sup>٢٢٩</sup> — لا يحرم التناول لعدم تعلق العقد له

اقول — هذا هو الموافق للصواب المذكورة في البيع

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٠٥

له ايضا

له ايضا

له ايضا

له ايضا

اصل من

جد

كلمة

در

الفاسد ان كان الكلام فيما اذا نوى الضمان فان  
 بملكه ولو ملكا خبيثا وقد تقدم ان الخبيث ان كان  
 لفساد السلك لا يحل فيما لا يتعين فيطيب الربح اى  
 من دون تفصيل بين عقد ونقد اما ما يفيد ظاهرا  
 اطلاقه من الجواز مطلقا سواء ادى الضمان اولا فمخالف  
 للضابطة قال الخبيث اذا كان لعدم السلك عمل فيما  
 يتعين وفيما لا يتعين فكيف يحل التناول فانهم فان  
 السقام من تزال الاقدام وقد حققنا الامر في هامش في المختار  
 من كتاب الغصب ومن البيع الفاسد فليراجع والله  
 تعالى اعلم.

قوله — انت لا ينقطع له

اقول — ومشي في الخلاصة على الانقطاع.

قوله — او كانت دينا عليه اه مكى

اقول — ذكر المسئلة وضع وابين مما ههنا في غصب

الشاة عن السراج الوهاج ص ٥٥.

قوله — وسراوية عن ابي حنيفة.

اقول — هذا صريح في انه خلاف ظاهر

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٠٦

له ايمكى (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٠٦



الرواية<sup>هـ</sup> عن الامام لكن في الخلاصة والهندية وغيرها  
انه قول الامام الاعظم والاستحسان قولهما وعليه الفتوى  
لكن ذكر في البزائية ان الامام نجما الدين النسفي  
كان ينكر ان يكون هذا قول الامام والعلم عند الله  
فان قلت على تقدير ان يكون هذا قول الامام ما الفرق  
بينه وبين المبيع فاسدة فان الامام لا يحل الانتفاع<sup>هـ</sup>  
به مع وجود الملك فيها خيثا قلت لعله يفرق بينها  
بان المفضوب بعد التغير لا يرد بخلاف المبيع فاسدة  
فانه واجب الرد بحكم التفاسخ الواجب لحق الشرع فكان  
حق الغير متعلقا بعينه بخلاف المفضوب المغير  
فا فهدوا لله تعالى اعلم -

قوله — بما ذكر في الكتب<sup>هـ</sup>

قول — تقييد الاطلاق البداهة<sup>هـ</sup> ولعل المراد بـ  
المبسوط لا يمكن اضافة مختصا لقدوري كما هو المعروف  
عندهم عند اطلاق الكتاب لان القدوري تلميذ

( مخطوط )

هـ الواية

( " )

هـ الانتفاع

هـ حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ١٠٦

( مخطوط )

هـ تقييد

( " )

هـ و

تلميد تلميد الكرخ.

قوله <sup>٢٣٢</sup> — وذكره المصنف في شرحه هـ

اقول — ويؤيده تعبير الخانية ان لصاحب الاكثران

يملك الأجر القيمة هـ

قوله <sup>٢٣٥</sup> — وان احسن ونحن نفتى هـ

اقول — الذي في القهستان وفي العقود عنه حسن بلاهنة

التفضيل.

قوله <sup>٢٣٦</sup> — وعليك بالسراجة فاني ضعيف هـ

اقول — وجهه الشامي بتوجيه ثالث فقال اي اذا كان

ذلك البيت مشرفا على العدو فللخرافة دخوله فتقاتلوا

العدو منه او نحو ذلك فتأمل اهـ اقول ويظهر لي توجيه

سابع وهوان بعض الكفرة اذا تكلموا في بيت سرجل ذي هـ

هـ حاشية الطحاوي ، ج ٢ ، ص ١٠٦

هـ ان تملك الآخر نظمت ( مخطوطه )

هـ احمر ( " )

هـ حاشية الطحاوي ، ج ٢ ، ص ١٠٨

هـ ايضاً : ص ١٠٩

هـ وطب ( مخطوطه )

هـ الشامي ( " )

هـ وفي ( " )



او مسلم والغزاة يرون قتله وصاحب البيت لا يأذن له  
في الدخول جانبا لهما الهجوم ولو فيه الحريق فان صاحب  
البيت هو الذي اسقط الحرمة بنهيه اياهم وخامس  
وهو ما اذا اراد الغزاة الا لتجار الى بيت له حاجة او مصلحة  
شما قول ويمكن ان يكون كل ذلك مرادا فان الضابط  
ان مواضع الضرورة مستثناة كما في الغزاة عن التجنيس  
والله تعالى اعلم.

<sup>٢٣٤</sup>  
قوله — لان اخذ الاجرة اجازة لله

اقول — عجيب فان الاجازة لا تلحق بالمعدوم وشرط صحة  
الاجازة قيام المعقود عليه وهو المنافع ههنا وقد عد  
نعم يجري هذا التعليل فيما اذا استعجل الاجرة قبل  
انتفاع المستاجر بالمستاجر فرد الى مالك.

<sup>٢٣٨</sup>  
قوله — لا يجوز دخول بيت انسان لله

اقول — هذه المسائل من الاشياء ولم يتكلم الحنفى على  
قوله الا في الغزاة ولشيء.

<sup>٢٣٩</sup>  
قوله — ان افضل العلماء في زمانه لله

(مخطوط)

له الضابط

له حاشية الطحاوى ، ج ٣ ، ص ١٠٩

له ايضا

له ايضا

لقد أن - صحيح وما كتبه الكاتب خطأ راجع إلى أصل - د

اقول - الذي في المنقول عند ص ٢٢٣ وقد ايدته من صحيح  
عندنا ان افضل العلماء في زمانه واكمل العرفاء في  
اوانه زهير السلة والدين ابوبكر البانباري وقد رأى  
في المنام ابنه شافعي المذهب الخ

قوله - ولا عبرة بغير الفقهاء والمنقول له

اقول - اذا وقع كلامهم مخالفاً للفقهاء -

قوله - ان يقال كجزء منها فيحل ويحرر له

اقول - لا احتمال لهذا بعدما نصوا ان المصنعة نجسة

وكذا الولد اذا لم يستهل ومعلوم ان كل نجس حرام -

قوله - والذكر والانثيان والمثانة له

اقول - بقي الفرج والسريرة فانهما ايضا مكروهان كما سيأتي

اخرا الكتاب في مسائل شتى -

قوله - وكذا الدم الذي يخرج من اللحم له

اقول - لكن في رد المحتار قوله والدم المسفوح اما الباقي

في العروق بعد الذبح فانه لا يكره وسيد كره الطحطاوي

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ١٥٣

له ايضاً : ص ١٥٥

له ايضاً : ص ١٥٤

له ايضاً : ص ٣٦٠

له ط (مخطوط)



بمثله في مسائل شتى -

قوله — هل الكراهة تحرمة له

اقول — في الذكر وما بعده -

قوله — عن العيني الجريث بكسر الجيم

اقول — هو ابـ الواني فان عبارة ابـ السعود الجريث سمكة

متوطون قال العيني وقال الواني الجريث بكسر الجيم -

قوله — قد علمت ان الكراهة

اقول — الكراهة المقيدة بالحل غير مطلقة كما لا يخفى

وانظر ما كتبنا على هامش رد المحتار -

قوله — ان تصنع التعويذ ليحبها زوجها

اقول — لفظ محمد في الجامع الصغير التول بكسر التاء وفتح

الواو وهو قسم من السحر يعمل لاجل الحب فلا شك

من حرمة واما ما كان باسم الله تعالى او اية من الايات

مظهر او مضمر على ما يعمل الفاعلون فهذا لا يظهر به

بأس والاسماء لها اثر والحب عند الله محبوب والله تعالى

نعما اذا ارادت المرأة تسخير زوجها بها بحيث تكون حاكمة

يقول العيني في شرح المنز (٢٣) / (٣٦٦) : وهي السمكة السوداء د

له حاشية الطحاوي ، ج ٢ ، ص ١٥٤

١٥٢

له ايضا

: ص ١٤٢

له ايضا

: ص ١٨٣

له ايضا

(مخطوط)

له دردت

اعلم ١٢

عليه وهو مطيعا لها فهذا وكل ما يفعل لهذا احرام لا شك  
لما فيه قلب الموضوع المشروع ونال عنه رجل الرجال  
قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعض وهذا  
محمل اخر للتحريم -

قوله — ولعل هذه العادة له

اقول — اى التخصيص بالفجر والعصر -

قوله — كانت في زمنه

اقول — والا فجميع الصلوات كذلك، هذه تنتم كلام  
ابى الحسن -

قوله — ان العين التي يغلب على الظن

اقول — لفظ الهندية وههنا نقل الطحطاوى كل عين قائم  
يغلب على ظنه انهم اخذوه من الغير بالظلم وباعوا في  
السوق فانه لا ينبغي ان يشتري ذلك وان تداولا اليد  
قلت فهذا اوضح وابين للمقصود يعنى انما لا يجوز  
شراء تلك العين المغصوبة التي يغلب على الظن

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٩٠

له التخصيص (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ١٩٠

له ايضاً : ص ١٩٢

له ط (مخطوط)

له المغصوبة ( " )



انها هي المفضوبة -

<sup>٢٥١</sup>  
قوله — وان تبدأ اولية الايدي له

اقول — لان الحرام يتعدى الذم شرعاً على المذهب المختار  
يستوى الحكم في العروض والنقود ايضاً لان الخبث لعدم  
الملك فيعمل فيما يتعين وفيما لا يتعين واما على مذهب  
الكرخي فيجوز شراء ابدال النقود المفضوبة اذا لم يعقد  
عليه و ينعقد هنا امان نفس تلك الاموال المفضوبة فلا يجوز  
شراؤها ولا اخذها في الدين ولا امانة ولا بجهة مالم يبرأ  
او يؤدي الضمان بالاجماع لان الخبث لا يزول عن نفس  
المفضوب الا بذلك -

<sup>٢٥٢</sup>  
قوله — ان يشتري منه هـ

اقول — قلت فان استبدل الغاصب بهبذا شيئاً اخر لم يجوز  
شراؤه للبطل ايضاً اذا كان المفضوب عما يتعين لانه انما  
ملكه ملكاً خبيثاً لا يحل له الانتفاع به قبل البراءة على  
المذهب المفتي به والخبث اذا كان لفساد الملك  
عمل فيما يتعين الاعلى رواية ضعيفة وهي حل الانتفاع  
بمجرد التغير والخلط وان كان مما لا يتعين جاز شراؤه  
البدال لان الخبث لفساد الملك ولا يعمل فيما لا يتعين -

الاعلى قول من قال ان الخلط والتغير لا يفيدان الملك  
اصلا ما يريد اويضمن قال الامام مفتي الثقلين علي هذا  
اجمع المحققون من اصحابنا فان حيث يكون خبت  
الملك لعدم التعيين فيعمل فيه فلا تحل الابدال ايضا  
الا بالابرار والتضمين فاحفظ والله تعالى اعلم -

قوله ٢٥٣ — لعن العاصر هـ

اقول — قلت اي العاصر يقصد العصية وهو السرا في  
كلام الشارح رحمه الله تعالى فصيح التعليل فانه بهذا يقصد  
معصية بنفسه ونزاع منافاة لما سبق فافهم -

قوله ٢٥٤ — من غير اشتراط جائز له

اقول — قلت ومعلوم ان المعهود كالمشروط ولعله سبق  
للمخشي في الاجابة -

قوله ٢٥٥ — ذلك بل الظاهر ان المذهب الحرمة هـ

له لا يفيد (مخطوطه)

له الابدال ايضا مكرر ( " )

له بالابرار ( " )

له فاحفظ قبل او التضمين ( " )

هـ حاشية الخطاوى ، ج ٢ ، ص ١٩٧ — ١٩٨

له ايضا : ص ٢١١

له ايضا : ص ٢٣٣



اقول — ولكن الاحاديث تقضى بالجواز والاستحباب  
وانظر ما قدم الشارح رحمه الله في الحج.

قوله — ليس لفظ قيل في نقل المصنف له

اقول — لكن قال الشامي قوله وقيل اذا ليس الخ كذا  
عبر في المنع الخ

قوله — وهو الصحيح وعن ابي يوسف له

اقول — لكن في الغانية عن العمادية عن الصغرى يفتى  
بنفاذ بيع السرهون وليس لاحد من الراهن والمرتبه  
فسخه كما مر في الطحطاوي من الاجارة ص ٥٥ والله تعالى اعلم  
قوله — من قال بالكراهة له

اقول — قلت وبه افتى الخیر الرملي في الرهن ص ١٤٣.

قوله — في حاشية الاشباه وعليه الفتاوى له

اقول — قلت ويجب تقييده بما اذا لم يكن مشروطا في  
العقد ولا معروف كالمشروط كما جمع رد المحتار من  
البيوع باب الترضي ومن اول الرهن وهذا الكتاب

له حاشية الطحطاوي ، ج ٢ ، ص ٢٢٢

له ايضا : ص ٢٣٩ ٢٤٧

له ايضا : ص ٢٥٢

له ايضا

رد المحتار ، ج ٢ ، ص ١٤٢



من ص ٢٣٦-

قوله ٢٣٦ — عليه الصلوة والسلام له

اقول — ذكره في تبیین الحقائق-

قوله ٢٣٧ — فان ذلك لا يجوز كذا ههنا له

اقول — ولا يجرب على التسليم كمن وهب مال غيره فاجأ

لم يصح الا ان يملك برضاة كما في العالمين كيرية اخرا الباب

الاول من كتاب الوصايا-

قوله ٢٣٨ — وما ذكره من التعليل هـ

اقول — والذي يظهر للعبد الضعيف غفرا لله تعالى

ان السلطان ان ولي قضاء ناحية لرجل واخرى لاخر فنصب كل

وصيا تفرد كل من صاحبه لان كلام القاضيين له الانفراد بالتصرف

فكذلك النائبين هما لهما ذلك وان ولي على بلد واحد قاضيين

جملة فليس لاحدهما الانفراد بالقضاء كما في وكالة الاشباه

فكذلك الوصيين والله تعالى اعلم-

قوله ٢٣٩ — هذا الواقع لا يكون خيانة له

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٨٠

له تبين الحقائق (مخطوطه)

له يجوز ( " )

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٢٢٣ X ٢٢٣

له ايضا : ص ٣٣٩

له ايضا : ص ٣٢٢



قوله — ولكن ضامننا كما في الشامية عن الخانية .

قوله — وفي الثاني خلاف انتهى له

قوله — وقد وفق بان القاضي ان فوض اليه تفويضاً عاماً كان

وصيه وصياً والالاوسياً في شرح حامنه .

قوله — ليس له ذلك لانه اشتغال له

قوله — وينبغي الافتاء بقياساً على متولى الاوقات اذا كان

منصوب القاضي ليس للقاضي عزله بلا حجة كما منصوب

الواقف على المفتي به لفساد قضاة الزمان والله تعالى اعلم .

قوله — تصرفات الوارثة له

قوله — اي لا يرضى البغها ركماً في الخانية والحموى .

قوله — ليس بشيء لأن خبر المثبت له

قوله — ليس بشيء فان الشأن اولاً في الثبوت سرورية ثم

في الثبوت سرورية اذ لو صرح عنه رحمه الله تعالى

ان امرأة ماتت ولم تترك الا نزعاً وجهها

---

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٢٤

له ايضاً

له ليس للقاضي ، مكرر (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٦٤

له ان (مخطوط)

له حاشية الطحطاوى ، ج ٢ ، ص ٣٩٢



فاعطاه الميراث كل لم يدل على القول بالرد لان  
وقائع العين تحتل كل احتمال فجاء ان يكون ذلك  
النزاع ابن عمها فاعطاه الباقي بالعصوبة اليه جزم  
في الاختيار -

(تمت العاشية)

(مخطوط -)

له فاء طاه

( " )

له الميراثا

( " )

له متاع

( " )

له بالعصوبة

كتبه : شاه محمد چشتی عفی عنہ

۲۵۱

محل محسود پورہ قصوہ